رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے
300
تین سو معجزات
سبحان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مکتبہ سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

رسول اللہ ﷺ کے تین سو معجزات

مصنف

سحبانُ الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ

مکتبہ سلطانِ عالمگیرؒ

5 لوئر مال چوک گامے شاہ اُردو بازار لاہور

042-5044331, 0321-4284784

باہتمام : سید جلیل الرحمٰن
ناشر : مکتبہ سلطانِ عالمگیرؒ
طباعت : ۲۰۰۹ء
مطبع : مودود پرنٹرز، اُردو بازار لاہور
ضخامت : صفحات ۱۸۴

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی ارسل رسوله کافة للناس بشیراً و نذیراً وجعله صاحب المعجزات الباھرة والدلائل القاھرة وجعله سراجًا منیراً وصلی اللّٰہ تعالٰی علیه وآله وعلٰی اصحٰبه وعلٰی اھل بیته اجمعین. فقیر احمد سعید کان اللّٰہ له وغفر والدیه ولوالدو الدیه ولا ستاذہ ولمشائخه اجمعین.

عام اہل اسلام کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ کشف الرحمٰن تسہیل القرآن کے کام سے ۱۴ شعبان ۱۳۷۵ھ کو فارغ ہونے کے بعد میں نے خیال کیا کہ ایک دفعہ مظاہر حق کی اردو بدلنے کے سلسلے میں اور سعی کی جائے۔ شاید کوئی صاحب میری مرضی کے موافق مجھے مل جائیں اور اس مستعار زندگی میں یہ کام انجام پا جائے اور میرے لیے ذخیرۂ آخرت ہو سکے۔ چنانچہ میں نے بعض اپنے اکابر سے اس سلسلے میں گفتگو شروع کی۔ کسی وسیع النظر عالم کی تحقیق و تلاش کا ان حضرات نے وعدہ فرمایا۔ اس عرصہ میں، میں نے خیال کیا کہ نبی کریم ﷺ کے وہ تمام معجزات جو کتب احادیث میں موجود ہیں۔ اُردو میں جمع کر دیے جائیں۔ چنانچہ میں نے اس کی تلاش شروع کی اور مجھے کوئی کتاب اس بارے میں ایسی دستیاب نہ ہو سکی جو تمام معجزات کی جامع ہو۔ البتہ تتبع اور تلاش سے ایک رسالہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کا مل سکا۔ اس رسالہ کا نام الکلام المبین فی آیت رحمت للعالمین ہے...... اس رسالہ کو ۱۲۶۹ھ میں پورا کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس رسالے کی اردو بھی مرور زمان کی وجہ سے مشکل سے سمجھ میں آتی ہے۔ اس لیے فقیر نے توکلا علی اللہ اسی رسالے کو رو برو رکھ کر کام شروع کر دیا اور امام سیوطیؒ کی خصائص کبریٰ اور نسیم الریاض شرح قاضی ریاض سے کہیں کہیں اضافہ کیا۔ **ھو الموفق وھو المستعان.**

احمد سعید کان اللہ لہ

پیش لفظ

یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو امور خارق عادات ظاہر ہوتے ہیں ان کو معجزہ کہتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے خوارق کو کرامات کہتے ہیں۔ انبیاء سابقین کے بھی بہت سے معجزات قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ لیکن نبی آخر الزماں ﷺ کے معجزات بکثرت ہیں۔ پھر آپ ﷺ کے معجزات بعض خصوصیتوں کے حامل ہیں۔ جس کی بناء پر یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح نبی آخر الزماں ﷺ کو تمام انبیائے سابقین پر ایک فضیلت اور بزرگی حاصل ہے اسی طرح آپ ﷺ کے معجزات کو بھی تمام انبیاء کے معجزات پر ایک تفوق اور برتری حاصل ہے۔ ہمارے زمانے کے بعض علماء نے تو اس امر کا خاص اہتمام کیا ہے اور معجزات کا باہمی تقابل کیا ہے اور تقابل میں حضور ﷺ کی برتری ثابت کی ہے لیکن ہم نے اس واعظانہ طریقہ کو اس کتاب میں ترک کر دیا ہے۔ البتہ علی سبیل التذکرہ کہیں کوئی بات سمجھ میں آ گئی اور موقعہ کے مناسب سمجھی تو عرض کر دی تا کہ خواص اور واعظین کی دلچسپی کے لیے بھی کچھ سامان مہیا ہو جائے اور ان کی دلچسپی سے کتاب خالی نہ رہے اور ہماری اس غیر اختیاری جرأت کو لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کے منافی نہ سمجھا جائے جیسا کہ بعض اہل حق نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ ہم نے نبی کریم ﷺ کی خصوصیت اور آپ ﷺ کے خصائص کے پیش نظر ایسا کیا ہے۔ معاذ اللہ کسی

پیغمبر کی توہین یا تنقیص کی غرض سے ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے کیونکہ اس غرض سے اگر معاذ اللہ ایسا کیا جائے تو کفر ہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت جس طرح ہمہ گیر اور تمام دنیا کے ذوی العقل حضرات کے لیے تھی خواہ وہ انسان ہوں یا جنات، اس طرح آپ ﷺ کے معجزات بھی ہمہ گیر اور ہر عالم سے تعلق رکھتے ہیں۔ خواہ وہ عالم اعراض اور عالم مطانی ہو یا عالم جواہر اور عالم اعیان ہو۔ پھر عالم اعیان میں بھی آپ ﷺ کے معجزات ذوی العقول اور ہر غیر ذوی العقول کو شامل ہیں۔ خواہ وہ انسان ہوں یا ملائکہ، اور جنات ہوں یا جمادات اور نباتات اور حیوانات ہوں جن کو موالید ثلاثہ کہتے ہیں۔ یعنی عالم مرکبات اور عالم بسائط، عالم علوی اور عالم سفلی، غرض علمائے تحقیق کے نزدیک یہ تو عالم ہیں اور ان میں آسمان و زمین عناصر اربعہ آسمان کے سیارے وغیرہ سب شامل ہیں۔ یہ تو عالم ہیں اور ان میں ان کی اجناس و اقسام سب میں ہی نبی کریم ﷺ کے معجزات کا اثر موجود ہے جیسا کہ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ رہی یہ بحث کہ کسی پیغمبر کے معجزات کو اس کی نبوت میں دخل ہے یا نہیں۔ معجزہ نبوت کی دلیل ہے یا نہیں اور معجزے میں اور کسی جادوگر کے جادو میں کیا فرق ہے۔ اس بحث کو ہم نے نظر انداز کر دیا ہے۔ علمائے حق کے نزدیک ایک معجزہ نبوت کی دلیل ہے۔ اگر کسی مدعی نبوت کے ہاتھ سے اس کا صدور اور ظہور ہو اور کسی شعبدہ باز یا جادوگر کے جادو کا دماغ اور نگاہ پر اثر ہوتا ہے کہ ایک رسی سانپ معلوم ہوتی ہے، لیکن وہ حقیقت میں سانپ نہیں ہوتی اور معجزہ اس کو کہتے ہیں جہاں لاٹھی کا سانپ حقیقت میں سانپ ہو جاتا ہے وہ کاٹتا، نگلتا ہے۔ اسی لیے سورہ طٰہٰ میں حضرت حق جل مجدہ نے فرعون کے جادوگروں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى.

ان جادوگروں کے جادو کی وجہ سے ایسا معلوم ہونے لگا کہ ان کی

رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی پھرتی ہیں۔

اسی طرح سورۂ اعراف میں فرمایا۔

سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ.

یعنی جب انھوں نے اپنی لاٹھیاں وغیرہ ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان کی دید بند کر دی۔

لیکن ان ہی سورتوں میں جب موسیٰ علیہ السلام کے اژدہے کا ذکر فرمایا تو ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ (طٰه)

یعنی جو ڈھونگ انھوں نے رچایا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کا اژدہا ان سب کو نگلنے لگا۔

سورہ طٰہٰ میں اسی قسم کا فرق بیان فرمایا ہے۔ بہرحال معلوم ہوا کہ جادو کا کھیل محض عارضی اور دکھاوے کا کھیل ہے اور پیغمبروں کے معجزات ایک حقیقت واقعہ ہوتے ہیں۔ پھر یہ کہ جادوگر نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا اور نہ وہ پیغمبر ہوتا ہے بہرحال یہ ایک طویل بحث ہے۔ ہم نے صرف اہل حق کی تحقیق سے اپنے متوسلین کو روشناس کر دیا ہے اور یہ بات ظاہر کر دی ہے کہ معجزہ بھی نبوت کے دلائل میں سے ایک حجت اور دلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے جس کا جواب چودہ سو برس میں آج تک کسی سے نہ ہو سکا اور فَاْتُوْ بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کی تحدی اب تک قائم ہے اور جب تک تمام اہل عرب ہی اس کے جواب اور اس کی مثل لانے سے آج تک عاجز اور قاصر رہے تو دوسروں کا کہنا ہی کیا ہے۔ اس لیے ہم پہلے قرآن ہی کے معجزات کا ذکر کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے معجزات کا ذکر عالم معانی سے تعلق رکھتا ہے اور اس اعجاز کی دو شکلیں ہیں۔ ایک تو قرآن پاک کی بلاغت اور اس اعتبار سے تمام

قرآن ہی اعجاز ہے۔ اسی بناء پر بعض علماء نے تحقیق فرمایا ہے کہ قرآن حمید اشرف معجزات ہے اور اس کلام اللہ میں سات ہزار سے زیادہ معجزات ہیں کیونکہ چھوٹی سے چھوٹی سورت قرآن کی سورۃ کوثر ہے اور اس میں دس کلمے ہیں۔ اس چھوٹی سی سورت کا معاندین سے جواب نہ پڑا اور قرآن کی تحدی کے باوجود عرب کے تمام فصحاء اور بلغا عاجز رہے۔ تمام قرآن میں ستر ہزار سے کچھ زائد کلمے ہیں۔ جن کو دس پر تقسیم کیا جائے تو سات ہزار سات سو ہوتے ہیں۔ پس کلام اللہ سات ہزار سات سو سے کچھ زیادہ معجزات کو شامل ہے جو کلام نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں وہ قرآن چونکہ پانچ ہزار سات سو سے کچھ زیادہ معجزات رکھتا ہے اس لیے اصطلاح میں وہ تمام معجزات نبی کریم ﷺ ہی کے معجزات ہیں۔

کلام اللہ کے اعجاز کی دوسری شکل یہ ہے کہ آئندہ کی خبروں کے متعلق قرآن کریم کی پیشین گوئیوں کا وقوع بھی اعجاز ہے اور وہ چند ہیں۔ ہم اپنی کتاب میں ہر پیشین گوئی کو ایک معجزے سے تعبیر کریں گے۔ قرآن شریف کو ہم نے مستقل معجزہ قرار دے کر اس کا نمبر ایک الگ رکھا ہے۔ اب آگے ہر پیشین گوئی کو نمبروار ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فقیر
احمد سعید کان اللہ لہ

پہلا باب

رسول اللہ ﷺ کے معجزات

معجزہ ۲:۔ قرآن کریم میں جہاں بہت سی پیشین گوئیاں ہیں ان میں سے ایک مشہور پیش گوئی وہ ہے، جو صلح حدیبیہ کے سلسلے میں سورۂ فتح میں ذکر فرمائی ہے اور ان تمام مسلمانوں کو جو حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے ان سے اپنی رضامندی کا اعلان کیا اور فرمایا۔

وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا، وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا.

یعنی روحانی برکتوں کے علاوہ ہم نے ان کو ایک فتح کی خبر دی جو بہت نزدیک ان کو ملنے والی ہے اور مال غنیمت کی کثرت اور ان کے حصول کی بھی ان کو خبر دی۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کی ہمت افزائی فرمائی۔ ان کو اپنی رضامندی عطا فرمائی اور ان کے دلوں کے خلوص کو ظاہر کر دیا اور ان پر سکینہ یعنی روحانی تسکین نازل فرمائی اور مکہ معظمہ سے بغیر عمرہ کیے واپس جانے پر ان کو بدلے میں ایک فتح قریب اور کثیر مال غنیمت سے ان کو مالا مال فرمایا۔ بہر حال جو اطلاع دی تھی وہ پوری ہوئی۔ چنانچہ مسلمانوں نے تھوڑے ہی دنوں بعد خیبر کو فتح کیا اور اس کے ساتوں قلعے قبضے میں آئے۔ بہت سے باغات بھی بطور فئے حاصل ہوئے۔ جن کی تفصیل کتب سیر میں موجود ہے۔ ان ہی باغات میں باغ فدک بھی تھا۔ جس کی آمدنی سے نبی کریم ﷺ اپنے گھروں کے سالانہ اخراجات لیا کرتے تھے اور باقی فقراء بنی ہاشم پر وہ آمدنی تقسیم ہوتی تھی۔

معجزہ ۳:۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا ایک ایسا خواب صحابہ کرامؓ کو بتایا کہ ہم لوگ عمرے کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ میں داخل ہوں گے اور ارکان عمرہ بجا لائیں گے۔ چنانچہ صحابہؓ نے اس خواب کو سن کر مکہ معظمہ چلنے کی تیاریاں شروع کر دیں اور حضور ﷺ ان کے ہمراہ تشریف لے گئے وہاں جا کر معاندین نے مزاحمت کی اور آپ ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور کفار مکہ سے گفتگو ہوئی۔ وہاں ایک صلح نامہ مرتب ہوا جس کو صلح حدیبیہ کے نام سے کتابوں میں ذکر کیا جاتا ہے۔ صحابہؓ ملول ہو کر واپس ہوئے۔ راستے میں سورہ فتح نازل ہوئی جس کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے خواب کی توثیق کی اور فرمایا یہ خواب آئندہ سال کے متعلق ہے۔ اس سال یہ پورا ہونے والا نہ تھا بلکہ اس کی تعبیر آئندہ سال پوری ہونے والی ہے۔ چنانچہ یہ خواب والی پیشین گوئی آئندہ سال پوری ہوئی اور صحابہ کرامؓ نہایت اطمینان کے ساتھ ارکان عمرہ بجا لائے اور عمرے سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ بخیریت تمام واپس ہوئے اور یہ پیشین گوئی لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔ سورہ فتح کا آخری رکوع اور اس کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

معجزہ ۴:۔ ان ہی پیشین گوئیوں میں سے آئندہ کی فتوحات کے سلسلے میں ایک اور پیشین گوئی سورہ فتح میں مذکور ہے۔

وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا.

یعنی اس فتح کی خبر کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان غنائم کو اپنے احاطہ علمی میں لے رکھا ہے اور ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔

یعنی بظاہر تمہاری قدرت میں نہیں کہ تم ان پر قبضہ کر سکو مگر وہ اللہ کے علم وقدرت میں ہیں اور اس کی تائید سے وہ غنیمتیں تم کو حاصل ہوں گی۔

جمہور مفسرین نے اس پیشین گوئی سے مراد فارس اور روم کے غنائم کیے ہیں اور یہ واقعہ بھی ہے کہ شاہان فارس اور روم کے مقابلہ میں مسلمانوں کا کوئی شمار

نہ تھا۔ یہ قومیں بڑی طاقت اور بکثرت ساز و سامان سے بھرپور تھیں۔ چنانچہ قرآن نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور مسلمانوں کو بے شمار غنائم ہاتھ لگے۔

معجزہ ۵:۔ قرآن نے جو پیشین گوئیاں کی ہیں ان پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کچھ مسلمان دین چھوڑ کر مرتد ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان مرتدین کا استیصال ایسے مسلمانوں کے ہاتھ سے کرائے گا جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے روبرو تواضع کرنے والے ہیں اور منکرین کے مقابلہ میں خوددار اور منکروں کو دبانے اور مغلوب کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے جہاد کرنے والے ہیں اور بغیر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کے خوف کو اپنی سعی اور کوشش اور جہاد فی سبیل اللہ کو جاری رکھتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کی اس پیشین گوئی کے مطابق واقعہ پیش آیا اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے اور کچھ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہو گئے۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس وقت اخیار صحابہؓ نے جو صفات مذکورہ سے متصف تھے اس ارتداد کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رفع کیا اور اس شبہ کو مٹایا۔ مرتدین کو ہزیمت ہوئی اور مسیلمہ کذاب وحشی کے ہاتھوں سے مارا گیا اور مقتول ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں میں یہ فتنہ فرو ہوا اور مسلمانوں کے ایک لشکر کو حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں ان تمام مرتدین اور منکرین پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ چنانچہ پارہ ۶ میں ارشاد فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

ترجمہ کا خلاصہ اوپر کے الفاظ میں۔ علاوہ پیشین گوئی کے حضرات صحابہ کرام کی تعریف اور توصیف بھی فرمائی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

معجزہ ٦:۔ منجملہ اور پیشین گوئیوں کے قرآن کی یہ پیشین گوئی بھی مشہور ہے جو روم اور فارس کی جنگ کے سلسلے میں فرمائی ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ رومیوں کی اہل فارس سے جنگ ہوئی۔ اس لڑائی میں اہل فارس کو غلبہ ہوا اور کچھ علاقے اہل روم کے اہل فارس نے دبا لیے۔ اس خبر سے کفار مکہ نے خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگے جس طرح اہل فارس جو مشرک ہیں اہل کتاب پر غالب آ گئے اسی طرح اگر کبھی ہماری جنگ مسلمانوں سے ہوئی تو ہم بھی ان پر غالب ہوں گے۔ اہل فارس اور اہل روم اس وقت کی دو بڑی زبردست اور ترقی یافتہ حکومتیں تھیں۔ اہل روم حکومت چونکہ آسمانی کتاب کا نام لیتے تھے۔ اس لیے مسلمانوں کو ان سے دلچسپی تھی اور کفار مکہ کو بوجہ کفر کے اہل فارس سے محبت تھی۔ اس لیے فطرتاً مسلمانوں کو اس شکست سے رنج ہوا اور کفار مکہ اہل فارس کی فتح پر بہت خوش ہوئے اور اپنے لیے نیک فال لینے لگے۔ حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

آلٓمّٓ o غُلِبَتِ الرُّوْمُ o فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ o فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ.

روم مغلوب ہوئے نزدیک کے ملک اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے چند سال میں۔

قرآن نے یہ بات ظاہر کی کہ اہل فارس کی یہ فتح عارضی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد یعنی نو سال کے اندر اندر اس کا الٹا اور اس کا عکس ہوگا اور آج کے مغلوب اس دن غالب آ جائیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمان خوش ہو رہے ہوں گے۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور جس دن مسلمان جنگ بدر میں فتح یاب ہوئے اسی دن نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی بتایا گیا

کہ رومیوں نے اہل فارس پر فتح پائی اور مسلمان بہت مسرور ہوئے۔ ایک طرف جنگِ بدر میں جو فتح نصیب ہوئی اس کی خوشی، دوسری خوشی اس خبر سے حاصل ہوئی کہ رومیوں کو فتح حاصل ہوئی فارس پر اور رومیوں نے اپنے علاقے واپس لے لیے اور قرآن کریم کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

معجزہ ۷:۔ منجملہ قرآن کی پیشین گوئیوں کے ایک یہ پیشین گوئی بھی ہے جو قرآن نے یہود کے بارے میں فرمائی کہ یہ کبھی موت کی تمنا اور خواہش نہیں کریں گے۔ واقعہ یوں ہے کہ یہود اس بات کے مدعی تھے کہ سوائے ہمارے اور کوئی شخص قیامت میں قرب خداوندی کا مستحق نہ ہوگا۔ قرآن نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، اگر تمھارے زعم باطل میں یہ بات ہے کہ دار آخرت میں فائدہ اٹھانے والے صرف تم ہی ہو تو پھر تم دنیا میں رہنا کیوں پسند کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تم کو دنیا سے آخرت میں منتقل کر دے تا کہ تم ان فوائد سے مستفید ہو اور دنیا کی الجھنوں سے رہائی حاصل کرلو اور یہود کی طبائع اور ان کے دل کی خباثت سے اللہ تعالیٰ واقف تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں یہ پیشین گوئی بھی فرما دی کہ

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ.

یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ اس سبب سے جو کمائی ان کے ہاتھ کر چکے ہیں۔

اور یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت میں ان کے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی اور ان کو ہی ہوا اور یہود نے موت کی تمنا نہیں کی بلکہ آج تک بھی موت طلب کرنے کو آمادہ نہیں۔

معجزہ ۸:۔ منجملہ قرآن کی پیشین گوئیوں کے ایک پیشین گوئی ہے جو سورہ نور میں مذکور ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ. الخ

اللہ تعالیٰ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور دنیا کے عمل کے پابند رہے ان سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ ان کو زمین میں خلافت اور سلطنت اسی طرح عطا فرمائے گا جس طرح ان لوگوں کو خلافت اور سلطنت عطا فرمائی تھی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اور دین کو جو اس نے تمھارے لیے پسند فرمایا ہے مضبوط کر دے گا اور جما دے گا اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں سے لوگ خلافت راشدہ کے مستحق ہوئے اور یہ سلسلہ خلافت راشدہ کے بعد بھی چلتا رہا۔ تا آنکہ لوگ عیش پرستی میں مبتلا ہو گئے اور حکومت کو بجائے خدمت کے اپنا حق اور اپنی ملک سمجھنے لگے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح زمین پر پھیلے تھے بالآخر سمٹنے شروع ہو گئے اور ۷۰۰ھ سے ضعف بڑھتا گیا اور آج دنیا میں کہیں بھی صحیح معنوں میں اقتدار باقی نہیں رہا۔ جو کبھی اقتدار تقسیم کیا کرتے تھے وہ آج خود اقتدار سے محروم اور دوسروں کے دست نگر ہیں۔ بہرحال پیشین گوئی پوری ہو چکی۔

معجزہ ۹:۔ منجملہ دیگر پیشین گوئیوں کے قرآن کی ایک مشہور پیشین گوئی وہ ہے جس کو سورہ فتح میں ذکر فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ.

حضرت حق جل مجدہ کی وہ شان ہے کہ اس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اس دین کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کر دے۔

اگر اس پیشین گوئی کا مطلب یہ ہے کہ دین حق کے ماننے والوں کا اہل باطل پر غلبہ ہو اور حکومت وسطوت کے اعتبار سے اہل حق غالب ہوں اور منکر

مغلوب ہوں تو الحمدللہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور اگر غلبہ باعتبار دلائل اور براہین کے مراد ہے تو یہ غلبہ ہر زمانہ میں اہل حق کو حاصل ہے۔ بہرحال یہ پیشین گوئی تھی جو پوری ہوئی اور ایک عرصہ دراز تک اہل حق اہل انکار پر حکمران رہے۔

معجزہ ۱۰:۔ منجملہ اور پیشین گوئیوں کے سورہ قمر کی یہ آیت ہے۔

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیوَلُّوْنَ الدُّبُرْ.

قریب ہے کہ اہل مکہ شکست پائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

چنانچہ میدان بدر میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور تقریباً نو سو ساٹھ اہل باطل تین سو تیرہ مسلمانوں سے شکست کھا کر بری طرح بدحواس ہو کر بھاگے۔

معجزہ ۱۱:۔ منجملہ دیگر پیشین گوئیوں کے سورہ فتح کی وہ آیت ہے جس میں ارشاد فرمایا۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ. الخ

کہ اے پیغمبر (ﷺ) آپ ان اعراب اور اہل دیہات سے جو حدیبیہ میں شریک نہیں ہو سکے فرما دیجئے کہ تھوڑے دنوں کے بعد تم کو ایک اور سخت جنگجو قوم سے لڑنے کی دعوت دی جائے گی۔ اس سخت قوم سے تم جنگ کرو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے اور اسلام قبول کر لیں گے۔ پھر اس موقع پر تم نے اگر دعوت جہاد قبول کر لی اور اس جنگجو قوم سے لڑنے کو نکل آئے تو اللہ تعالیٰ تم کو بہترین اجر عنایت فرمائے گا اور اگر تم نے روگردانی کی جیسا کہ پہلے روگردانی کر چکے ہو تو تم کو بڑا دردناک عذاب دے گا۔

چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں ان لوگوں کو مسیلمہ کذاب اور اس کے ہمراہی مرتدین اور فارس و روم وغیرہ سے جنگ ہوئی اور اعراب کو دعوت دی گئی

اور قرآن نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

معجزہ ۱۲:۔ قرآن کی ان ہی پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی وہ ہے جو چھٹے پارہ میں ذکر کی گئی ہے جس میں نبی کریم ﷺ کو تبلیغ احکام کا حکم کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ.

آپ کے پروردگار کی جانب سے جو احکام آپ ﷺ پر نازل کیے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ ان احکام کی تبلیغ کرتے رہیں اور مخالفین و معاندین کا اندیشہ نہ کریں اور کسی دشمن کا خوف دل میں نہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ ﷺ کی حفاظت کرنے والا اور آپ ﷺ کو بچانے والا ہے۔

چنانچہ اس آیت کے نزول سے قبل آپ ﷺ اپنے خدام میں سے بعض حضرات کو بطور پہرہ دار اور محافظ کے مقرر فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے جملہ محافظین کو رخصت فرما دیا۔ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور باوجود صدہا منکرین و معاندین کے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا اور بڑے بڑے خطرات کے مواقع پر آپ ﷺ کی مدد فرمائی اور دشمنوں کے تمام مکر و فریب پامال کر دیے گئے اور کوئی دشمن یا دشمن کی کوئی جماعت آپ ﷺ پر قابو نہیں پاسکی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور آپ ﷺ نے اپنی تلوار درخت میں لٹکا رکھی تھی۔ چنانچہ ایک شخص نے دبے پاؤں آ کر تلوار اتار لی اور تلوار ہاتھ میں لے کر حضور ﷺ کو آواز دی اور کہا اے محمد ﷺ! اب میرے ہاتھ سے تجھ کو کون بچائے گا۔ آپ ﷺ نے آنکھ کھول کر فرمایا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر اس پر ہیبت طاری ہو گئی اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ آپ ﷺ اپنی خوابگاہ سے اٹھے، تلوار اٹھائی اور اس سے دریافت کیا۔ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے

کون بچائے گا۔ اس نے معذرت کی اور آپ ﷺ سے معافی طلب کی۔ آپ ﷺ نے معاف کر دیا۔ آپ ﷺ کی اس عنایت سے اس پر یہ اثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی قوم میں جا کر کہا کہ میں نے محمد ﷺ سے بہتر کوئی آدمی نہیں پایا۔ بہر حال یہ حفاظت اور عصمت کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

معجزہ ۱۳۱:۔ منجملہ ان پیشین گوئیوں کے ایک پیشین گوئی قرآن کی وہ ہے جو یہود سے ضرر اور نقصان پہنچنے کے سلسلے میں فرمائی۔ چنانچہ چوتھے پارے میں ارشاد ہے۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ.

یہ یہود تم کو سوائے معمولی رنج کے اور کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے اور اگر یہ تمھارے مقابلہ پر آ کر تم سے جنگ کریں تو پیٹھ دے کر بھاگیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بنی قریظہ، بنی نضیر، بنی قینقاع اور خیبر کے یہود نے جب مقابلہ کیا، پسپا اور مغلوب ہوئے۔ یہاں تک کہ فاروق اعظم کے زمانہ میں ان سب کو خطہ عرب سے جلاوطن کر دیا اور عرب سے ان کو نکال دیا گیا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

قرآن شریف کے معانی کا اعجاز اور قرآنی پیشین گوئیوں کا اعجاز یہاں تک مذکور ہوا۔ اب آگے نبی کریم ﷺ کے دیگر معجزات اور بعض پیشین گوئیاں اور بعض مغیبات سے خبر دینے کا بیان ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق بکثرت پیشین گوئیاں فرمائی ہیں۔ ان میں سے اکثر کا وقوع ہو چکا اور بہت سے واقعات کا ہونے والا ہے۔ قیامت تک جو بڑے بڑے واقعات اور قابل اعتناء واقعات ہونے والے ہیں کتب احادیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔ آپ ﷺ کی ہر پیشین گوئی ایک معجزہ ہے سب کا شمار اور قلم بند کرنا مشکل ہے۔ جس قدر ہم مرتب کر سکیں گے وہ ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ ہم نے ان پیشین گوئیوں کو مختلف اقسام میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس لیے

ہر قسم کو جدا جدا فصل میں ذکر کریں گے۔ واقعات کا از قبل وقوع خبر دینا اور قیامت تک ہونے والے واقعات سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اطلاع دینا یہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں مذکور ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت صحیحین میں موجود ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے وعظ اور خطبے میں ان تمام امور کا ذکر فرمایا جو قیامت تک ہونے والے تھے۔ پھر سامعین میں سے وہ واقعات جن کو یاد رہ گئے اور جو بھول گئے وہ بھول گئے اور میرے ان ساتھیوں کو اس بیان کی خبر ہے۔ چنانچہ جب کوئی شے اس بیان میں سے ظاہر ہوتی ہے اور میں اس کو بھول چکا ہوتا ہوں تو مجھے فوراً وہ بات یاد آ جاتی ہے اور میں اپنے ساتھیوں کو یاد دلاتا ہوں کہ یہ واقعہ ہے جو حضور ﷺ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا۔

بہر حال نبی کریم ﷺ نے آئندہ کے متعلق تقریباً جملہ وقائع کا ذکر فرمایا اور اکثر تطبیق ان میں سے بعد وقوع منکشف ہوئی۔

پہلی فصل

خلفائے اربعہؓ کے متعلق پیشین گوئیاں

معجزہ ۱۴:۔ ابن حبانؒ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی اور اس کی بنیاد کھودی گئی تو آپ ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے ایک پتھر اس مسجد کی بنیاد میں رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا پتھر حضور ﷺ کے برابر رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور حضرت عمرؓ نے اپنا پتھر حضرت صدیق اکبرؓ کے پتھر کے قریب رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو حکم دیا کہ تم اپنا پتھر بنیاد میں حضرت عمرؓ کے پتھر کے برابر رکھ دو۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ لوگ خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ اسی کے مطابق واقع ہوا۔ اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بھی روایت کیا ہے۔

اس ترتیب خلافت کی بعض اور روایتیں بھی موید ہیں۔ چنانچہ حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے قبیلہ بنی المصطلق کے بعض حضرات نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ پیام دے کر بھیجا کہ میں آپ ﷺ سے دریافت کروں کہ ہم آپ ﷺ کے بعد اپنے صدقات کس کے پاس لائیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال آپ ﷺ کے روبرو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

میرے بعد اپنے صدقات ابوبکرؓ کی خدمت میں پیش کرو۔ چنانچہ یہ جواب میں نے بنی المصطلق کے لوگوں کو سنا دیا۔ انھوں نے پھر کہا کہ اب یہ دریافت کرو کہ ابوبکرؓ کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو پھر ہم اپنے صدقات کس کی خدمت میں پہنچائیں۔

چنانچہ میں نے پھر حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کریں۔ میں نے بنی المصطلق کے لوگوں کو جواب دیا۔ انھوں نے مجھ کو پھر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج کر یہ دریافت کیا کہ اگر عمرؓ کو بھی کوئی حادثہ پیش آ جائے تو پھر ہم اپنے صدقات کس کی خدمت میں لے جائیں۔ چنانچہ میں نے حاضر ہو کر دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کریں۔ میں نے یہی جواب بنی المصطلق کے لوگوں کو سنا دیا۔ انھوں نے پھر مجھ کو لوٹایا اور کہا یہ جا کر حضور ﷺ سے دریافت کرو اگر حضرت عثمانؓ بھی کسی حادثے کا شکار ہو جائیں تو حضرت عثمانؓ کے بعد کس کی خدمت میں صدقات لے کر حاضر ہوں۔ میں پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر عثمانؓ کو بھی کوئی حادثہ پیش آ جائے تو پھر تمھارے لیے ہمیشہ کو خرابی ہی خرابی ہے۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیحین میں منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنا خواب بیان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں۔ کنوئیں پر ایک ڈول ہے۔ میں نے اس کنوئیں سے جس قدر خدا کو منظور تھا پانی کھینچا، پھر اس ڈول کو ابوبکر صدیقؓ نے مجھ سے لیا اور اس کنوئیں میں سے ایک ڈول یا دو ڈول آہستگی کے ساتھ نکالے۔ پھر وہ ڈول بہت بڑا ہو گیا تو اس کو عمرؓ نے لے لیا اور میں نے کوئی قوی جوان ان سے بہتر پانی نکالنے والا نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگ خوب سیر ہو گئے اور کنوئیں کے چاروں طرف لوگ جمع ہو گئے۔

اسی قسم کی ایک روایت ابوداؤد اور حاکم نے جابر بن عبداللہ سے کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد صالح نے یہ خواب دیکھا کہ ابوبکرؓ معلق کیے گئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکرؓ کے ساتھ عمرؓ اور عمرؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ معلق کیے گئے۔ پھر جب ہم سب آپ ﷺ کی خدمت سے اٹھے تو ہم نے آپس میں کہا کہ یہ خواب خود رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ معلق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے بعد ملک کے والی اور آپ ﷺ کے نائب ہوں گے اور جس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے اس کام کے یہ والی بنائے جائیں گے۔

حاکم نے حضرت سفینہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت یہ تھی کہ صبح نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں سے دریافت فرماتے کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرو۔ ایک دن اتفاق سے جب آپ ﷺ نے دریافت کیا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا ہے کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری، اس کے ایک پلے میں آپ (ﷺ) کو رکھا گیا اور دوسرے پلے میں ابوبکرؓ کو رکھا گیا۔ مگر آپ (ﷺ) کا پلہ بھاری رہا۔ پھر ابوبکرؓ کے ساتھ عمرؓ کو رکھا گیا تو ابوبکرؓ کا پلہ بھاری رہا۔ پھر عمرؓ کے ساتھ عثمانؓ کو رکھا گیا تو عمرؓ کا پلہ بھاری رہا۔ اس کے بعد وہ ترازو اٹھالی گئی۔ اس شخص کا خواب سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خلافت تیس سال رہے گی، اس کے بعد بادشاہت اور ملوکیت ہو جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے نے ترازو دیکھی۔ حضور ﷺ کو پہلے ابوبکرؓ کے ہمراہ تولا گیا، پھر ابوبکرؓ کو عمرؓ کے ہمراہ تولا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ بات سن کر خلافت اور بادشاہت کی بات فرمائی۔ اس حدیث کے مضمون کو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کیا ہے۔

ابوداؤد نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک شخص نے اپنا خواب اس طرح بیان کیا یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس ڈول کو اس کی رسیاں پکڑ کر پانی پیا۔ یہاں تک کہ خوب سیراب ہو گئے۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے اور انھوں نے اس ڈول کی رسیوں کو تھام کر پانی پیا یہاں تک کہ خوب سیر ہو گئے۔ پھر ان کے بعد علیؓ آئے اور ڈول کی رسیوں کو تھام کر پانی پیا یہاں تک کہ خوب سیر ہو گئے۔ پھر ان کے بعد علیؓ آئے اور ڈول کی رسیوں کو تھاما تو وہ رسیاں کھل گئیں اور اس میں سے کچھ پانی حضرت علیؓ پر آ پڑا۔ خلفائے اربعہ کے سلسلے میں اور بہت سی احادیث منقول ہیں، مگر ہم ان احادیث پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اسی قسم کے واقعات حضور ﷺ کی وفات کے بعد رونما ہوئے۔

معجزہ ۱۵:۔ بخاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ جبل احد پر چڑھے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ بھی تھے۔ وہ پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ ﷺ نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا اے احد اے احد ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید یعنی عمرؓ اور عثمانؓ۔ چنانچہ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یعنی حضرت عمرؓ ایک مجوسی کے ہاتھ اور حضرت عثمانؓ بلوائیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

معجزہ ۱۶:۔ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک باغ میں تھا۔ یہ باغ مدینے کے باغوں میں سے ایک باغ تھا۔ سو ایک شخص دروازے پر آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو اور اس آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دے دو۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے باغ کا دروازہ کھولا تو دیکھا حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ میں نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ یہ

سن کر انھوں نے خدا کی حمد بیان کی۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا تو حضرت عمرؓ تھے۔ میں نے ان کو یہ بشارت سنا دی تو انھوں نے بھی الحمدللہ کہا۔ اس کے بعد تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوایا، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ابوموسیٰ باغ کا دروازہ کھول دے۔ اور جو شخص آیا ہے اس کو بشارت دو جنت کی اور ایک بلوے میں مبتلا ہونے کی جو اسے پہنچے گا۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمانؓ تھے۔ میں نے ان کو جنت کی بشارت اور بلوے کی خبر دی۔ جنت کی بشارت پر انھوں نے خدا کی حمد بیان کی اور بلوے کی خبر سن کر کہا اللہ تعالیٰ کی مدد چاہیے۔ اس حدیث میں حضور ﷺ نے جو فرمایا تھا یعنی حضرت عثمانؓ کا اسی مصر و عراق کی بغاوت میں شہید ہونا تو اہل مصر و عراق نے مدینے پر بلوہ کیا اور حضرت ذی النورین کو شہید کر دیا۔

معجزہ ۱۷:۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ جبل حرا مکہ معظمہ کے مشہور پہاڑ پر تھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہ اور حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اس وقت پہاڑ کے پتھر میں حرکت ہوئی تو حضرت نے فرمایا۔ ٹھہر جا، تجھ پر کوئی نہیں۔ مگر نبی یا صدیق یا شہید۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد سوائے صدیق اکبرؓ کے باقی پانچوں جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

معجزہ ۱۸:۔ صحیحین میں شقیق نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ اے حذیفہ، اگر تم کو اس فتنے کے متعلق معلوم ہو اور تم نے نبی کریم ﷺ سے اس فتنہ کے بارے میں کچھ سنا ہو جو سمندر کی طرح موجیں مارتا ہوگا تو مجھ کو بتاؤ۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے عمر! تم کو اس فتنے سے کیا ہے۔ تمھارے اور اس فتنے کے درمیان ایک دروازہ بند ہے۔ پھر

حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ دروازہ کھلے گا یا ٹوٹے گا یا ڈھایا جائے گا۔ میں نے کہا ٹوٹے گا کھلے گا نہیں۔ شقیق کہتے ہیں۔ ہم نے حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا اے حذیفہؓ کیا حضرت عمر جانتے تھے کہ وہ دروازہ جس کی طرف پیشین گوئی میں اشارہ ہے وہ کون ہیں۔ حضرت حذیفہ نے کہا۔ بے شک عمرؓ اس دروازہ کو ایسا جانتے تھے جیسا کل سے پہلے رات کو جانتے تھے۔ حضرت شقیق فرماتے ہم حضرت حذیفہ کی ہیبت کے باعث آپ سے اس دروازے کو دریافت نہ کر سکے۔ ہم نے مسروق سے کہا تم دریافت کرو کہ وہ دروازہ کون ہے۔ چنانچہ انھوں نے دریافت کیا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا وہ عمر ہیں۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا اور باہمی خانہ جنگی شروع ہو گئی اور یہ پیشین گوئی لفظ بہ لفظ ثابت ہوئی۔ وہ دروازہ توڑا گیا اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ اکثر صحابہ کو یہ بات معلوم تھی کہ حضرت عمرؓ کی ذات گرامی فتنوں کے لیے ایک روک تھی۔

حضرت ابوذر کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ وہ ایک دن حضرت عمرؓ سے ملے تو حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ مروڑا اور دبایا تو ابوذرؓ نے فرمایا میرا ہاتھ چھوڑ، اے فتنوں کے قفل! حضرت عمرؓ نے دریافت کیا اے ابوذر تم نے مجھ کو فتنوں کا قفل کیوں کہا۔ اس پر حضرت ابوذرؓ نے فرمایا، ہم ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ تم بھی وہاں آئے اور لوگوں کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا جب تک یہ شخص تم میں رہے گا کوئی فتنہ تم کو نہیں پہنچے گا۔ اس لیے میں نے آپ کو فتنوں کا قفل کہا۔

معجزہ ۱۹:۔ امام احمد، ترمذی، حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا۔ اے عثمان بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے گا۔ پھر اگر منافق چاہیں کہ تم وہ کرتہ اتار دو تو

تم وہ کرتہ مت اتارنا، یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو۔ اس قمیص سے مراد اہل علم کے نزدیک خلافت ہے۔ جس کو بلوائی چھین کر آپ کا عزل چاہتے تھے۔ لیکن آپ اس عہد پر قائم رہے جو حضور ﷺ سے کیا تھا اور تادم مرگ خلافت سے دست بردار نہ ہوئے۔

معجزہ ۲۰:۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہ اس فتنے میں بے گناہ مارا جائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مصر اور عراق کے بلوائیوں نے دارالخلافہ پر بلوہ کیا اور حضرت عثمانؓ پر جبکہ وہ اپنے مکان میں محصور تھے پانی بند کر دیا اور مکان میں گھس کر ایسی حالت میں ان کو شہید کیا جبکہ وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔

معجزہ ۲۱:۔ بخاری اور مسلم نے حضرت سہل بن ساعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خیبر کی جنگ کے دوران ایک دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں کل نشان اور جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ فتح عنایت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو لوگ عطائے نشان کی امید میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی ابن طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ان کی آنکھ دکھ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو بھیجو۔ لوگ ان کو لے آئے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا۔ لعاب دہن کی برکت سے آنکھیں صاف ہو گئیں اور آنکھوں میں کوئی تکلیف باقی نہ رہی۔ ایسا معلوم ہوا گویا آنکھیں دکھ ہی نہیں رہی تھیں۔ پھر آپ نے ان کو نشان عطا فرمایا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شجاعت اور بہادری سے خیبر آپ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ یعنی جیسا نبی کریم ﷺ نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ دہن مبارک کے لعاب کی

برکت سے آنکھوں کا اچھا ہو جانا یہ بھی معجزہ ہے۔

معجزہ ۲۲:۔ بیہقیؒ نے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو باہم ہنستے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا اے علی! کیا تم زبیر کو دوست رکھتے ہو۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں ان کو کیسے نہ رکھوں۔ یہ میری پھوپھی کے بیٹے اور میرے دین کے پابند ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے دریافت کیا اے زبیر کیا تم علی کو دوست رکھتے ہو۔ زبیرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں علی کو کیسے دوست نہ رکھوں۔ یہ میرے ماموں زاد بھائی ہیں اور میرے دین کے پیرو ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ زبیر ایک دن تم علی سے قتال کرو گے اور تم ظالم ہو گے۔ چنانچہ جمل میں حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے مقابلہ کیا اور جنگ کی۔ جب حضرت علیؓ نے ان کو یاد دلایا کہ تم کو حضور ﷺ کا یہ فرمان یاد ہے کہ تم علی سے قتال کرو گے اور تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیرؓ نے کہا، ہاں یہ بات حضور ﷺ نے فرمائی تھی۔ لیکن مجھ کو یاد نہیں رہی تھی۔ اس کے بعد زبیرؓ واپس ہو گئے۔ مگر ابن جرود نے وادی السباع میں جو ایک مشہور وادی ہے حضرت زبیرؓ کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی ویسا ہی ہوا۔ حضرت زبیرؓ حضرت علی کے بالمقابل ہوئے اور جب یہ وادی میں سو رہے تھے تو سوتے میں ہی ابن جرود نے ان کو شہید کر دیا۔

معجزہ ۲۳:۔ امام احمد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے، حضرت علی کہتے ہیں مجھ سے رسول خدا ﷺ نے کہا اے علی تیرا حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہے کہ ان کو یہود نے دشمن رکھا، یہاں تک کہ ان کی والدہ کو تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو دوست رکھا۔ یہاں تک کہ ان کو اس مرتبہ پر پہنچایا جو مرتبہ ان کا نہ تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دشمنی اور دوستی

میں دو فرقے ہو گئے، اسی طرح تمہاری دشمنی اور دوستی میں بھی دو فرقے ہو جائیں گے۔ پھر ایک فرقہ برا کہے گا اور دوسرا فرقہ تمھیں اتنا بلند کر دے گا جس کے تم اہل نہ ہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خارجی اور ناصبی فرقے نے آپ کی سخت توہین کی اور آپ پر مختلف تہمتیں تراشیں اور جھوٹے عیب لگائے اور روافض اور غالی لوگوں نے آپ کو اتنا بلند کیا کہ خدا سے ملا دیا۔ اعاذنا اللّٰہ منه. ایک دشمنی میں برباد ہوا اور دوسرا دوستی میں حد سے متجاوز ہوا۔

معجزہ ۲۴۳:۔ احمد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی کون ہے اور اس امت میں سب سے زیادہ شقی کون ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا پہلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں قدار بن سالف تھا۔ جس نے ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹی تھیں اور اس امت میں زیادہ شقی وہ ہے جو تمھارے سر پر تلوار مارے گا۔ یہاں تک کہ تمہاری داڑھی تمھارے خون سے سرخ ہو جائے گی اور تم اس تلوار کے زخم سے شہید ہو گے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی یہ اطلاع لفظ بہ لفظ صحیح ہوئی اور آپ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کی تلوار سے صبح کی نماز کے وقت شہید ہوئے۔ اس نے آپ کے سر پر تلوار ماری اور آپ کی داڑھی اس خون سے رنگین ہو گئی اور اسی سے آپ شہید ہوئے۔ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نبی کریم ﷺ کے فرمانے سے اپنی شہادت کی تفصیل معلوم تھی۔ جس شب کی صبح شقی ابن ملجم نے آپ کو زخمی کیا آپ نے اس شب میں کئی مرتبہ نکل کر آسمان کو دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ واللہ نہ میں نے جھوٹ بات کہی اور نہ مجھ سے جھوٹی بات کہی گئی۔ یہ تو وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا اور سحر کے وقت بطخنیں آپ کے سامنے چلانے لگیں تو لوگوں نے انھیں بلانا چاہا تو آپ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو یہ اپنے غم کا اظہار کر رہی ہیں۔ پھر مؤذن نے آ کر نماز کے لیے کہا۔

آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ ابن ملجم نے آپ کی پیشانی پر تلوار ماری۔ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے ایسی حالت میں جبکہ آپ کوفہ کے منبر پر تھے دریافت کیا۔اے علی اس آیت کا کیا مطلب ہے اور اس سے کون لوگ مراد ہیں؟

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً.

کچھ مرد ہیں کہ انھوں نے اس بات کو سچا کیا اور پورا کر دیا جس پر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا۔ پس ان میں سے بعض تو اپنے کام کو پورا کر چکے اور بعضے ان میں سے انتظار کرنے والے ہیں۔

حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ یہ آیت میری شان میں اور میرے متعلق نازل ہوئی اور میرے چچا حضرت حمزہؓ اور میرے چچا کے بیٹے عبیدہ بن حارث کی شان میں نازل ہوئی۔ سو عبیدہ نے کام پورا کیا اور وہ بدر کے دن شہید ہوئے اور حضرت حمزہؓ احد کے دن شہید ہوئے اور میں منتظر ہوں اس امت کے شقی ترین کا کہ وہ میری داڑھی کو میرے خون سے رنگے گا۔ مجھ سے میرے حبیب ابوالقاسم ﷺ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن ملجم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سواری مانگنے آیا۔ آپ نے اس کو سواری دے دی اور پھر فرمایا۔ واللہ، یہ میرا قاتل ہے۔ لوگوں نے کہا۔ آپ اسے قتل کیوں نہیں کر ڈالتے۔ آپ نے فرمایا، پھر مجھے قتل کون کرے گا۔ اس واقعہ کو صاحب صواعق محرقہ نے نقل فرمایا۔

دوسری فصل

خلافت اور فتوحات عہد خلافت کی پیشینگوئیاں

معجزہ ۲۵:۔ امام احمد ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت سفینہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا خلافت تیس برس ہوگی اس کے بعد سخت گیر ملوکیت ہو جائے گی۔

محضوض کے معنی کٹ کہنی کیے گئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عدل و انصاف کی حکومت تو خلفائے راشدین کے دور میں رہے گی اور اس کی مدت صرف تیس سال ہوگی۔ اس کے بعد ملوکیت شروع ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ دو سال، حضرت عمرؓ کی دس سال، حضرت عثمانؓ بارہ سال، حضرت علیؓ کی ۶ سال خلافت رہی اور تیس سال کے بعد مروانیوں کا راج ہو گیا اور خلافت راشدہ کا دور ختم ہو گیا۔ بعض علماء نے حضرت حسنؓ کی چھ ماہ ان ہی تیس سال میں لگائے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کچھ سال کم رہی تھی اور پورے تیس سال امام حسن کی چھ ماہ کی مدت ملا کر ہو جاتے ہیں۔ ہم نے اوپر جو تیس سال کا حساب بنایا ہے وہ حضرت سفید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

معجزہ ۲۶:۔ امام احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اس نبوت کو اٹھا لے گا، پھر نبوت کے بعد خلافت نبوت کے طریقہ پر ہوگی۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس خلافت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر

بادشاہی ہوگی۔ جبر والی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اس جبر کی بادشاہی کو اٹھا لے گا۔ پھر ہوگی خلافت نبوت کے طریقے پر۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سکوت فرمایا۔

اہل علم نے فرمایا اس پیشین گوئی سے مراد حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ذات گرامی ہے جیسا کہ اس حدیث کے راویوں میں سے حبیب نامی نے مطلب بیان فرمایا بلکہ اس حدیث کو عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیا اور لکھا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق آپ ہیں۔ خلافت راشدہ کے بعد چند بادشاہتوں کا ذکر ہے جو سخت گیر ہوں گی، اس کے بعد پھر طریقہ خلافت پر ہوگی۔ اس طریقہ پر خلافت سے مراد عمر بن عبدالعزیز کی حکومت ہوگی۔ واللہ اعلم۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس پیشین گوئی کے مصداق حضرت مہدی آخر الزماں ہوں۔

معجزہ ۲۷:۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر اس کی مشارق و مغارب کے کونے مجھ کو دکھائے۔ پس جہاں تک میں نے دیکھا وہاں تک میری امت کی بادشاہت پہنچ جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں کی حکومت دور دور پہنچ گئی۔

معجزہ ۲۸:۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بادشاہ فارس کا وہ خزانہ جو سفید کوشک میں ہے ایک جماعت مسلمانوں کی اس سفید کوشک کو فتح کرلے گی۔

چنانچہ یہ پیشین گوئی حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ پر کسریٰ کا دارالخلافہ فتح ہوا۔

معجزہ ۲۹:۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قریب ہے کہ تم زمین مصر کو فتح کرلو گے۔ زمین مصر میں قیراط بولا جاتا ہے۔ جب تم مصر کو فتح کرلو تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا اس واسطے کہ ان کو امان ہے اور ان سے قرابت

ہے اور جب تم دیکھو کہ وہاں دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا کرتے ہیں تو ابوذرؓ وہاں سے نکل آنا۔ ابوذرؓ کہتے ہیں میں نے شرجیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا کرتے دیکھا تو میں زمین مصر سے نکل آیا۔

قیراط ایک سکہ تھا جو پانچ جو سونے کے برابر تھا۔ یہ سکہ چونکہ مصر میں رائج تھا۔ اس لیے اس سکے سے مصر کا تعارف فرمایا اور پتہ بتایا۔ مصر حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتح ہوا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو جھگڑتے بھی دیکھا۔ حضرت ابوذرؓ کو نکل آنے کا حکم دیا۔ شاید اہل مصر کے اس فتنے سے ابوذرؓ کو بچانا تھا جس کا ظہور حضرت عثمانؓ کے عہد میں ہوا۔ ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑنا علامت ہے خصومت، جنگ جوئی اور فتنہ انگیزی کی۔ بادشاہ مصر و اسکندریہ جس کا نام مقوقس تھا۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں ماریہ قبطیہ حرم کے لیے بھیجی تھی۔ ماریہ قبطیہ سے آپ ﷺ کے یہاں ابراہیم ایک صاحبزادے بھی تولد ہوئے چونکہ ماریہ قبطیہ تھیں اس لیے مصر کو امان دی گئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت حاجرہ مصر کی تھیں۔ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور مصر کے لوگ عرب کی ننھیال ہیں۔ بہرحال جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

معجزہ ۳۰:۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم سے فرمایا اگر تیری عمر بڑی ہوگی تو دیکھے گا ایک عورت تنہا اونٹنی پر سوار ہو کر حیرہ سے چلے گی اور کعبہ پہنچ کر طواف کرے گی اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کو کسی چور اور لٹیرے کا ڈر نہ ہوگا۔ اگر تیری عمر زیادہ ہوئی تو دیکھے گا کہ مسلمانوں کے لیے کسریٰ یعنی بادشاہ کے خزانے کھول دیے جائیں گے۔ اے عدی اگر تیری عمر زیادہ ہوئی تو تو دیکھے گا کہ ایک آدمی اپنا مٹھی بھر سونا اور چاندی خیرات کرنے کو نکلے گا

اور قبول کرنے والے کو ڈھونڈتا پھرے گا مگر اس کو کوئی قبول کرنے والا نہ ملے گا اور کوئی اس سونے چاندی کی خیرات کو قبول نہ کرے گا۔ اس پیشین گوئی میں نبی کریم ﷺ نے تین باتیں فرمائیں۔

(۱) عرب میں امن ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ حیرہ جو کوفے کے پاس ہے وہاں سے ایک عورت تنہا سفر کر کے مکہ کا حج کرے گی اور اس کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہوگا۔

(۲) ملک فارس کا فتح ہونا اور اس کے خزانوں پر قبضہ ہونا۔

(۳) غنا کی کثرت کہ کوئی صدقہ لینے والا نہ ملے۔

دو باتیں تو پوری ہو گئیں۔ تیسری کو بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت خلیفہ عمرؓ بن عبدالعزیز کے زمانے میں پوری ہو گئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ پیشین گوئی حضرت آخرالزماں کے زمانے میں پوری ہوگی۔ واللہ اعظم۔

معجزہ ۱۳۱:۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سراقہ بن مالک سے فرمایا۔ "اے سراقہ کیا حال ہوگا جب تم کو کسریٰ بادشاہ فارس کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے۔" پھر جب عمرؓ کے عہد خلافت میں فارس فتح ہوا اور کسریٰ کے دونوں کنگن حاضر کیے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ کو طلب کیا اور وہ دونوں کنگن ان کو پہنا دیے گئے اور فرمایا اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے دونوں کنگن کسریٰ سے چھینے اور سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے۔ حضرت عمرؓ نے اس پیشین گوئی کو جو حضور ﷺ نے سراقہ کے حق میں فرمائی تھی پورا کرنے کی غرض سے وہ کنگن سراقہ کو عارضی طور پر پہنا دیے تھے اور انھوں نے اپنے ہاتھ اونچے کر کے تمام مسلمانوں کو دکھا دیے تاکہ پیشین گوئی کا پورا ہو جانا سب کو معلوم ہو جائے۔

معجزہ ۱۳۲:۔ بخاری اور مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مکہ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر بیمار ہو گیا۔ حضور ﷺ میری

عیادت کو تشریف لائے۔ سعد سمجھتے تھے کہ وہ اس مرض میں مر جائیں گے۔ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری وارث ایک بیٹی ہی ہوگی۔ میں اپنے مال کے دو حصے وصیت کر جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنا نصف مال خیرات کے لیے وصیت کر جاؤں؟ آپ ﷺ نے پھر انکار فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا۔ اچھا ایک تہائی کی وصیت کر دوں۔ اچھا اگر یہ بھی بہت ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔ شاید تم اس مرض میں نہ مرو اور جیتے رہو، یہاں تک کہ بہت سے لوگوں کو تم سے نفع پہنچے اور بہت سے لوگوں کو تم سے مضرت اور ضرر ہو۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاصؓ اس مرض سے اچھے ہو گئے اور تقریباً پچاس برس اور زندہ رہے۔ مسلمانوں کو ان سے عظیم نفع پہنچا اور مجوس کو ان کی ذات گرامی سے بہت ضرر پہنچا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کی حسن تدبیر سے فارس کی جنگ میں کامیابی ہوئی۔ رستم مارا گیا اور شہر مدائن جو مجوس کا دارالسلطنت تھا وہ فتح ہو گیا اور شیروانیوں کی سلطنت قیامت تک کے لیے ختم کر دی گئی۔

معجزہ ۳۲۳:۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں غزوہ تبوک میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ ایک چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت سے پہلے چھ باتوں کا دھیان رکھو اور چھ باتیں گنتے رہو۔

(۱) میری موت اور میرا اس دنیا سے رخصت ہو جانا۔

(۲) اس کے بعد بیت المقدس کا فتح ہونا۔

(۳) ایک وبا کا وقوع جس طرح بکریوں میں بیماری پھیلتی ہے اور ریوڑ کے ریوڑ مر جاتے ہیں اسی طرح تم پر وبا آئے گی۔

(۴) مال کی کثرت، یہاں تک کہ ایک شخص کو سو دینار دیے جائیں گے اور وہ

سو دینار بھی خاطر میں نہ لائے گا۔

(۵) پھر ایک فتنہ جس سے عرب کا کوئی گھر محفوظ نہ رہے گا اور ہر شخص اس فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔

(۶) پھر ایک تمہارے اور نصاریٰ کے درمیان بڑے پیانے پر صلح ہوگی، لیکن نصاریٰ بدعہدی کریں گے اور ایک بہت بڑا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے۔

اس حدیث میں یہ چھ نشانیاں مذکور ہیں۔ جس میں سے بعض پوری ہو چکیں اور بعض باقی ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ کی وفات، دوسرے بیت المقدس کا فتح ہونا جو حضرت عمرؓ کے عہد میں پورا ہوا۔ حضرت عبیدہ بن الجراح لشکر کے سپہ سالار تھے۔ قلعہ کا محاصرہ کرنے کے باوجود قلعے کے بڑے راہب نے حضرت عبیدہؓ سے کہا۔ ہماری کتابوں میں بیت المقدس فتح کرنے والے کا جو حلیہ لکھا ہوا ہے وہ تجھ سے نہیں ملتا۔ جب وہ شخص آئے گا تو ہم خود بیت المقدس اور قلعے کی کنجیاں اس کے حوالے کر دیں گے۔ چنانچہ امیر المومنین عمر بن الخطاب تشریف لے گئے اور راہب نے ان کی شکل دیکھ کر کنجیاں حوالے کر دیں اور کہا جس شخص کا ذکر ہماری کتابوں میں لکھا ہے وہ یہی شکل ہے۔ پھر اس کے بعد عام وبا پھیلی اور تین دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔ حضرت عبیدہؓ کا انتقال بھی اسی وبا میں ہوا۔ رہی کثرت اور بہتات مال کی تو یہ بھی خلفاء کے زمانے میں ہوگئی اور روپیہ بہ کثرت مسلمانوں کے پاس آیا۔ فتنے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کا قتل ہے جس سے تمام عرب متاثر ہوا اور کوئی گھر باقی نہ رہا جس میں اس فتنے کے اثرات نہ پہنچے ہوں۔ نصاریٰ سے صلح اور نصاریٰ کی بدعہدی یہ شاید آخری زمانے میں ہوگا۔ بہر حال جو علامتیں قیامت کی بیان فرمائی تھیں۔ ان میں سے بیشتر کا ظہور ہو چکا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض پہلی کتابوں میں بیت المقدس کے سلسلے میں اس امت کے حلیے بھی بتائے گئے ہیں۔

معجزہ ۲۴:۔ صحیح بخاری میں حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ میرے مکان میں آرام فرما رہے تھے۔ یکا یک خواب سے ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ سے ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ میری امت کے لوگ جہاز پر سوار ہو کر جہاد کرتے ہیں۔ جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ سو جو لشکر سب سے پہلے دریا کا سفر بغرض جہاد اختیار کرے گا اس پر جنت واجب ہوئی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں ان غازیوں میں شریک ہوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو ان میں داخل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے آرام فرمایا۔ پھر ہنستے ہوئے خواب سے بیدار ہوئے۔ میں نے ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لشکر کہ اول بادشاہ قسطنطنیہ سے لڑے گا اس کے گناہ معاف ہوئے۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں بھی ان غازیوں میں سے ہوں گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تو ان میں سے نہیں ہے تو پہلی قسم کے غازیوں میں سے ہے۔

اس پیشین گوئی میں تین باتوں کا ذکر ہے۔

(۱) سمندر میں جہاد کرنے کا۔

(۲) ام حرامؓ کے شریک ہونے کا۔

(۳) بادشاہ روم کے دارالسلطنت قسطنطنیہ پر جہاد کا۔

پہلی بات حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں حضرت معاویہؓ کے اہتمام سے لشکر نے بحر شور کا سفر اختیار کیا اور مسلمان سمندری راہ سے جہاد کرنے گئے۔ دوسرے یہ کہ ام حرامؓ بھی اس سفر میں شریک رہیں بلکہ اس سفر میں گھوڑے سے گر کر ان کا انتقال ہوا۔ ام حرامؓ حضرت عبادہ بن صامت کی زوجہ اور مشہور صحابیہ ہیں۔ تیسرے اسلامی لشکر نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا اور تینوں باتیں پوری ہوئیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ.

تیسری فصل

اہل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق پیشین گوئیاں

معجزہ ۳۵:۔ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دفعہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے ان کو مرحبا کہہ کر پاس بٹھایا۔ کچھ باتیں ان کے کان سے منہ لگا کر فرمائیں۔ حضرت فاطمہؓ یہ سن کر رونے لگیں اور بہت غمگین ہوئیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے آپ کو غمگین دیکھ کر دوبارہ پھر اپنے سے قریب کیا اور کان سے منہ لگا کر پھر کچھ فرمایا۔ اس پر حضرت فاطمہؓ خوش ہو گئے اور ہنسنے لگیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا یہ کیا بات تھی کہ پہلے تم روئیں اور پھر ہنسیں۔ پہلی بات کیا فرمائی تھی اور دوسری مرتبہ حضور ﷺ نے کیا فرمایا۔ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کا بھید اور راز ظاہر نہ کروں گی۔ پھر میں نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ پہلی مرتبہ حضور ﷺ نے میرے کان میں یہ فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال قرآن شریف کا دور مجھ سے ایک بار کرتے تھے۔ مگر اس سال جبرئیل علیہ السلام نے دو بار مجھ سے قرآن کا دور کیا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری وفات قریب ہے۔ میں یہ سن کر رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے چپکے سے فرمایا تمام اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرو گے۔ میں یہ سن کر ہنسنے لگی۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کی وفات اسی سال ہوئی اور

حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا صرف چھ ماہ زندہ رہیں اور چھ ماہ بعد اپنے والد ﷺ سے جا ملیں۔

معجزہ ۳۶:۔ بخاری نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سید ہے اور امید ہے کہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ اس سے صلح کرا دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد جب امام حسنؓ خلیفہ ہوئے اور قریب تھا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی فوجوں کے درمیان جنگ ہوتو حضرت امام حسنؓ نے اس خیال سے کہ مسلمانوں کے دو فریقوں میں نبرد آزمائی اور مسلمانوں کی خونریزی نہ ہو حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور مسلمان خانہ جنگی سے محفوظ رہے۔

معجزہ ۳۷:۔ بیہقی نے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دن ایسا خواب دیکھا جس سے میں سخت پریشان ہوئی۔ میں دیکھتی ہوں گویا آپ ﷺ کے جسد اطہر سے ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ام الفضل گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ فاطمہؓ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے ہاں امام حسینؓ پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے۔ ایک دن میں حسینؓ کو گود میں لے کر حاضر ہوئی اور میں نے حسینؓ کو آپ ﷺ کی گود میں دیا اور میں کسی اور طرف دیکھنے لگی...... یکایک میری نظر حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر پڑی تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے آنسو رواں ہیں۔ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت شہید کرے گی۔ میں نے تعجب سے عرض کیا کہ اس حسینؓ کو آپ ﷺ کی امت قتل کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں جبرئیل نے مجھے سرخ رنگ کی مٹی

بھی لاکر دی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عراق کے اشقیاء نے امام حسینؓ کو کربلا میں شہید کر دیا۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے سر الشہادتین میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث اور حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی تمام صحابہؓ اور اہل بیت میں اس قدر مشہور تھی کہ سب لوگ جانتے تھے۔ ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے نقل کیا ہے کہ میں صفین کے سفر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ تھا۔ جب قصبہ مجنوی کے قریب پہنچے تو آپ نے حضرت حسینؓ کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا اے ابا عبداللہ کنارہ فرات پر صبر کرنا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ حضرمی کہتے ہیں میں نے دریافت کیا اے علیؓ یہ آپ نے حسینؓ سے کیا کہا تو علیؓ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے کہ حسینؓ فرات کے کنارے قتل کیے جائیں گے بلکہ اصبغ بن بنانہ سے ابونعیم نے نقل کیا ہے کہ ان کو حضرت علیؓ نے وہ جگہ بتائی جہاں حسینؓ کا قافلہ اترے گا اور جہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے اور جہاں ان کو شہید کیا جائے گا اور جہاں آل محمد ﷺ کا خون بہے گا۔ غرض یہ پیشین گوئی ایسی تھی کہ کم وبیش تمام حضرات اس کو جانتے تھے اور قبل از وقوع اس واقعہ کا اجمالی علم رکھتے تھے۔

معجزہ ۳۸:۔ اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازدواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی تم میں سے سرخ اونٹ والی نکلے گی یہاں تک کہ اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے گرد بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور وہ نجات پائے گی۔ نجات جب کہ وہ قتل ہونے کے قریب ہوگی۔ یہ بات اسی طرح پوری ہوئی اور یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیش آیا جو جنگ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان واقع ہوئی اور جس کو جنگ جمل کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو یہ واقعہ پیش آیا۔ جب آپ حواب کے مقام پر پہنچیں تو آپ جس اونٹ پر سوار تھیں

وہ سرخ رنگ کا تھا۔ وہاں کی بستی کے کچھ کتے بھونکے اور اس حواب کے کنارے دونوں فریق میں جنگ ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ حواب ایک پانی کا نام ہے۔ یہ کوئی بڑا تالاب تھا۔ جس رات کی صبح کو حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کی ملاقات ہونے والی تھی اور صلح کی بات چیت ہو کر معاملہ ختم ہونے والا تھا اسی رات قاتلان عثمانؓ میں سے بعض شرارت پسندوں نے یہ گل کھلایا اور دونوں طرف سے تیر پھینکنے شروع کر دیے۔ حضرت عائشہؓ کے لشکر میں یہ مشہور کر دیا کہ علیؓ نے غدر کیا اور حضرت علیؓ کے لشکر میں یہ شہرت دی کہ حضرت عائشہؓ نے عہد شکنی کی۔ کہتے ہیں یہ شرارت عبداللہ بن سبا کے مشورے سے کی گئی۔ حضرت عائشہؓ نے جب پانی کا نام معلوم کیا تو لوگوں نے حواب بتایا۔ آپ کو حضور ﷺ کی یاد آئی اور آپ نے لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن مروان نے آپ کے روبرو بہت سی شہادتیں دلوا دیں کہ نہیں اس پانی کا نام حواب نہیں۔ حضرت عائشہؓ پر جو لوگ حملے کی غرض سے بڑھتے تھے انھوں نے موقعہ پا کر اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اس طرح عائشہؓ کا ہودج زمین پر گر گیا۔ حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ اٹھا کر لے گئے۔ اس جنگ میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے ہمدرد اور ان کے ہمراہ تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ اختلاف محض قاتلان عثمانؓ سے انتقام لینے کے سلسلے میں تھا جو بدقسمتی سے جنگ کی شکل اختیار کر گیا اور لوگوں نے اپنی مسموم خواہش کو پورا کر لیا۔ بہر حال حضور ﷺ نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوئی۔

معجزہ ۳۹:۔ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ میری وفات کے بعد تم میں سے سب سے پہلے وہ مجھ سے ملاقات کرے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ ازواج مطہرات حضور ﷺ کے الفاظ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا کا ظاہری مطلب سمجھ کر آپ کی وفات کے بعد آپس میں ہاتھ ناپنے لگیں کہ ہم سب میں پہلے کس کا

انتقال ہوگا۔ چنانچہ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا سے مراد حضور ﷺ کی یہ تھی کہ صدقہ دینے میں جس کا ہاتھ دراز ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے وفات ہم میں سے حضرت زینبؓ کی ہوئی۔ جن کا لقب ام المساکین تھا اور وہ صدقہ خیرات بہت کیا کرتی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد ازواج سمجھیں کہ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا سے مراد مجازی معنی تھے حقیقی نہ تھے۔ بہرحال یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور حضرت ام المساکین نے سب سے پہلے آپ ﷺ سے ملاقات کی۔

معجزہ ۴۰:۔ ابونعیمؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میری والدہ ام الفضل نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ام الفضل تمھارے حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ جب لڑکا پیدا ہو تو اس کو میرے پاس لے آئیو۔ چنانچہ میرے حمل سے لڑکا پیدا ہوا۔ میں اس کو لے کر خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ سے لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور کہا لے جاؤ خلفاء کے باپ کو۔ میں نے یہ بات آ کر حضرت عباسؓ سے کہی۔ انھوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ واقعی عبداللہ بن عباس خلیفوں کا باپ ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اطلاع دی ہے کہ عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سلاطین ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تقریباً پانچ سو برس تک حکومت آل عباس میں رہی اور تمام خلفاء آل عباس میں ہوتے رہے۔

چوتھی فصل

حضور ﷺ کے بعض غزوات سے متعلق پیشنگوئیاں

معجزہ ۴۱:۔ مسلم نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے جنگ بدر میں ان مرنے والے کفار کی جو اس جنگ میں مارے گئے مرنے کی جگہ ہم کو بتادی تھی اور یہ فرمایا کہ فلاں منکر یہاں مارا جائے گا انشاء اللہ۔ اور فلاں انشاء اللہ یہاں قتل ہوگا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ ﷺ کو دین حق دے کر بھیجا ہے۔ بدر کے دن اسی طرح اور ہر مرنے والے کے مرنے کی جگہ حضور ﷺ نے جو بتائی تھی وہ اسی جگہ قتل ہوا اور اس جگہ سے سر متجاوز نہ کر سکا۔

معجزہ ۴۲:۔ بیہقی نے عروہؓ اور سعید بن المسیبؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے ابی ابن خلف سے فرمایا تھا کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اور تجھ کو میں قتل کروں گا۔ چنانچہ ابی بن خلف نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اسی زخم میں مر گیا۔ ابی ابن خلف ایک مشہور اور سخت متعصب دشمن تھا۔ جب کبھی مکہ میں حضور ﷺ کو دیکھ لیتا تو کہتا اے محمد! میں نے تمھارے لیے ایک گھوڑا پال رکھا ہے۔ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ آپ ﷺ اس کے جواب میں فرماتے انشاء اللہ تو ہی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ چنانچہ جنگ احد میں وہ کمبخت گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور کہتا تھا محمد ﷺ کہاں ہے۔ اس کو میرے مقابلہ میں بھیجو۔ جانثاران نبی کریم ﷺ اس بدبخت کو روکنا چاہتے تھے مگر وہ خیمے کی طرف بڑھا چلا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو آنے دو۔ جب وہ قریب آیا تو آپ ﷺ نے اس کے گلے کے قریب ایک نیزہ مارا، چونکہ وہ جگہ زرہ سے خالی

تھی اور تمام مقامات پر لوہے کی زرہ تھی۔ وہ تھوڑا سا حصہ نظر آتا تھا۔ اگرچہ نیزہ معمولی قوت سے مارا اور اس سے گلے پر معمولی سی خراش آئی مگر وہ ہیبت محمدی ﷺ کی وجہ سے گھوڑے پر سے گر پڑا اور اٹھ کر بھاگا اور قریب کے لشکر میں جا گھسا۔ لوگوں نے اس سے کہا گھبرانے کی بات کیا ہے۔ خراش بہت معمولی ہے۔ خون بھی نہیں نکلا۔ مگر اس نے کہا۔ یہ محمد ﷺ کے ہاتھ کی خراش ہے میں اس سے جانبر نہ ہوسکوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واپسی میں یہ میدان رابغ پر پہنچ کر مر گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ تھوڑی رات گئے اس میدان سے گزرا تو میں ایک جگہ آگ روشن دیکھ کر رک گیا تو میں نے دیکھا ایک شخص زنجیروں سے بندھا ہوا ہے اور اس کو عذاب دیا جارہا ہے وہ اس آگ سے نکل کر بھاگنا چاہتا ہے اور چلاتا ہے کہ میں پیاسا ہوں۔ کوئی دوسرا شخص کہتا ہے اس کو پانی نہ دینا یہ ابی بن خلف ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔

معجزہ ۴۳:۔ سلیمان بن صرد سے بخاری نے روایت کیا ہے کہ غزوہ خندق سے جب اعداء کا لشکر بھاگ گیا اور مدینہ منورہ کا محاصرہ ہٹ گیا اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''اب وہ دشمن ہم پر چڑھائی نہ کرسکے گا اور ہم اس پر لشکر کشی کریں گے۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ غزوہ احزاب کے بعد کفار مکہ پر مدینہ منورہ پر حملہ آور نہ ہوسکی بلکہ رسول خدا ﷺ نے مکہ پر لشکر کشی فرمائی اور مکہ معظمہ پر فتح پائی۔

معجزہ ۴۴:۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق کے دوران میں جہاں اور لوگ خندق کھودنے میں مشغول تھے وہاں حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ بھی خندق کھود رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ ان خندق کھودنے والوں کے پاس سے گزرے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے سمیہ کے بیٹے تجھے باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمار جنگ، جو صفین میں واقع ہوئی تھی اور

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہوئی تھی اس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے ہاتھ شہید ہوئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں سے تھے۔ عمار کی والدہ کا نام سمیہ رضی اللہ عنہا ہے اور وہ شہدائے اسلام میں پہلی خاتون ہیں جو اسلام کے نام پر شہید کی گئیں۔

معجزہ ۴۵:۔ طبقات ابن سعد میں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کہتے ہیں۔ ہم ایام جاہلیت میں کعبہ کا دروازہ ہفتہ میں دو دن یعنی پیر اور جمعرات کو کھولا کرتے تھے اور باقی دنوں میں کعبہ کا دروازہ بند رہتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے چند ہمراہیوں کو لے کر کعبہ میں داخل ہونے کی غرض سے تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے سخت کلامی اور ترش روی کا برتاؤ کیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ضبط اور حلم کا ثبوت دیا اور فرمایا اے ابوعثمان ایک دن تو اس کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں دیکھے گا کہ میں جسے چاہوں اس کو دے دوں۔ میں نے کہا کیا اس دن قریش مر جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے کہ اس دروازے کی کنجی تمھارے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس دن قریش کو اور زیادہ عزت حاصل ہوگی۔ پھر آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے۔ مگر آپ ﷺ کی بات نے میرے دل میں ایسا تاثر کیا اور میں سمجھا کہ ایک دن یہ بات ضرور ہونے والی ہے۔ پھر فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے اس دروازے کی کنجی مجھ سے منگوائی۔ میں نے خدمت میں حاضر کر دی۔ آپ ﷺ نے وہ کنجی پھر مجھے ہی واپس کر دی اور فرمایا۔ یہ کنجی لو۔ یہ قیامت تک تمھارے ہی خاندان میں رہے گی۔ تم سے سوائے ظالم اور جابر کے کوئی نہ چھینے گا۔ جب میں واپس چلنے لگا تو پھر مجھ کو بلا کر فرمایا۔ وہ اس دن کی بات بھی یاد ہے جو میں نے تم سے کہی تھی کہ کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا دوں گا۔ میں نے عرض کیا۔ یقیناً جو

آپ ﷺ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ کی دو پیشین گوئیاں تھیں جو پوری ہوئیں۔ ایک یہ کہ اس کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ دوسری یہ کہ قیامت تک اب یہ کنجی تیرے ہی خاندان میں رہے گی۔ پہلی بات آپ ﷺ نے ہجرت سے پہلے فرمائی تھی اور دوسری فتح مکہ کے دن ارشاد فرمائی تھی۔ جس دن کنجی منگا کر اور اپنے ہاتھ میں لے کر عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی اور آج تک کعبہ کی کنجی ان کے خاندان میں ہے اور وہی کعبے کے دروازے کو کھولتے اور بند کرتے ہیں۔

معجزہ ۴۶:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری میں روایت ہے کہ ہم غزوہ حنین میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہمارے ہمراہیوں میں ایک شخص جو اسلام کا مدعی تھا اور جس کا نام قرمان تھا آپ ﷺ نے اس قرمان کے متعلق کہا کہ یہ دوزخی ہے۔

چنانچہ وہ شخص جنگ میں شریک ہوا اور کفار سے اس نے خوب مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور ہو گیا۔ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جس کو آپ ﷺ نے دوزخی فرمایا تھا وہ تو خوب جنگ کر رہا ہے اور زخمی بھی ہو گیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ وہ زخمی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ زخموں کی تاب نہ لا سکا اور اس نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی۔ اس بات پر کچھ مسلمان دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) آپ ﷺ کی بات حق ثابت ہوئی اور اس شخص نے خودکشی کر لی۔

آپ ﷺ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا اللہ اکبر اشهد انی عبدالله ورسوله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ کہتے ہیں

کہ یہ فرمان منافق تھا۔ بہرحال نبی کریم ﷺ نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوئی۔

معجزہ ۴۷:۔ ابوداؤد نے سہل بن حنظلیہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین میں ایک سوار نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میں فلاں پہاڑ پر چڑھا تھا۔

میں نے دیکھا قبیلہ ہوازن کے تمام لوگ اپنے ساز و سامان کے ساتھ اپنے اونٹوں اور اسلحہ وغیرہ کو لے کر حنین میں آ گئے آپ ﷺ نے یہ خبر سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کل انشاء اللہ سب مسلمانوں کی غنیمت ان کا مال ہوگا۔ اس واقعہ میں آپ ﷺ نے لڑائی کے فتح ہونے اور مسلمانوں کو غنیمت ملنے اور مویشی وغیرہ ہاتھ آنے کی پیشین گوئی فرمائی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دوسرے دن مسلمانوں کو فتح ہوئی اور تمام مویشی اور بہت ساز و سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

معجزہ ۴۸:۔ بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو چار سو سوار دے کر اکیدر کی جانب روانہ کیا۔ یہ دومۃ الجندل کا حاکم اور سرکش تھا۔ آپ ﷺ نے خالد بن الولیدؓ سے فرمایا کہ اکیدر نیل گائے کا شکار کھیلنے کے لیے رات کو نکلے گا۔ تم اس کو گرفتار کر لو گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خالد بن الولید خاموشی کے ساتھ پہنچے اور اس کے قلعے کے پاس چھپ گئے۔ رات کو اس کے قلعہ کے پاس چند نیل گائیں آئیں اور قلعے کی دیوار سے اپنی کمر کو رگڑنے لگیں۔

اکیدر کی آنکھ کھل گئی وہ رات کو باہر نکل آیا اور نیل گایوں کے پیچھے شکار کی غرض سے ہولیا۔ خالدؓ نے اس کا محاصرہ کر کے اس حاکم کو گرفتار کر لیا۔ اس کا بھائی اور اس کا لڑکا مارا گیا۔ خالدؓ اس کو گرفتار کر کے لائے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے جزیہ مقرر کیا اور اس کو رہا کر دیا۔

معجزہ ۴۹:۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ آج رات کو بہت سخت تیز ہوا چلے گی۔اس ہوا میں کوئی شخص تم میں سے اٹھے نہیں اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کو مضبوط باندھ دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔رات کو بہت تیز ہوا چلی اور سخت آندھی آئی۔ایک شخص اس ہوا میں اٹھا تو اس کو ہوا اڑا لے گئی اور قبیلہ طے کے پہاڑوں میں لے جا کر پھینکا۔

پانچویں فصل

ائمہ مجتہدین کے متعلق خبریں

معجزہ ۵۰:۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اگر دین ثریا پر معلق ہوگا اور دین ثریا پر لٹکا ہوا ہوگا تو کچھ لوگ فارس کے اس دین کو پالیں گے۔ اس حدیث میں پیشین گوئی ہے کہ اہل فارس میں بڑے ذی علم ہوں گے اور ان سے علم کی بہت خدمت ہوگی اور ان سے بہت علم پھیلے گا۔ خواہ علم کی بات بہت دور ہو اور ثریا ستارے کی طرح بہت اونچی ہو تو وہ فارس کے اہل علم اس کو اتنی دور سے بھی حاصل کرلیں گے۔ شارحین حدیث نے فرمایا کہ اس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی جانب اشارہ ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت امام بخاریؒ کی طرف اشارہ ہے۔ بہرحال یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور اہل فارس نے دین کی بہت خدمت انجام دی اور حدیث وفقہ میں تمام امت ان کی خدمات جلیلہ سے مستفید ہو رہی ہے۔

معجزہ ۵۱:۔ حاکم نے صحیح سند سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب ایسا ہوگا کہ لوگ علم کی تلاش میں دور دراز سفر کریں گے لیکن مدینے کے عالم سے ان کو کوئی زیادہ علم والا نہیں ملے گا۔ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ یہ مدینے کے عالم حضرت امام مالکؒ تھے۔ بہرحال حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور حضرت امام مالکؒ مدینے کے بہت بڑے عالم ہوئے۔

معجزہ ۵۲:۔ ابوداؤد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قریش میں ایک ایسا عالم ہوگا کہ زمین کو علم کے خزانوں سے

مالا مال کر دے گا۔ یہ روایت حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے بیہقی میں بھی ہے۔ یہ پیشین گوئی بھی اس طرح صادق ہوئی کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ قریش میں پیدا ہوئے۔ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی بابت فرمایا کہ روئے زمین پر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے بڑا کوئی عالم قریش میں نہیں پیدا ہوا اور اس حدیث میں ان ہی کی بات پیشین گوئی ہے۔ حضرت امام شافعی مطلب بن عبد مناف کی اولاد میں سے ہیں۔

چھٹی فصل

مدعی مذاہب کے متعلق خبریں

معجزہ ۵۳:۔ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی جناب میں ہم لوگ حاضر تھے۔ آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ قبیلہ بنی تمیم کا ایک شخص آیا جس کا نام حرقوص بن ظہیر اور لقب ذوالخویصرہ تھا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) انصاف کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے خرابی ہو اگر میں بھی عدل نہ کروں تو اور کون دنیا میں ہے جو انصاف کرے گا۔ اور میں عدل نہ کروں تو تجھ سے بڑا کون نامید اور زیاں کار ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ (ﷺ) کی اجازت ہو تو میں اس گستاخ کی گردن مار دوں۔ آپ ﷺ نے عمرؓ کو منع کیا اور پھر یہ پیشینگوئی فرمائی کہ اس گستاخ کی طرح کچھ لوگ آئندہ ہوں گے۔ وہ نماز، روزہ کے اتنے پابند ہوں گے کہ تم اپنی عبادت ان کے مقابل حقیر اور ہیچ سمجھو گے۔ لیکن وہ کلام پاک کی تلاوت کریں گے اور اس کا اثر ان کے حلق سے اوپر بالکل نہیں ہوگا۔ جس طرح تیر شکار کا جسم پار کر کے باہر نکل جاتا ہے اور اس میں خون کا دھبہ تک نہیں آتا، اسی طرح وہ لوگ دین سے ایسا نکل جائیں گے کہ دین کا کچھ اثر دکھائی نہ دے گا۔ اس بدبخت گروہ کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو سکڑ کر عورت کی چھاتی کی طرح جھولتا ہوگا۔ یہ وہ گروہ ہوگا کہ دنیا کے افضل ترین گروہ کے خلاف بغاوت کرے گا۔ اس پیشین گوئی کی تصدیق اس حدیث کے راوی حضرت ابو سعید خدریؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد

خوارج تھے۔ جنھوں نے حضرت علیؓ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ میں اس لڑائی میں خود شریک تھا جو خوارج سے لڑی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے مخالفین میں سے تلاش کے بعد ہو بہو ایسا آدمی پکڑ کر لایا گیا جس کا بازو نرم تھا اور جھولتا تھا۔ اس کو ذوالثدیہ یعنی لوگ اس کو پستان والا کہتے تھے۔ یہی اس گروہ کا سردار تھا اور یہ گروہ اسی قبیلہ میں سے تھا جس کی پیشین گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔

معجزہ ۵۴:۔ دارقطنی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بہت جلد میرے بعد ایک ایسی جماعت آوے گی جس کو لوگ رافضی کہیں گے۔ اگر تم ان کو پانا تو قتل کر دینا کیونکہ وہ لوگ مشرک ہوں گے۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کی پہچان دریافت کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ تمھارے اندر وہ ایسے اوصاف بڑھا چڑھا کر دکھاویں گے جو تمھارے اندر موجود نہیں ہیں اور اگلے بزرگوں پر زبان درازی اور طعن کریں گے۔ اس روایت میں روافض کی جس جماعت کے متعلق نبی کریم ﷺ نے جو پیشین گوئی فرمائی وہ پوری ہو کر رہی اور علیؓ کے زمانے میں ایک یہودی عبداللہ بن سبا نے لوگوں کو گمراہ کیا اور فرقہ روافض کی بنیاد ڈالی۔ اس یہودی کے ماننے والے حضرت علیؓ کو خدا کا درجہ دینے لگے۔ اسی وجہ سے ان کو مشرک کہا گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اتنا بڑھایا کہ پیغمبروں کے برابر بلکہ بہت سے کو پیغمبروں سے بھی افضل ٹھہرایا اور یہ بات ہر جماعت کے لوگ جانتے ہیں کہ یہ رافضی فرقے کے لوگ بڑے بڑے صحابہ ابوبکرؓ اور عمرؓ پر زبان درازی اور طعن کرتے ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رافضی لوگ اہل بیت اور رسول ﷺ کے گھرانے کی محبت کا دعویٰ کریں گے اور حقیقت میں ایسے نہ ہوں گے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو برا کہیں گے دارقطنی نے اس حدیث کو کئی سندوں سے بیان کیا ہے اور حضرت ام

سلمہؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

معجزہ ۵۵:۔ امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں ایک قدریہ گروہ ہوگا وہ گروہ میری امت میں ایسا ہے، جیسے مجوس۔ یہ روایت طبرانی کی معجم اوسط میں بھی حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ قدریہ ایک فرقہ ہے جو کہتا ہے بندے کو پوری قدرت حاصل ہے وہ جو چاہے کرے۔ خدا تعالیٰ کو بندوں کے افعال میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ گویا خدا تعالیٰ معذور و مجبور ہے اور بندے قادر و مختار ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی یہ پیشینگوئی بھی صحیح ثابت ہوئی۔ چنانچہ فرقہ معتزلہ اور روافض سب اسی گروہ میں شامل ہیں کیونکہ انھوں نے بندوں کو اپنے افعال کا خالق قرار دیا اور اس بات کا انکار کیا کہ ہر چیز تقدیر الٰہی کی پابند ہے۔ مجوس کا عقیدہ یہ ہے کہ اچھائی اور برائی دونوں کے دو الگ الگ خالق اور خدا ہیں۔ اچھائی کے خالق کو یزداں اور برائی کے خالق کو اہرمن کہتے ہیں۔ چونکہ بالکل اسی طرح قدریہ لوگ بھی دو خالق قرار دے کر مادی چیزوں کا خالق خدا کو اور افعال کا خالق انسان کو مانتے ہیں اس لیے اس مناسبت کی وجہ سے قدریہ کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بیمار ہوں تو بیمار پرسی نہ کرو اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ قدریہ کے متعلق مسلم، ابوداؤد، ترمذی کی روایت میں ایک پیشینگوئی کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ تقدیر کے منکر ہوں گے۔ ان لوگوں میں خسف و مسخ ہوگا۔ یعنی ان کی آبادی زمین میں دھنسا دی جائے گی اور ان کی صورتیں بدل کر بدنما کر دی جائیں گی۔ چنانچہ روافض بھی قدر کا انکار کرتے ہیں اور ان میں خسف و مسخ کے ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی پیشینگوئی سچی ثابت ہو جاتی ہے۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

واقعہ ا:۔ امام مستغفریؒ نے دلائل النبوۃ میں ایک مضبوط راوی سے روایت کیا

ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم تین آدمی یمن جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ کوفے کا رہنے والا ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو برا بھلا کہتا تھا۔ ہم نے اس کو بہت سمجھایا کہ ان بزرگوں کو برا بھلا مت کہو۔ مگر وہ نہ مانا۔ اتنے میں رات ہو گئی ہم یمن سے قریب ایک جگہ اتر کر سو رہے۔ صبح سویرے جب سفر کا وقت ہوا تو ہم نے اٹھ کر وضو کیا۔ اس کوفی کو بھی ہم نے جگایا وہ نیند سے اٹھ کر کہنے لگا کہ افسوس کہ اب میں تم سے جدا ہو کر یہیں رہ جاؤں، کیونکہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ میرے سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں کہ "اے فاسق بدکار تیری صورت یہیں پر مسخ کر دی جائے گی" ہم نے اس کوفی سے کہا کہ اٹھ وضو کر۔ اس نے جب پاؤں سمیٹا تو ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے اس کی صورت تبدیل ہونی شروع ہو گئی ہے۔ تھوڑی دیر میں ہی دونوں پاؤں بندر کے ہو گئے اور رفتہ رفتہ سارا بدن اور منہ بھی بندر کا ہو گیا وہ بالکل بندر ہو گیا۔ ہم نے اس کو اونٹ پر باندھ لیا اور سفر شروع کر دیا۔ سورج ڈوبنے سے پہلے ایک جنگل میں ہم پہنچے اس جگہ کئی بندر جمع تھے۔ جب اس کوفی بندر نے ان بندروں کو دیکھا تو ہماری رسی توڑ کر ان ہی بندروں میں یہ بھی مل گیا۔

واقعہ ۲:۔ امام مستغفری کی روایت ہے کہ ایک سچے اور نیک آدمی نے بیان کیا کہ کوفے کا ایک شخص ہم سفر ہوا۔ وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بہت برا بھلا کہتا تھا۔ ہم نے اس کو بہت روکا مگر نہ مانا۔ آخر کار ہم اس کو اپنے ساتھیوں سے علیحدہ کر کے سفر کو چلے گئے۔ سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو اس کوفی کے غلام سے ملاقات ہو گئی۔ ہم نے اس کا حال پوچھا اور کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ ہمارے ساتھ گھر چلے۔ غلام نے کہا کہ اس کی تو عجیب ہی حالت ہو گئی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ سور کے ہو گئے ہیں۔ ہم اس کوفی کے پاس گئے اور گھر چلنے کو کہا تو اس نے جواب دیا۔ میں بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے آستین

سے اوپر ہاتھ نکالے جو سور جیسے ہو گئے تھے۔ وہ ہمارے ساتھ ہو لیا۔ راستہ میں ایک جگہ بہت سے سور نظر آئے۔ کوفی نے خود کو سواری سے گرا دیا اور اسی وقت اس کی پوری صورت سور کی سی ہو گئی۔ چنانچہ وہ سوروں میں جا کر مل گیا۔

واقعہ ۳:۔ زمین میں دھنسانے کا واقعہ طبری نے ریاض النفرہ میں نقل کیا ہے کہ مقام حلب کے رافضیوں کی ایک جماعت مدینہ منورہ کے حاکم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بہت سارا مال عمدہ عمدہ تحفے پیش کر کے اس جماعت نے حاکم مدینہ سے درخواست کی کہ حضرت رسول پاک ﷺ کے حجرہ کا ایک دروازہ کھلوا دیجئے۔ ہم ابوبکرؓ و عمرؓ کی مقدس لاش کو وہاں سے نکال کر لے جائیں۔ (ان بزرگوں کی لاش اس لیے یہ نکالنا چاہتے تھے کہ رافضیوں کے خیال میں یہ لوگ نعوذ باللہ اس قابل نہیں ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے پاس آرام کریں) مدینہ کا حاکم چونکہ بدعقیدہ تھا۔ دنیا کے لالچ میں پڑ کر اس نے یہ درخواست منظور کر لی اور حرم شریف کے دربان کو بلا کر کہہ دیا کہ جب یہ لوگ آئیں تو ان کے لیے حرم شریف کا دروازہ کھول دینا اور اندر گھس کر جو کچھ کریں کرنے دینا منع نہ کرنا۔ دربان کا بیان ہے کہ نماز عشاء کے بعد مسجد خالی ہو گئی اور حرم شریف کے دروازے بند ہو گئے تو چالیس آدمی پھاوڑے کدال اور روشنی ہاتھوں میں لیے باب السلام پر آ کھڑے ہوئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے امیر مدینہ کے حکم کے مطابق دروازہ فوراً کھول دیا اور خود میں نے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا کہ اے خدا یہ کیسی قیامت آن پڑی۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ ابھی یہ لوگ منبر شریف کے قریب بھی نہ پہنچے تھے کہ محراب عثمانی کے ستون کے پاس زمین پھٹ گئی اور ان تمام لوگوں کو ان کے سامانوں کے ساتھ نگل گئی اور امیر مدینہ کو انتظار تھا کہ یہ لوگ کام تمام کر کے اب آئے تب آئے۔ مگر جب بہت دیر ہو گئی تو اس نے مجھے بلا کر حال پوچھا۔ میں نے کل آنکھوں دیکھا حال بیان کیا تو اس نے مجھے دیوانہ کہہ کر

میری باتوں کو دیوانے کی بڑ بتایا۔ میں نے کہا اے امیر! آپ خود تشریف لے چلیں اور دیکھ لیں کہ اب تک زمین کے پھٹنے کا نشان باقی ہے اور اس جگہ ان کے کپڑے بھی موجود ہیں۔

یہ واقعہ طبری نے ایسے لوگوں کی طرف منسوب کیا ہے جو سچائی، دیانتداری اور ثقاہت میں بہت اونچے تھے۔ ان واقعات سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو پیشینگوئی کی تھی کہ روافض کو دھنسایا جائے گا، ان کی صورتیں سور اور بندر کی بنا دی جائیں گی یہ بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

معجزہ ۵۶:۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ بہت جلد میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ ان میں سوائے ایک کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) جو لوگ جنت میں جائیں گے وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ میرے اور میرے اصحابؓ کے طریقے پر چلیں گے وہی جنت میں جائیں گے۔ اس روایت میں آپ ﷺ نے جو پیشین گوئی فرمائی وہ پوری ہو گئی۔ خلفائے راشدین کے بعد لوگوں میں عقیدوں کے اعتبار سے بہت اختلاف ہوا اور اس کے نتیجے میں روافض، خوارج، معتزلہ، جبریہ وغیرہ اتنے فرقے ہو گئے کہ تہتر تک گنتی پہنچ گئی اور ان میں ایک ہی جماعت ہے جو آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کے طریقوں پر چلتی ہے۔ ان فرقوں کا نام اور تفصیل ان کتابوں میں ہے جو تفصیل مذاہب کے لیے لکھی گئی ہیں۔ (مثلاً الملل والنحل اور تلبیس ابلیس وغیرہ)

ساتویں فصل

مختلف واقعات کی خبروں کا بیان

معجزہ ۵۷:۔ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے آنے سے پہلے حجاز سے اتنی تیز آگ نکلے گی کہ ملک شام سے شہر بصری کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔ یعنی اتنی بڑی آگ ہوگی کہ حجاز سے نکلے گی اوراس کی روشنی شام میں اتنی تیز ہوگی کہ شام کے اونٹ اس کی روشنی میں راستہ چلیں گے۔ یہ پیشن گوئی بھی صادق آئی۔ خلفائے عباسیہ کے آخری زمانے میں ۳ جمادی الآخر ۶۵۴ھ کو جمعہ کے دن بعد عشاء مدینہ طیبہ کے قریب سے وہ آگ نکلی۔ وہ آگ ۱۲ میل لمبی، ۴ میل چوڑی اور ڈیڑھ آدمی کے قد کے برابر اونچی تھی۔ دریا کی طرف موج مار کر سیلاب کی طرح چلتی تھی اور بجلی کی کڑک کی طرح کڑکتی تھی۔ اس میں یہ بات عجیب تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی اور پہاڑوں کو پگھلا کر رانگ کی طرح بہادیتی لیکن درختوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اس کی روشنی کا یہ حال تھا کہ مدینہ والے رات میں دن کی طرح کام کاج کرتے تھے۔ اس کی روشنی مکہ بصری اور تیما تک لوگوں نے دیکھی۔ علامہ قسطلانی اس زمانے میں موجود تھے۔ انہوں نے اس آگ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ آگ ۳ جمادی الاخریٰ سے شروع ہو کر ۲۷ رجب یعنی ۵۴ روز تک باقی رہی۔ سید سمہودیؒ نے کتاب الوفاء باخبار دار المصطفیٰ میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے جذب القلوب اور ترجمہ مشکوٰۃ میں اس کے حالات بیان کئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی یہ پیشن گوئی واقعہ سے سینکڑوں سال قبل کی

کتاب صحیح بخاری و مسلم میں بیان ہوئی اور اتنی سچی ثابت ہوئی کہ کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ پیشن گوئی چھ سو سال کے بعد لوگوں نے اپنی آنکھوں پوری ہوتے دیکھی۔ درود نازل ہوا اللہ کے سچے نبی ﷺ پر اوران کی آل و اصحاب پر۔

معجزہ ۵۸:۔ ابو داؤد میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دریائے دجلہ کے قریب مسلمانوں کا ایک بڑا شہر ہوگا۔ دجلہ پر ایک بڑا پل ہوگا۔ آخری زمانے میں چوڑے چوڑے چہرے اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے ترک حملہ کریں گے اور نہر کے کنارے پڑاؤ ڈالیں گے۔ مسلمانوں کی آبادی تین حصوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ اپنا سامان بیلوں پر لاد کر شہر سے بھاگ جائے گا۔ دوسرا گروہ اپنے آل اولاد کو شہر میں رکھ کر خود آگے بڑھے گا اور ان ترک کافروں سے لڑائی لڑے گا۔ یہ گروہ شہادت کا درجہ پائے گا۔

آنحضرت ﷺ کی یہ پیشن گوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی۔ چنانچہ مستعصم باللہ عباسی کے زمانہ خلافت میں تاتاری ترکوں نے مسلمان کے آباد شہر بغداد پر چڑھائی کی۔ بغداد میں دریائے دجلہ ہے اوراس پر ایک پل بھی اس زمانے میں تھا۔ ترکوں نے شہر کو گھیر لیا۔ مسلمانوں میں سے لوگ اپنے بال بچوں کو لے کر بھاگ نکلے مگر وہ بچ نہ سکے اور ترکوں نے ان کو قتل کر دیا اور کچھ لوگوں نے ترک بادشاہ سے امان چاہی۔ ان ہی میں مستعصم باللہ اوراکثر شہر کے بڑے لوگ تھے۔ انہوں نے ترکوں کو فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ مگر ان کو بھی ترک نے ہلاک کر دیا۔ تیسرا گروہ وہ ان لوگوں کا تھا جنہوں نے بہادری کے ساتھ کافروں سے جہاد کیا۔ اللہ نے اس گروہ کو شہادت عطا فرمائی۔ پہلے دو گروہ دنیا اور آخرت میں ناکام ہوئے۔ کیونکہ جان بھی گئی اور آخرت میں شہادت کا درجہ بھی نہیں ملا۔ تیسرے گروہ نے دنیا میں بھی بہادری کی نیک نامی پائی اور آخرت میں شہادت سے

سنور گئی۔ یہ پیشن گوئی جس کتاب میں ہے یعنی ابوداؤد میں وہ اس واقعہ سے چار سو برس پہلے لکھی ہوئی ہے۔اس سے نبی کریم ﷺ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔

معجزہ ۵۹:۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ زید بن ارقم بیمار ہوئے اور نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کو تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ زید تم اس بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے۔لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔ زید بن ارقمؓ نے عرض کیا کہ میں صبر کر کے ثواب کی آرزو رکھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم صبر کرو گے تو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جاؤ گے۔زید کے بیٹے انیسہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ازید بن ارقمؓ اندھے ہو گئے۔ پھر بہت زمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں اچھی کردی اور پھر ان کا انتقال ہوا۔آنحضرت کی پیشن گوئی بھی صادق آئی۔جس بیماری میں آنحضرت ﷺ زید کی عیادت کو گئے تھے اس سے اچھا ہونا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ان کا نابینا ہونا یہ سب آپ ﷺ کی پیشن گوئی کے موافق پیش آیا۔

معجزہ ۶۰:۔ مسلم میں حضرت اسماء بنت ابوبکر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قوم ثقیف میں ایک بڑا خونخوار ظالم شخص ہوگا۔ اور ایک بڑا جھوٹا ہوگا۔ آپ ﷺ کی یہ پیشن گوئی بھی سچی ثابت ہوگی۔ثقیف میں ایک مشہور خونریز حجاج بن یوسف پیدا ہوا۔اس کی خونخواری بے مثال ہے۔بعض کتابوں میں اس کے ظلم کی داستان لکھی ہے کہ حجاج کو جتنا مزہ خون ناحق کرنے میں آتا تھا اتنا کسی اور چیز میں نہیں آتا تھا۔ چنانچہ ترمذی میں ہشام بن حبان سے روایت ہے کہ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار انسانوں کا حق ناحق کیا۔قوم ثقیف کا دوسرا شخص جسے جھوٹا فرمایا گیا وہ مختار ثقفی ہے۔ یہ بڑا جھوٹا اور فریبی تھا۔اس نے امام محمد بن حنیفہ کی نیابت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور امام حسینؓ کے خون کا بدلہ ان کے قاتلوں سے لینے

کا ڈھونگ رچا کر ریاست اور شہرت حاصل کی اور آخر میں پیغمبر کا جھوٹا دعویٰ بھی کر بیٹھا۔ مشکوٰۃ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اس پیشن گوئی کا مصداق حضرات اسماءؓ نے حجاج کو خود حجاج کے منہ پر کہا۔

معجزہ ۱۶۱:۔ مسند ابو یعلی میں ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کا نظام اسلامی بالکل ٹھیک رہے گا۔ سب سے پہلے اس نظام میں بنی امیہ کا ایک شخص خلل پیدا کرے گا۔ اس شخص کا نام یزید ہوگا۔ یہ پیشن گوئی بھی سچی ثابت ہوئی۔ اسلام کے نظام میں یزید کے سبب فتنہ پیدا ہوا کہ ایسا فاسق، شرابی مسلمانوں کا بادشاہ بنا۔ اس کے لشکر نے حضرت امام حسینؓ کو شہید کیا اور مدینہ پر اسی لشکر نے چڑھائی کی اور کعبہ کا محاصرہ کر کے اس قدر پتھر مارے کہ کعبہ کی چھت کو سخت صدمہ پہنچا جو لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ یہی نہیں بلکہ روئی میں تیزاب لپیٹ کر اس میں آگ لگا کر منجنیق کے ذریعہ کعبہ میں آگ پھینکی جس سے کعبہ کا پردہ اور دیواریں سب جل گئیں۔ اس طرح آپ ﷺ کی پیشن گوئی یزید پر صادق آئی۔ اس حدیث میں اگرچہ کچھ کمزوری ہے اور ابو یعلی کی سند ضعیف ہے۔ لیکن مسند رومانی میں ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی روایت ہے۔ اس روایت کے علاوہ اور بہت سی دوسری حدیثوں سے مسند ابو یعلی کی روایت کو تقویت پہنچتی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ دعا مانگتے تھے۔ اے خدا ۶۷ھ کی ابتداء سے اور کم عمر والوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں اور یزید کی بادشاہی ۶۰ھ میں ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ کا انتقال ۵۹ھ میں ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ابو ہرہؓ کو بھی حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق یزید کی بادشاہت اور اس کی خرابیوں کا علم تھا۔ ایک دوسرے روایت ابو داؤد میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان تمام فتنہ برپا کرنے والوں کا نام مع والدیت بیان فرمایا جو قیامت تک ہوں گے۔ چنانچہ اس روایت کے مطابق یزید جیسے فتنہ انگیز کا

نام بھی ضرور بتایا ہوگا۔ جیسا کہ اوپر والی روایت میں موجود ہے۔

معجزہ ۶۲:۔ حاکم بیہقی اورابونعیم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماسؓ سے فرمایا۔

تَعِيْشُ حَمِيْداً وَتَقْتُلُ شَهِيْدًا

''اے ثابتؓ! تم زندہ رہو گے قابل تعریف زندگی کے ساتھ اورتم مارے جاؤ گے تو شہید ہوگے۔''

یہ پیشن گوئی بالکل سچی ثابت ہوئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلافت میں مسیلمہ کذاب سے یمامہ کے مقام پر جولڑائی ہوئی تھی اس میں حضرت ثابت شہید ہوکر بلند درجہ کو پہنچے۔

معجزہ ۶۳:۔ ابوداؤد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا۔''مدینہ میں ایک مرتبہ اتنی بڑی خونریزی ہوگی کہ اس کے کالے پتھروں پر خون جم جائے گا اورخون کی کثرت سے نظر نہ آئے گا۔ یہ پیشن گوئی بھی سچی ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب مدینہ کے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یزید کی اطاعت سے اس کی بدکردار کی وجہ سے منہ موڑ لیا تو یزید نے مسرف بن عقبہ کو سپہ سالار بنا کر مدینہ پر ایک لشکر خونخوار بھیجا۔ چنانچہ مقام حرا پر کہ جہاں کالے پتھر ہیں سخت جنگ ہوئی۔ اس میں سینکڑوں صحابہؓ اوران کی اولاد شہید ہوئی اورحرہ کے کالے پتھر خون سے ڈھک گئے۔

معجزہ ۶۴:۔ ابو داؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے انس! لوگ نئے نئے شہر آباد کریں گے، ان میں ایک شہر بصرہ نام کا ہوگا۔ دیکھنا اگر تم اس شہر میں داخل ہونا تو اس کی پتھریلی اورشورزمینوں سے اوراس کے باغات اور بازاروں سے، امیروں کے دروازوں سے بچ کر کہیں دور جا کرایک کنارے پر رہنا کیونکہ اس شہر کو دھنسایا

جائے گا۔ اس پر پتھر کی بارش ہوگی۔ اس میں بھونچال آئے گا اور لوگوں کی صورتیں بدل دی جائیں گی۔ اس روایت میں دو پیشن گوئیاں ہیں۔ ایک یہ کہ نیا شہر آباد ہوگا اور اس کا نام بصرہ ہوگا اور دوسری یہ کہ اس میں چار طرح کے عذاب آئیں گے۔

پہلی پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی اور دوسری پیشن گوئی انشاء اللہ آئندہ پوری ہوگی۔ پہلی خبر یوں پوری ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فارس سے لڑائی تھی۔ شہر بصرہ جہاں آباد ہے وہاں فارس والوں کو ہندوستان آنے کی راہ ملتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اس راہ سے فارس کے لوگ ہندوستان سے ہمارے مقابلے کے لیے مدد نہ طلب کرلیں۔ اس لئے وہاں مسلمانوں کی آبادی بڑھائی جائے۔ چنانچہ آپ کے حکم سے عتبہ بن غزوان نے ۱۷ھ میں شہر بصرہ کی بنیاد ڈالی۔ اسی کی پیشن گوئی زبان رسالت ﷺ نے فرمائی تھی۔

معجزہ ۶۵:۔ طبرانی میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بار حاضرین مجلس سے فرمایا۔ کہ تمہارے اس مجمع میں سے ایک آدمی کی داڑھ دوزخ میں احد پہاڑ کی طرح ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں بھی اس مجلس میں تھا۔ اس مجمع کے اور تمام لوگ تو مر گئے (ان میں سے کسی کو دوزخیوں کی طرح نہ پایا) پس اس مجمع میں سے میں زندہ ہوں اور ایک شخص مرتد ہوگیا اور جنگ یمامہ میں مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشن گوئی کہ اس مجمع میں ایک شخص جہنمی ہوگا صادق آئی۔

نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ اس کا نام رجال بن عنفوہ تھا۔ یہ یمامہ کا رہنے والا تھا۔ یہ شخص بنو حنفیہ کے وفد کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا تھا اور مسلمان ہوکر قرآن سیکھا تھا۔ مگر جب یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے پیغمبری کا

دعویٰ کیا تو یہ شخص اس پر ایمان لے آئے اور دین اسلام سے پھر گیا اور یمامہ میں جب مسیلمہ کے ساتھیوں سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی تو یہ شخص مسیلمہ کی طرف سے لڑتے لڑتے زید بن خطاب ؓ کے ہاتھوں قتل ہو کر واصل جہنم ہوا۔

معجزہ ٦٦:۔ بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ان کی بیوی ام ذر اس وجہ سے رونے لگیں کہ ابوذر کی وفات مقام ربذہ میں ایسی جگہ پر ہو رہی ہے جہاں جنگل کے سوا کوئی آبادی نہیں اور کفن وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نہ روؤ۔ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کو مخاطب کر کے ایک بات فرمائی تھی۔ میں بھی اس مجمع میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک آدمی ایسی جگہ مرے گا جہاں کوئی آبادی نہ ہوگی۔ اس کے جنازے میں مسلمانوں کی ایک جماعت آپہنچے گی۔ جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا وہ میں ہی ہوں۔ ام ذر تم جاؤ اور راستے پر انتظار کرو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں وہاں سے راستے پر گئی تو دیکھا کہ دور سے مسافر آرہے ہیں وہ آئے تو حضرت ابوذرؓ کا سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر وہ لوگ ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم میں سے میرے لئے وہ کفن دے جو نہ سرکاری آدمی ہو نہ امیر ہو۔ ایک جوان آدمی آگے بڑھا اور کہا اے چچا! میں اپنا ازار بند اور دو کپڑے تمہیں کفن کے لیے دیتا ہوں۔ یہ میری ماں کے ہاتھ کے کتے ہوئے سوت سے بنے ہوئے ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ کفن قبول کیا۔ جب وہ مر گئے تو ان ہی لوگوں نے ان کو نہلا کر کفنا کر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے جو پیشن گوئی فرمائی وہ پوری ہوئی کہ ابوذرؓ ایک غیر آباد جگہ مرے مگر ایک جماعت جنازہ میں شریک ہوگئی۔

معجزہ ٦٧:۔ طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم غبتی سے روایتی کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جب مجھ سے ملتے تو سمرہ بن جندبؓ کا حال ضرور پوچھتے تھے کہ وہ کس حال

میں ہیں۔ جب میں کہتا کہ سمرہ کا حال کیوں بار بار پوچھا کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں موجود تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دس آدمیوں میں سے جو سب سے بعد میں مرے گا وہ آگ میں ہوگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب تک آٹھ آدمی مر چکے ہیں۔ اب صرف میں اور سمرہؓ بن جندبؓ باقی رہ گئے ہیں۔ اسی ڈر سے سمرہؓ کے حال کی تحقیق کیا کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلے مر گئے تو میں سب سے بعد ہو جاؤں گا۔ جس کی بابت نبی کریم ﷺ نے آگ میں جانا فرمایا ہے۔ ابو ہریرہؓ کا یہ حال تھا کہ جب کوئی مذاق سے کہتا کہ سمرہؓ مر گئے تو بے ہوش ہو جاتے۔ آخر سمرہؓ سے پہلے ابو ہریرہؓ کا انتقال ہوگیا۔

ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ سمرہ کو کزاز کی بیماری ہوئی۔ یہ ایک بیماری ہے جس میں سخت سردی لگتی ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے دیگ میں خوب گرم کھولتا ہوا پانی بھر کر اس کے اوپر گرمی حاصل کرنے کے لیے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اسی کھولتے پانی میں گر پڑے اور جل کر مر گئے نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئی سچی ہوئی۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ آخری مرنے والا آگ میں ہوگا تو اس سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ جہنم میں جائے گا۔ اسی لیے ابو ہریرہؓ اتنا ڈرتے تھے۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کے قول کا مطلب یہ تھا کہ وہ آخری مرنے والا شخص دنیا کی آگ میں جل کر مرے گا۔ جہنمی ہونا مراد نہیں ہے۔ چنانچہ سمرہ بن جندبؓ گرم پانی میں جل کر مرے۔

معجزہ ۶۸:۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ قدم بہ قدم ہو بہو ان لوگوں کی پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ یہاں تک وہ لوگ بڑا گوہ کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگلے لوگوں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور کون۔ یہود نصاریٰ کے

نقش قدم پر پورے چلنے کی جو پیشن گوئی فرمائی گئی وہ پوری ہوئی۔ یہود کی عادت تھی حسد کرنا، حق کو چھپانا اور دنیاوی لالچ میں پڑ کر غلط مسئلہ بتانا۔ اللہ کی کتاب میں جو حکم اپنے موافق ہوا اس کو لے لینا اور جو خلاف ہوا اس کو چھپالینا۔ یہ سب باتیں یہودیوں کی اس امت محمدیہ کے بے دین علماء میں بھی پائی جاتی ہیں۔ نصاریٰ کی روش یہ تھی کہ نبی اور بزرگوں کو خدائی کا مرتبہ دیتے تھے تو یہ روش بھی اس امت کے جاہل پیرزادوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی وضع قطع میں لوگ نصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

معجزہ ۱۹۵:۔ طبرانی، دار قطنی اور بیہقی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم کو لوگوں سے اور لوگوں کو تم سے تکلیف و مصیبت پہنچے گی۔ یہ پیشن گوئی بھی سچی ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد ۶۴ء میں خلیفہ ہوئے۔ شام کے علاوہ باقی تمام اسلامی ممالک نے ان کی خلافت تسلیم کی۔ عبدالملک بن مروان نے ۷۳ھ میں حجاج کی سرپرستی میں ایک بڑی جرار فوج عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے بھیجی۔ اس فوج نے مکہ کو گھیر لیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے یہ مصیبت پہنچی کہ یہ شہید کر دیئے گئے اور ان کے گھر والوں نے بھی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور لوگوں کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مصیبت پہنچی کہ مکہ والے حجاج کی چڑھائی سے پریشان ہوئے اور بہت سے لوگ مارے گئے اور چونکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا مکان خانہ کعبہ کے پاس تھا اس لیے حجاج نے ان کے گھر پر پتھر برسائے جس سے خانہ کعبہ پر بھی صدمہ پہنچا۔ اس لیے علاوہ یہ مصیبت بھی لوگوں کو عبد اللہ بن زبیرؓ کی وجہ سے پہنچی کہ ان کو قتل کرنے والے عذاب آخرت کے مستحق ہوئے۔ بہر حال یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔

معجزہ۷۰:۔ بیہقی اورابن عدی کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن سوجان کے بارے میں فرمایا۔ ان کا ایک عضوان کے سارے جسم سے پہلے جنت میں پہنچ جائے گی۔ یہ پیشن گوئی ہوئی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مقام نہاوند کی لڑائی میں ان کا بایاں ہاتھ کٹ کرشہید ہوگیا تھا۔

معجزہ۷۱:۔ بیہقی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سہیل بن عمرو کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سہیل سے اُمید ہے کہ یہ ایسا کام کرے اورایسی تقریر کرے کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آنحضور ﷺ کی وفات کی خبر مکہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگ میں بے حد پریشانی ہوئی۔ قریب تھا کہ لوگوں کے ایمان متزلزل ہو جائیں تو سہیل رضی اللہ عنہ عمرو نے کھڑے ہو کر اسی طرح خطبہ دیا جس طرح کا خطبہ مدینہ منورہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ سہیل کے خطبہ سے مکہ والوں کو تسلی ہوئی۔ دین پر ثابت قدم رہے۔ سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ جب کفر کی حالت میں تھے تو اتنے اچھے خطیب تھے کہ کافروں میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف جوش پیدا کردیتے تھے۔ جنگ بدر میں جب سہیل قید ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو سہیل کے اگلے دو دانت توڑ دوں تاکہ اس کی تقریر کا زور جاتا رہے اور کافروں میں ہمارے خلاف پر جوش تقریر نہ کرسکے۔ اس موقع پر آنحضور ﷺ نے یہ پیشن گوئی فرمائی تھی کہ نہیں دانت نہ توڑو، امید ہے کہ یہ اپنی تقریر سے تم کو خوش کردے گا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کی وفات پر ان کی تقریر نے لوگوں کو خوش کردیا اور تمام مسلمان مطمئن ہوگئے۔ سہیل بن عمرو بدر کے بعد مسلمان ہوگئے تھے۔

معجزہ۷۲:۔ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بہت جلد میری امت کے لوگ انماط یعنی عمدہ قیمتی فرش

بچھائیں گے۔ چنانچہ یہ پیشن گوئی صادق آئی کہ صحابہ کرام پہلے بہت غریب اور مفلس تھے بعد میں مالدار ہوئے اور اچھے اچھے کپڑے ان کو میسر آئے۔ خود اس روایت کے راوی حضرت جابرؓ کے گھر میں اس قسم کے اچھے بچھونے تھے۔ جب ان کی بیوی ان اچھے کپڑوں کو بچھانا چاہتیں تو حضرت جابرؓ یہ کہہ کر انہیں منع کر دیتے کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ میری امت کے امیرانہ فرش ہو جائیں گے۔ آنحضور ﷺ کی پیشن گوئی ہے اور امیرانہ چیز اچھی نہیں ہے۔ لیکن جابرؓ کی بیوی کہتیں کہ جب آنحضور ﷺ نے اچھے بسر پر بیٹھنے کی خبر دی ہے تو اس کے مطابق ہم کو اس پر بیٹھنا چاہئے کہ یہ خدا کا انعام ہے۔

معجزہ ۱۳۷:۔ صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے حق میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس کو ہلاک کرے گا۔ مسیلمہ کذاب بنو حنفیہ کا ایک شخص تھا۔ اس نے مدینہ میں آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ اپنے بعد حکومت میرے نام کر دیں تو میں آپ ﷺ کا اتباع کروں گا۔ آنحضور ﷺ کے ہاتھ میں درخت کی ایک شاخ تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر مسیلمہ یہ شاخ بھی مجھ سے مانگے تو نہیں دوں گا۔ مسیلمہ یہ سن کر مدینے میں چلا گیا اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے یہ پیشن گوئی فرمائی کہ وہ مارا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ہزاروں آدمی اس کی جھوٹی نبوت کے قائل ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ایک لشکر مسیلمہ سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ خالد بن ولیدؓ فتحیاب ہوئے اور مسیلمہ اسی لڑائی میں مارا گیا اور پیشن گوئی صادق ہوئی۔

آٹھویں فصل

واقعات عہد نبوی ﷺ جن کی آپ ﷺ نے بغیر دیکھے خبر دی

معجزہ ۱۴۷:۔ بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زیدؓ، جعفرؓ اور عبد اللہ بن رواحہؓ کی شہادت کا حال خبر آنے سے پہلے ہی لوگ کو سنا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زید (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے۔ پھر جعفر (رضی اللہ عنہ) نے لیا وہ بھی شہید ہوئے۔ پھر ابن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ یہ بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ نے آخر میں فرمایا کہ خدا کی تلوار نے جھنڈا لیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

یہ واقعہ جنگ موتہ کا ہے۔ موتہ شام میں ایک مقام ہے۔ یہ مدینہ سے ایک مہینہ دوری پر ہے۔ وہاں کے حاکم نے نبی کریم ﷺ کے ایلچی کو قتل کر دیا تھا۔ اسی لیے اس سے لڑنے کے لیے آنحضور ﷺ نے لشکر کا امیر زید بن حارثہ کو مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو امیر لشکر جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر ہوں گے اور اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان اپنا امیر کسی اور کو اپنے میں مقرر کر لیں۔ چنانچہ اس لڑائی میں بالکل ایسا ہی ہوا کہ یکے بعد دیگرے تینوں شہید ہو گئے تو لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر بنایا اور اللہ نے ان

کے ہاتھ پر فتح دی۔ آنحضور ﷺ نے اس واقعہ کی خبر ایک ماہ کی مسافت پر بیٹھے بیٹھے دے دی تھی۔

معجزہ ۷۵:۔ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے انتقال کی اسی دن خبر دے دی جس دن وہ مرا تھا۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عید گاہ کی طرف گئے اور نجاشی کی نماز جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی۔ حبشہ کے بادشاہوں کا لقب نجاشی ہوا کرتا تھا۔ اس بادشاہ کا اصل نام اصحمہ تھا۔ یہ پہلے نصرانی تھا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کا دعوت نامہ مبارکہ پہنچا تو مسلمان ہو گیا اور صاف کہہ دیا کہ جس نبی کے متعلق پچھلی کتابوں میں پیشن گوئی ہے وہ یہی ہیں۔ چنانچہ وہ آنحضور ﷺ کا گرویدہ ہو گیا۔ جب اس نے وفات پائی تو اگرچہ وہ بہت لمبی مسافت پر رہتا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کو اس کی موت کا حال معلوم ہو گیا تو آپ ﷺ نے نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی۔ شافع کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے لیکن حنفیہ جائز نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ نجاشی کا جنازہ نبی کریم ﷺ کو منکشف ہو گیا اور آپ ﷺ کے لیے وہ غائب نہ تھا۔

معجزہ ۷۶:۔ مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر سے واپس ہو رہے تھے جب آپ ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تو اتنی تیز آندھی چلی کہ سوار گرنے کے قریب ہو گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لیے چلی ہے۔ جب مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید منافق مر گیا ہے۔ آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی سچی ثابت ہوئی۔

معجزہ ۷۷:۔ امام احمدؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حاکمؒ و بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب بدر کی لڑائی کے بعد کفار کے ساتھ قید ہو کر آئے تو رہائی کے لیے فدیہ (جرمانہ کی ایک

مقدار مقرر کی گئی) تا کہ جرمانہ ادا کر کے قید رہا ہوں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ جتنا جرمانہ میرے ذمہ ڈالا گیا ہے اتنا میرے پاس نہیں ہے۔ میں کیسے ادا کرسکتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا عباس! وہ مال کیا ہوا جو تم نے ام الفضل کے پاس زمین میں دبا رکھا ہے اور تم بدر میں جاتے ہوئے اس سے کہہ آئے تھے کہ اگر میں سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میری اولاد کو ملے گا۔ عباسؓ نے آنحضور ﷺ کی یہ بات سن کر حیرت سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ سوائے میرے اور ام الفضل کے اس مال کی کسی اور کو خبر تک نہ تھی۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اسی مال سے جس قدر جرمانہ ان پر ڈالا گیا تھا منگوا کر ادا کیا۔ اس سے بھی پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے یہ غائبانہ خبر بطور اعجاز بتا دی ورنہ حضرت عباسؓ اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو اس سال کے خبر نہ تھی۔

معجزہ ۷۸:۔ بیہقی اور طبرانی کی روایت ہے کہ جنگ بدر کے بعد صفوان بن امیہ بن خلف اور امیر بن وہب بن خلف دونوں کعبہ کے پاس مقام حجرہ میں بیٹھ کر بدر میں اپنے ہلاک ہونے والے لوگوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔ صفوان نے کہا اپنے آدمیوں کے قتل ہونے کے بعد زندگی کا مزہ جاتا رہا۔ صفوان نے کہا اپنے آدمیوں کے قتل ہونے کے بعد زندگی کا مزہ جاتا رہا۔ عمیر نے کہا، سچ ہے۔ میں قرضدار ہوں، میرے پاس کچھ ادا کرنے کو نہیں ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے بعد میری اولاد تباہ ہو جائے گی۔ اگر یہ اندیشہ اور ڈر نہ ہوتا تو میں جا کر محمد ﷺ کو قتل کر ڈالتا۔ میرا ایک بیٹا محمد ﷺ کی قید میں ہے۔ اس بہانے میں وہاں تک پہنچ بھی سکتا تھا۔ صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی اور عمیر کا قرض چکانے اور اس کی اولاد کی خبر گیری کا وعدہ کرلیا۔ عمیر نے کہا کہ میرے اس ادارہ کو کسی سے نہ کہنا اور نہ کسی کو خبر کرنا۔ عمیر نے تلوار تیز کی، زہر میں بجھائی اور مدینہ چل دیا۔ مسجد نبوی کے پاس اونٹ کو بٹھایا، تلوار گردن میں لٹک رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھتے

ہی کہا کہ یہ دشمن خدا کسی بری نیت سے آیا ہے۔ آنحضور ﷺ تک اس کے آنے کی خبر پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمیر کو میرے پاس لے آؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ گئے اور اس کی تلوار اپنے قبضے میں کر کے اسے ساتھ لائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ عمیر آؤ۔ جب وہ قریب آ گیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا، کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا اپنے قیدی بیٹے کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی سفارش لے کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا تلوار گردن میں لٹکانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے کہا یہ تلوار کس کام کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کے لیے یہ تلوار لایا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ سچ سچ بیان کر تو کس مقصد سے آیا ہے۔ اس نے اپنا پھر وہی قیدی کے ساتھ حسن سلوک کا مقصد بتایا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے اس کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا کہ تم اور صفوان مقام حجر میں جمع ہوئے تھے اور یہ باتیں تم میں ہوئیں۔ چنانچہ صفوان کی ذمہ داری پر میرے قتل کے لیے آئے ہو۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی تو عمیر فوراً پکار اُٹھا۔

اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (ﷺ) خدا کے رسول ہیں۔

میرے اور صفوان کے سوا کسی تیسرے کو میرے اس ارادہ کی خبر نہ تھی۔ خدا کی قسم اللہ ہی نے تم کو خبر دی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اسلام کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اپنے بھائی عمیر رضی اللہ عنہ کو دین کی باتیں اور قرآن سکھاؤ اور اس کے قیدی کو رہا کر دو۔ یہ واقعہ بھی آپ ﷺ کی غائبانہ خبر کی صداقت پر روشنی ڈالتا ہے اور آپ ﷺ کی اعجاز کھلی دلیل ہے۔

معجزہ ۷۹:۔ بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ آپ ﷺ نے بہت تلاش کرائی مگر نہ ملی۔ اس پر ایک منافق

نے جس کا نام زید بن نصیب تھا طعنہ مارا کہ محمد ﷺ غیب کی خبریں بتانے کا دعویٰ کرتے ہی اور اپنی اونٹنی کو جانتے ہی نہیں کہ کہاں ہے۔ ان کے پاس جو وحی لاتا ہے وہ ان کو اونٹنی کا حال کیوں نہیں بتا دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور اس منافق کے طعن کی آپ ﷺ کو خبر دی اور اونٹنی جہاں تھی اس سے آپ ﷺ کو مطلع کر دیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ میں جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ منافق کی طعن کی خبر اور اونٹنی کا پتہ میرے اللہ نے مجھ کو بتا دیا کہ میری اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے۔ اس کی لگام ایک درخت سے الجھ گئی ہے۔ یہ سن کر صحابہ کرام اس گھاٹی کی طرف دوڑے اور جا کر دیکھا تو اونٹنی بالکل اسی حال میں ہے جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس بارے میں اخبار بالغیب اور آپ ﷺ کا اعجاز ظاہر ہے۔

معجزہ ۸۰:۔ صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اور زبیرؓ اور مقداد کو حکم دیا کہ تم لوگ مقام خاخ تک جاؤ (یہ مکہ اور مدینے کے درمیان واقع ہے) وہاں تم کو ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے چھین لاؤ۔ ہم تینوں گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہنچے۔ عورت وہاں مل گئی ہم نے اس سے کہا کہ خط حاضر کر دے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ اگر تم خود خط نہیں نکالے گی تو ہم تجھے ننگا کر دیں گے اور تلاشی لیں گے۔ یہ سن کر اس نے سر کے جوڑے سے ایک خط نکالا۔ ہم وہ خط آنحضور ﷺ کی خدمت میں لائے۔ یہ خط حاطب بن بلتعہ نے مشرکین مکہ کے پاس لکھ کر بھیجا تھا۔ آنحضور ﷺ نے مشرکین مکہ سے لڑائی کا ارادہ کیا تھا اور یہ بات راز میں رکھی تھی۔ لیکن حاطب نے اس راز کو کھولنا چاہا تھا۔ آنحضور ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میرے آل اولاد مکہ میں ہیں۔ میرا کوئی دوسرا رشتہ دار وہاں نہیں ہے۔ کہ میرے بچوں کی مدد کرے۔ اس لیے

میں نے مناسب سمجھا کہ قریش پر ایک احسان کردوں تا کہ وہ میرے بال بچوں کو نہ ستائیں۔ یہ حال سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا نہیں بدری صحابیوں پر خدا کی خاص مہربانی ہوئی ہے (حاطب بھی بدری تھے۔ بدریوں کی خطائیں خدا نے معاف فرمائی ہیں۔) مکہ پر چڑھائی کرنے کا جو ارادہ آنحضور ﷺ نے کیا تھا اس کی حاطب نے قریش پر ظاہر کرنا چاہا۔ چنانچہ اس مضمون کا خط لکھ کر بھی بھیجا کہ محمد ﷺ تم پر ایک بڑا لشکر لے کر چڑھائی کرنے والے ہیں۔ اگر محمد ﷺ صرف تنہا بھی تم پر چڑھائی کریں تو قسم ہے خدا کی اللہ ان کی مدد کرے گا اور وہ تم پر غالب آئیں گے۔ تمہیں اپنے بچاؤ کی فکر کرنی چاہیے۔ یہ خط نہایت مخفی طور پر ایک بڑھیا کے ہاتھ قریش تک پہنچانا چاہا تھا۔ مگر اللہ نے اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دے دی اور عورت پکڑی گئی۔ اس میں رسالت کی شان اور بدری صحابیوں کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ حاطب کی بزرگی اور جلالت قدر کی وجہ سے حاطب کو محض تنبیہہ کر کے معاف کردیا گیا۔ حاطب نے صاف کہہ دیا کہ اس سے یہ قصور محض بال بچوں کی محبت میں ہوا ہے۔ کفر کی محبت ہرگز نہ تھی۔

معجزہ ۱۸۱:۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں زہری سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کو خبر دی کہ وہ عہد نامہ جس میں لکھا تھا کہ تمام لوگ بنی ہاشم کی عداوت و دشمنی پر متفق رہیں اور ان سے سارے تعلقات توڑ لیں اس کو دیمک نے بالکل کھالیا۔ اس کاغذ پر صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے باقی کل عبارت ختم ہوگئی ہے۔ قریش نے اس عہد نامہ کو دیکھا تو واقعی ایسا ہی پایا۔

واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کو جب نبوت مل گئی اور مکہ میں اسلام پھیلنے لگا اور بتوں کی مخالفت ہونے لگی تو کفار قریش کو بہت رنج ہوا۔ پہلے تو قریش نے حضرت محمد ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس پر ابو طالب اور بنو ہاشم

راضی نہ ہوئے تو قریش نے ابو طالب اور بنو ہاشم سے کہا کہ تم محمد کو یا تو ہمارے حوالے کر دو یا تم سب ہم سے برادری کے تعلقات توڑ کر کسی گھاٹی میں چلے جاؤ۔ ابو طالب و بنو ہاشم نے اس آخری بات کو قبول کرلیا اور سب کے سب ایک گھاٹی میں چلے جاؤ۔ ابو طالب و بنو ہاشم نے اس آخری بات کو قبول کرلیا اور سب کے سب ایک گھاٹی میں چلے گئے۔ اس سلسلے میں کفار قریش نے ایک عہد نامہ لکھ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔ جس میں اس بات کی تاکید تھی کہ بنو ہاشم سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ یہاں تک کہ گاؤں والے غلہ بیچنے آتے تو ان کو بھی منع کر دیا جاتا کہ تم بنو ہاشم کے ہاتھ کوئی چیز نہ بیچنا۔ آنحضور ﷺ تین برس تک اسی گھاٹی میں مقیم رہے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ اس وقت اللہ نے آپ ﷺ کو خبر دے دی کہ جو عہد نامہ قریش نے متفقہ طور پر لکھا ہے اس کو دیمک کھا گئی۔ صرف اللہ کا نام اس میں رہ گیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے یہ خبر ابو طالب کو بتائی اور انہوں نے قریش کے پاس جا کر کہہ دیا کہ محمد ﷺ نے مجھے یہ خبر بتائی کہ تم اس عہد نامے کو منگوا کر دیکھو یہ بات جھوٹی ہوگی تو ہم محمد ﷺ کو تمہارے حوالے کریں گے اور سچی ثابت ہوئی تو تمہیں چاہیے کہ اب زیادہ ہم کو نہ ستاؤ اور گھاٹی سے نکلنے دو۔ قریش نے وہ عہد نامہ منگوا کر دیکھا تو واقعی اللہ کے نام کی جگہ تھی اس کے علاوہ باقی سب کو دیمک کھا گئی تھی۔ یہ دیکھ کر قریش نادم ہوئے اور بنو ہاشم سے کہا کہ تم گھاٹی سے نکل کر آبادی میں آجاؤ۔ آنحضور ﷺ نے جو خبر غائبانہ دی تھی وہ سچی ثابت ہوئی۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ نے ایک ایسی بات کی خبر دی جس کی کسی کو خبر نہ تھی۔

معجزہ ۸۲:۔ بیہقی کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کے مقتول ہونے کی خبر اس رات کی صبح کو دے دی جس رات کسریٰ مارا گیا تھا۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ۶ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے بہت سے بادشاہوں کو خطوط بھیجے جن میں

اسلام کی طرف سے ان لوگوں کو بلایا تھا اوراس کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ ایک خط اسی طرح فارس کے بادشاہ پرویز کسریٰ کو بھی لکھا تھا۔اس نے آپ ﷺ کے خط کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ محمد ﷺ نے اپنے نام کو میرے نام سے پہلے کیوں لکھا۔ کسریٰ نے اپنے علاقہ یمن کے گورنر بافان کو حکم دیا کہ تم دو چالاک اور تیز آدمیوں کو بھیجو وہ جا کر نبوت کے اس دعوے دار کو تمہارے پاس لائیں۔ بافان نے دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے آنحضور ﷺ کے پاس مدینہ میں آکر بڑی بے باکانہ تقریر کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ آدھی رات کو پرویز کو اس کے بیٹے نوشیرویہ نے مار ڈالا اوراس کی خبر اللہ نے وحی کے ذریعے آنحضور ﷺ کو دے دی۔ صبح کو آپ ﷺ نے ان دو شخصوں کو بلا کر فرمایا تم جاؤ۔ رات کسریٰ کو نوشیرویہ نے مار ڈالا۔ یہ دونوں اپنے حاکم بافان کے پاس گئے اور یہ خبر بیان کی۔ بافان نے کہا کہ اگر یہ خبر سچی ثابت ہوئی تو واقعی وہ پیغمبر ہیں۔ چنانچہ ان ہی دنوں نوشیرویہ کا خط بافان کے پاس اس مضمون کا پہنچا کہ کسریٰ پرویز ظالم تھا اس لیے میں نے اس کو قتل کرڈالا۔ ملک عرب میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس سے کوئی مخالف اور چھیڑ چھاڑ مت کرو۔ بافان کو رسول اللہ ﷺ کی خبر کی صداقت معلوم ہوئی تو اپنے دو بیٹوں کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ جب کسریٰ نے آنحضور ﷺ کے خط کو پھاڑا تھا تو آپ ﷺ نے بددعا فرمائی تھی کہ اے خدا اس کے خاندان کو ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کی حکومت تھوڑے دنوں میں مٹ گئی۔

معجزہ ۸۳:۔ ابو داؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ میت کو دفن کرنے کے بعد اس میت کی عورت نے آنحضور ﷺ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ کھانا جب آیا تو آپ ﷺ نے پہلا لقمہ چبایا تو نگلنے سے

پہلے ہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جس بکری کا گوشت ہے وہ مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔ چنانچہ اس عورت نے تفصیل بیان کی کہ میں نے مقام نقیع میں جہاں بکریوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے ایک آدمی کو خریدنے کے لیے بھیجا تھا۔ لیکن وہاں کوئی بکری نہ ملی تو اپنے ایک پڑوسی کے یہاں بھیجا۔ اس نے حال ہی میں ایک بکری خریدی تھی۔ پڑوسی گھر میں موجود نہیں تھا۔ میں نے اس کی بیوی کے پاس بھیجا تو اس نے اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں وہ بکری میرے پاس بھیج دی۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو کیونکہ قیدی مسلمان نہیں تھے اور مسلمانوں کے لیے یہ کھانا درست نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو خفیہ چیز آنحضور ﷺ نے محسوس کی وہ سچ ثابت ہوئی۔

معجزہ۸۴:۔ معجم کبیر اور بزار میں ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک انصاری اور قبیلہ ثقیف کا ایک شخص وہاں آیا۔ دونوں نے سلام کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کچھ آپ ﷺ سے پوچھنے آئے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو کہو تو میں ابھی بتادوں۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے ہم کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم پوچھنے آئے ہو کعبہ کی زیارت کرنے کا ثواب اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اور صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرنے اور دوڑنے کا ثواب اور عرفات میں قیام کرنے اور کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے کا ثواب کیا ہے؟ ان دونوں نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم یہی سب باتیں پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ مخفی ارادوں کو آپ ﷺ نے جان لیا اور سچ سچ بیان فرمادیا۔ یہ آپ ﷺ کا اعجاز تھا۔

معجزہ۸۵:۔ ابن عساکر میں واثلہؓ بن اثقع سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ صحابہؓ کے مجمع میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں حلقہ کے بیچ میں جا کر بیٹھ گیا۔ بعض صحابہؓ نے کہا کہ حلقہ کے بیچ میں بیٹھنے کی ممانعت ہے اس لیے یہاں سے اٹھ جاؤ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے یہیں بیٹھا رہنے دو۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ کس مقصد سے یہاں آیا ہے۔ واثلہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بتائیے میں کس لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بر اور شک کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ میں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں بر اور شک ہی کی حقیقت پوچھنے آیا ہو۔ پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بر وہ ہے جو دل میں ٹھہرے اور جس پر مومن کے دل کو اطمینان ہو اور دل اس پر جم جائے اور شک یہ ہے کہ اس پر اطمینان نہ ہو۔ تجھے چاہئے کہ شبہ اور شک والی چیز کو چھوڑ کر غیر شبہ والی چیز کو اختیار کر لے۔ چاہے فتویٰ دینے والے تجھے اس کے خلاف فتویٰ دے دیں۔ واثلہ کی غرض یہ تھی کہ بہت سے امور ایسے ہیں جن کا صریح حکم نہیں ہے کہ یہ بھلے ہیں یا برے۔ تو نبی کریم ﷺ نے ایسے امور میں مومن صالح کے دلی اطمینان کو معیار قرار دیا۔ صحابی کے دل کی بات یہاں بھی آنحضور ﷺ نے کھول دی۔

دوسرا باب

فرشتوں سے متعلق معجزات

معجزہ ۸۶:۔ صحیحین میں روایت ہے سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ احد کے دن نبی کریم ﷺ کے دائیں بائیں نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے دو شخصوں کو دیکھا جو خوب کافروں سے لڑ رہے تھے۔ ان شخصوں کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا۔ یہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام دو فرشتے تھے۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لیے بہت سی لڑائیوں میں فرشتے بھیجے۔ چنانچہ بدر کی لڑائی میں قرآنی ارشاد کے مطابق پانچ ہزار فرشتے مدد کو آئے۔ اسی طرح جنگ حنین اور احد میں بھی آئے۔ فرشتوں کا مدد کو آنا آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

معجزہ ۸۷:۔ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن ایک انصاری مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اچانک اس انصاری نے کوڑے مارنے کی آواز سنی اور اسکے ساتھ یہ آواز بھی آئی جیسے کوئی سوار کہہ رہا ہو بڑھ کر چل اے حیزوم! انصاری نے سامنے جو دیکھا تو وہ مشرک چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی ناک اور منہ پھٹ گیا اور کوڑے کے اثر سے وہاں کی تمام جگہ ہری اور سبز ہوگی۔ انصاری نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو۔ تیسرے آسمان کا فرشتہ ہماری مدد کو آیا تھا اور حیزوم اس کے گھوڑے کا نام تھا۔

معجزہ ۸۸:۔ ابن اسحاق اور بیہقی میں ابو واقد لیثی کی روایت ہے کہ میں بدر کی لڑائی میں ایک مشرک کو مارنے کے لیے جھپٹا، میری تلوار اس پر پڑنے سے پہلے کیا

دیکھتا ہوں کہ اس کا سر زمین پر پڑا ہوا ہے۔ حاکم بیہقی اور ابونعیم میں سہل بن حنیف سے اسی طرح کی ایک روایت ہے کہ بدر کے دن ہم تلوار کا اشارہ ہی کررہے تھے کہ تلوار مشرکوں کے سر تک پہنچنے سے قبل ہی ان کا سر کٹ کر زمین پر گر پڑتا تھا۔ یہ فرشتوں کی مدد تھی جو مسلمانوں کی طرف سے کفار کو قتل کرنے کے لیے بھیجے گئے یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے۔

معجزہ ۸۹:۔ بیہقی میں ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کٹے ہوئے تین سر لاکر عرض کیا کہ ان میں سے دو کو تو میں نے مارا ہے، تیسرے کا حال معلوم نہیں کہ کس نے مارا ہے۔ بس اتنا میں نے دیکھا کہ ایک گورا اور لمبا آدمی اس کو قتل کرگیا اور میں نے اس کا سر اٹھالیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں فرشتہ تھا جس نے اس تیسرے کو قتل کیا ہے۔

معجزہ ۹۰:۔ بیہقی میں سائب بن ابی حبیش کی روایت ہے (سائب جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے لڑنے آئے تھے) یہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم جب قریش شکست کھا کر بھاگے تو میں بھی بھاگا۔ مجھے کسی نے قید نہیں کیا۔ اچانک ایک گورا اور لمبا آدمی جو آسمان اور زمین کے درمیان گھوڑے پر سوار نظر آرہا تھا اس نے مجھے باندھ کر ڈال دیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف آئے۔ انہوں نے مجھے بندھا ہوا دیکھ کر لشکر والوں سے دریافت کیا اسے کس نے باندھا ہے۔ کسی نے یہ نہ کہا کہ میں نے باندھا ہے۔ بندھا ہوا ہی لے کر مجھے آنحضور ﷺ کی خدمت میں گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کس نے باندھا ہے؟ میں نے کہا کہ باندھنے والے کو میں نہیں پہچانتا اور جو منظر میں نے باندھتے وقت دیکھا تھا وہ بتانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اس میں فرشتے کا ذکر اور اسلام کی سچائی کا ذکر ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ تجھے کسی فرشتے نے باندھ دیا ہے۔

معجزہ ۹۱:۔ امام احمد ابن سعد ابن جریر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنگ بدر میں ابوالیسرؓ نے عباسؓ کو گرفتار کیا تھا۔ حالانکہ ابوالیسر بہت کمزور اور عباس رضی اللہ عنہ بہت طاقتور آدمی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ابوالیسر سے پوچھا کہ تم نے عباس رضی اللہ عنہ کو کیسے قید کیا۔ ابوالیسرؓ نے عرض کیا کہ ان کو قید کرنے میں مجھ کو ایک ایسے شخص نے مدد کی جس کو میں نے پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ معزز فرشتہ تھا جس نے تمہاری مدد کی۔

معجزہ ۹۲:۔ بیہقی کی روایت میں سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ آنکھوں دیکھا حال بیان فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں بہت سے گورے چٹے آدمی چت کبرے گھوڑے پر سوار مجھے نظر آئے۔ ان کا مقابلہ کوئی نہ کرسکتا تھا۔ یہ فرشتے تھے جو سہیل کو نظر آرہے تھے۔ آنحضور ﷺ اور صحابہ کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے۔ جیسا کہ قرآن میں اس کا ذکر آیا ہے۔

معجزہ ۹۳:۔ بخاری میں ابو ہریرہؓ اور مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک ایسا آدمی آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال ایک دم کالے تھے اور اس پر سفر کی علامت، گردوغبار یا تھکن وغیرہ کے آثار بالکل نہیں تھے۔ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا نہ تھا۔ وہ آتے ہی حضور ﷺ کے دنوں زانوں میں کو ملا کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھوں آنحضور ﷺ کے دونوں زانوں پر رکھ کر سوالات اس طرح شروع کردیئے۔ محمد! مجھے بتاؤ اسلام کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ گواہی دو صرف اللہ کے لائق عبادت ہونے کی اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے کی اور نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، رمضان شریف کے روزے رکھنا اور اگر وسعت ہوتو کعبہ کا حج کرنا۔ یہ اسلام ہے۔ اس شخص نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ اس پر ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ سوال کرتا ہے جس کا

مطلب یہ ہے کہ اس کو واقفیت نہیں۔ مگر جواب کی تصدیق کرتا ہے جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اس کو سب کچھ معلوم ہے۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا مجھے بتایئے ایمان کسے کہتے ہیں؟ آنحضور ﷺ نے جواب دیا ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت پر اور اس بات پر کہ اللہ نے ہر اچھائی اور برائی کو پہلے سے مقدر کر رکھا ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔ پھر دریافت کیا کہ احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو اور عبادت میں تمہاری یہ کیفیت ہو گیا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم کہ گویا خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ سچ فرما رہے ہیں۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا۔ قیامت کب آئے گی۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس بارے میں مجھے زیادہ علم نہیں۔ یعنی سائل اور مسئول کے علم میں دونوں برابر ہیں۔

پھر اس نے کہا۔ اچھا قیامت کی علامتیں بیان فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے بیان فرمایا۔ قیامت کی علامت یہ ہے کہ قریب لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی (یعنی شرفا میں لونڈیاں رکھنے کا رواج زیادہ ہوگا اور جو لونڈی سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوگی وہ باپ کی شرافت کی وجہ سے شہزادی ہوگی مگر اس کی ماں لونڈی ہی ہے) یعنی لونڈیاں بکثرت رکھیں گے۔ اشارہ کثرت عیش اور تعیش کی طرف ہے اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اولاد نافرمان ہوگی۔ ماں سے اس طرح گفتگو کرے گی جس طرح کوئی اپنی لونڈی سے بات کرتا ہے۔ ایک علامت یہ بھی ہے کہ مفلس نادار اور بھوکے ننگے جو بکریاں چراتے ہیں وہ اتنے مالدار ہو جائیں گے کہ اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کریں گے۔ یعنی پست اقوام بلند ہو جائیں گی اور بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کریں گے۔ اتنا سن کر وہ اجنبی چلا گیا۔ اس کے چلے جانے پر آنحضور ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کے پیچھے دوڑا دیا کہ جاؤ اسے

واپس بلا لاؤ۔ لوگ اس کے پیچھے گئے۔ مگر کوئی نظر نہ آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضور ﷺ نے مجھ سے یعنی عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ سوالات کرنے والا کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیلؑ تھے۔ سائل کی صورت میں تم کو دین کی باتیں بتانے آئے تھے۔ فرشتہ بصورت انسان آنحضور ﷺ کی خدمت میں آنا یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

معجزہ ۹۴:۔ صحیح مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ملائکہ سلام کیا کرتے تھے مگر جب میں نے اپنی ایک بیماری میں اپنے بدن کو داغا تو فرشتوں نے مجھے سلام کرنا چھوڑ دیا۔ پھر اس دن سے میں نے بدن کو داغنا چھوڑ دیا تو فرشتوں نے پھر مجھے سلام کرنا شروع کر دیا۔ ترمذی میں یہ روایت ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر واپس سلام کرنے کی آواز سنا کرتے تھے مگر کوئی شخص سلام کرنے والا نظر نہ آتا تھا۔ نسیم الریاض میں معتبر کتابوں کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ فرشتے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے۔ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو بواسیر کی بیماری تھی۔ اس علاج کے لیے بدن داغا تھا کہ خون تھم جائے لیکن چونکہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا صبر بھی تو بہت مشہور تھا اسی وجہ سے فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔ جب مرض کے لیے علاج کی توجہ ہوئی جس سے ترک توکل ظاہر ہوا تو فرشتوں نے سلام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ غلامان رسول ﷺ کا اتنا مرتبہ کہ فرشتے سلام کریں یہ بھی رسول ﷺ ہی کا معجزہ ہے۔

معجزہ ۹۵:۔ دلائل النبوۃ اور طبقات ابن سعد میں عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دکھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بیٹھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اترے تو آنحضور ﷺ نے حمزہؓ سے فرمایا کہ نظر اٹھا کر دیکھو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نظر اٹھا کر جبرئیل علیہ اسلام کو زمرد بسر کی طرح چمکتا ہوا دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یہ بھی معجزہ ہے کہ جس کو ایک دفعہ انسان دیکھ کر بے ہوش ہو جائے اسے رسول ﷺ نے بار بار دیکھا۔

معجزہ ۹۶:۔ ترمذی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دومرتبہ جبرئیلؑ کو دیکھا۔

معجزہ ۹۷:۔ صحیحین کی روایت میں اسامہ بن زید کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔

معجزہ ۹۸:۔ مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ابو جہل نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر میں نے محمد کو زمین پر ناک رگڑتے یعنی نماز میں سجدہ کرتے کبھی دیکھ لیا تو اپنے پیروں سے اس کی گردن روند ڈالوں گا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اپنے ارادہ کی پورا کرنے کی غرض سے آگے بڑھا۔ پھر اچانک الٹے پاؤں پھرا جیسے ہاتھوں سے کوئی چیز روک رہا ہو۔ لوگ نے اس سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا میں نے اپنے اور محمد کے درمیان دہکتی آگ کی ایک خندق دیکھی اور بڑا خوفناک منظر دیکھا اور کچھ پر بھی نظر آئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے کر لے جاتے۔

معجزہ ۹۹:۔ صحیحین میں ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اسد بن حضیرؓ ایک رات سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے۔ ان کا گھوڑا جو پاس ہی بندھا ہوا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا۔ اسیدؓ نے تلاوٹ بن کی تو گھوڑے کا کودنا بھی بند ہوگیا۔ پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر پڑھکنے اور کودنے لگا۔ اسیدؓ پھر چپ ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ اسی

طرح تیسری دفع ہوا کہ پڑھنے لگے تھوڑا کودنے لگا۔ چنانچہ اسید بن حضیرؓ نے نماز سے فراغت پا کر اپنے لڑکے یحییٰ کو جو گھوڑے کے قریب ہی سو رہے تھے ہٹا لیا کہ کہیں گھوڑا ان کو کچل نہ دے۔ پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیز خیمہ کی طرح تنی ہوئی ہے اوراس اس میں چراغاں ہو رہا ہے۔ صبح کو یہ سب واقعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیان کیا تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا کہ اے ابن حضیرؓ! قرآن پڑھتے رہو۔ ابن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ڈر گیا کہ میرا گھوڑا یحییٰ کو روند ڈالے جب یحییٰ کے پاس گیا اورآسمان پر نظر کی تو روشن سائبان دیکھا۔

میں دیکھتا رہا اور وہ سائبان اٹھتے اٹھتے غائب ہوگیا۔ آنحضور ﷺ نے دریافت کیا کہ اسید! تم جانتے ہو یہ کیا چیز تھی؟ اسیدؓ نے کہا نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے۔ تمہاری تلاوت کی آواز سن کر تم سے قریب ہوئے تھے۔ تم نے تلاوت بند کردی تو وہ غائب ہوگئے۔ اگر تم صبح تک تلاوت کرتے رہتے تو لوگ صبح کو انہیں دیکھ لیتے۔ یعنی مدینے کے لوگ ان فرشتوں سے ملاقات کر لیتے۔

تیسرا باب

انسانوں سے متعلق معجزات

اس باب سے چار فصلیں ہیں۔ پہلی فصل ان معجزات کے بیان میں جن کا تعلق برکتوں اور ہدایتوں سے ہے۔

دوسری فصل ان معجزات کے بیان میں ہے جن کا تعلق مریضوں اور آفت زدہ کی شفا سے ہے۔

تیسری فصل ان معجزات کے بیان میں جن کا تعلق مردوں کو زندہ کرنے سے ہے۔

چوتھی فصل ان معجزات کے بیان میں جن کا تعلق آنحضور ﷺ کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے اور دشمنوں کے نقصان اٹھانے سے ہے۔

پہلی فصل

برکتوں اور ہدایتوں سے متعلق معجزات

معجزہ ۱۰۰:۔ مسلم کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھی۔ میں اسلام کی طرف اسے بلاتا رہا تھا۔ ایک دن میں نے اس کو اسلام کی طرف بلایا تو نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ مجھے اتنی تکلیف پہنچی کہ روتا ہوا آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میری ماں کے لیے ہدایت کی دعا فرمایں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اسے اللہ ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔ اِهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ آپ ﷺ کی دعا سن کر میں خوشی خوشی اپنے گھر لوٹا۔ دیکھا کہ میرے گھر کا دروازہ بند ہے۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آہٹ سے اندازہ لگا لیا کہ ابو ہریرہ آرہا ہے۔ اندر سے آواز آئی کہ ابھی ذرا باہر ہی ٹھہرو۔ اس دوران میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ چنانچہ ماں نے نہا کر دروازہ کھولا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ آنسو نکل پڑے۔ میں روتا ہوا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور خبر سنائی تو آنحضور ﷺ اللہ کی تعریف میں لگ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے۔ یہ معجزہ ہے کہ ایک طرف اتنی نفرت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہتی تھی اور اب آپ ﷺ کی دعا کا یہ اثر کہ اسلام قبول کرلیا۔

معجزہ ۱۰۱:۔ صحیحین میں روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ صحابہ سے فرماتے ہیں کہ تم لوگ یہ شکایت کرتے ہو کہ ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور مجھ پر جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کا شبہ کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ کی ملاقات کے بعد یہ

بات ظاہر ہوگی اور قیامت میں اس کے وعدے کا ظہور ہوگا جو جھوٹی حدیث بیان کرنے والوں کو پیش آئے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے مہاجر بھائی تجارت اور انصاری بھائی کھیتی باڑی میں مشغول رہا کرتے تھے اور میری حالت یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت ہی میں تجارت و زراعت سے الگ ہو کر ہمیشہ رہا کرتا تھا جو کچھ ملتا کھا کر وہیں پڑا رہتا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ اس مجلس میں جب تک میں کلام کرتا رہوں اس وقت تک جو شخص اپنا کپڑا پھیلائے رہے اور پھر میرے کلام ختم کرنے پر کپڑا سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے وہ کبھی میری حدیث نہ بھولے گا۔ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی کملی پھیلا دی اور جب آنحضور ﷺ کلام پورا فرما چکے تو میں نے کملی سمیٹ کر سینے سے لگا لی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی کریم ﷺ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے میں کبھی آپ ﷺ کی کسی حدیث کو نہ بھولا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس وقت آنحضور ﷺ نے اپنی امت کے لیے احادیث یاد رکھنے کی دعا فرمائی جو قبول ہوگئی۔

معجزہ ۱۰۲:۔ بیہقی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حنظلہ بن حذیمہ کے سر پر اس وقت ہاتھ پھیرا تھا جب وہ بچپن میں اپنے باپ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تھے۔ ہاتھ پھیر کر آنحضور ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ دعا کے اثر کا یہ حال ہوا کہ اگر کسی آدمی کے منہ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہو جاتا اور اس کو حنظلہ کے سر سے لگا دیا جاتا تو ورم ایک دم جاتا رہتا تھا۔

معجزہ ۱۰۳:۔ طبرانی میں روایت ہے کہ عائذ بن عمرو جنگ حنین میں جب زخمی ہوگئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے منہ سے خون پونچھ کر ان کے حق میں دعا فرمائی۔ آنحضور ﷺ کی ہتھیلی ان کی پیشانی سے چھو گئی تھی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ وہ جگہ پیشانی کی روشن رہی۔

معجزہ ۱۰۴:۔ بیہقی میں عمرو بن ثعلب جہنیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مقام سیالہ میں ملاقات کی اور وہیں مسلمان ہو گیا۔ آنحضور ﷺ نے شفقت سے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ عمرو بن ثعلبہ سو برس کی عمر پا کر میرے اور آنحضور ﷺ کا دست مبارک ان کا سر اور داڑھی کے جتنے بالوں سے مس ہو گیا تھا اور چھوا تھا وہ آخر وقت تک سفید نہ ہوئے تھے۔

معجزہ ۱۰۵:۔ ابن عبد البر نے استیعاب میں روایت کی ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ غسل فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کی بیٹی زینت بنت ام سلمہؓ آئیں تو ازراہ شفقت آپ ﷺ نے ان کے منہ پر پانی چھڑک دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ زینب کے چہرے پر بڑھاپے تک جوانی کی تازگی اور خوبصورتی باقی رہی۔

معجزہ ۱۰۶:۔ صحیحین میں جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذوالخاصہ کے بت خانے کی انہدام کا مجھے حکم فرمایا۔ لیکن میرا حال یہ تھا کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ اکثر گر جایا کرتا تھا۔ میں نے جب یہ اپنی کمزوری آپ ﷺ کی جناب میں عرض کی اور اس کمزوری کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو ہادی مہدی بنا۔ یعنی ہدایت دینے والا، ہایت یافتہ بنا۔ جریر کہتے ہیں کہ میں اس دن سے پھر کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا اور ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر گیا اور ذوالخاصہ بت خانہ کو گرا کر جلا دیا۔

معجزہ ۱۰۷:۔ ابو داؤد میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جنگ بدر میں تین سو پندرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے تو دعا کی کہ اے خدا یہ لوگ ننگے بدن ہیں۔ ان کو کپڑے دے، ننگے پاؤں ہیں ان کو سواری عطا فرما۔ بھوکے ہیں ان کا پیٹ بھر دے۔ چنانچہ لڑائی میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور لڑائی سے جب یہ لوگ واپس ہوئے تو ہر شخص کے پاس ایک دو اونٹ، کپڑے اور

کھانے کی چیزیں موجود تھیں۔ اس روایت میں بدریوں کی تعداد تین سو پندرہ لیکن مشہور تعداد تین سو تیرہ ہے۔ ۷۷ مہاجرین میں سے اور ۲۳۶ انصار میں سے تھے۔

معجزہ ۱۰۸:۔ ترمذی اور دارمی میں روایت ہے سمرہؓ بن جندبؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک پیالہ میں صبح سے رات تک ہم کھاتے رہے۔ ہوتا یہ کہ دس آدمی بیٹھتے رہے وہ کھا کر اٹھتے تو دس آدمی دوسرے بیٹھ کر کھاتے۔ یعنی نوبت بہ نوبت کھاتے رہے۔ دس اٹھ گئے، دس آ گئے۔ لوگوں نے اس واقعہ پر حضرت سمرہ سے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ اس پیالے میں کھانا کیسے بڑھتا تھا۔ حضرت سمرہ نے آسمان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہاں سے بڑھتا رہا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

معجزہ ۱۰۹:۔ صحیح بخاری میں حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میری ماں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنے خادم انس کے لیے اللہ سے دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انس کو بہت سی اولاد دے اور بہت سارا مال عطا فرما۔ اس وقت جو مال اولاد ہے اس میں برکت دے۔ انسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میرے مال بہت ہے اور میری اولاد کا یہ حال ہے کہ بیٹے بیٹیاں اور ان کی اولاد کی تعداد سو کے قریب ہے۔ ابن جوزیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت انسؓ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ اور لوگوں کے باغ میں سال میں ایک بار پھل آتا اور انسؓ کے باغ میں دو بار پھل آتا تھا۔

معجزہ ۱۱۰:۔ طبرانی میں ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک لڑکی آئی۔ اس نے آپ ﷺ سے کھانا مانگا۔ آپ ﷺ جب برتن سے اٹھا کر اس کو دینے لگے تو لڑکی نے کہا کہ میں ﷺ کے منہ سے کھانا مانگتی ہوں۔ یعنی آپ ﷺ کے دہن مبارک کا کھانا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنے منہ سے نکال کر اس کو دیا وہ کھا گئی۔ وہ لڑکی پہلے بہت بے حیا مشہور تھی مگر

آپ ﷺ کے لقمہ کی برکت سے اس میں اتنی حیا آ گئی کہ مدینے میں اس سے زیادہ حیا والی عورت کوئی دوسری نہ رہی۔

معجزہ ۱۱۱:۔ بیہقی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبد الرحمٰن بن عوفؓ کا بیان ہے کہ اگر میں پتھر اٹھاتا ہوں تو آنحضور ﷺ کی برکت سے امید یہ ہوتی تھی کہ اس پتھر کے نیچے سے سونا نکلے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں عبد الرحمٰن کا انتقال ہوا کہ اتنا زیادہ سونا ان کے گھر میں تھا کہ پھاوڑوں سے کاٹ کاٹ کر وارثوں میں تقسیم ہوا تھا اور پھاوڑا چلانے والے تھک تھک جاتے تھے۔ عبد الرحمٰن کی چار بیویاں تھیں۔ ایک بیوی بنو کلب میں سے تھی۔ اس کا نام تماضر تھا اور اس کو مرض الموت میں عبد الرحمٰن نے طلاق دے دی تھی اس کے حصے میں پورا مال کے آٹھویں حصے کا چوتھائی آتا تھا اس نے اسی ہزار دینار پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے پچاس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وصیت کی تھی۔ اور ایک باغ چار لاکھ کی مالیت کا ازواج مطہرات کو دے کر مرے تھے۔ لاکھوں روپے کے صدقات وخیرات بھی کیے۔ یہ سب آنحضور ﷺ کی برکت اور آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

معجزہ ۱۱۲:۔ بیہقی اور طبرانی میں ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لیے کھانا تیار کرایا۔ کھانا صرف دو آدمیوں کے لیے تیار تھا۔ آنحضور ﷺ نے ابو ایوب انصاریؓ سے فرمایا کہ انصار میں تیس بڑے لوگوں کی دعوت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے تیس انصاری آ گئے اور تمام لوگوں نے اس کھانے میں سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا۔ ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ سب نے پیٹ بھر کر کھا لیا اور سب نے آپ ﷺ کا معجزہ دیکھ کر اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس دن ایک سو اسی آدمیوں نے اسی کھانے میں سے آسودہ ہو کر کھایا۔ یہ واقعہ اس

وقت کا ہے جب ہجرت کر کے شروع شروع آنحضور ﷺ اور صدیق اکبرؓ مدینے پہنچے تھے اور ابو ایوبؓ کے گھر ٹھہرے تھے۔ اس وقت تک تمام انصاری مسلمان نہ ہوئے تھے۔

معجزہ ۱۱۳:۔ صحیحین میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سوتیس آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک صاع ساڑھے تین سیر آٹے کی روٹی پکائی تھی اور بکری ذبح کر کے اس کی کلیجی بھونی گئی۔ کلیجی میں اتنی برکت ہوئی کہ خدا کی قسم ہم میں سے ہر ایک کو اس کی ایک بوٹی پہنچی اور بکری کا گوشت دو بڑے پیالوں میں بھر دیا گیا۔ ہم ایک سوتیس آدمیوں نے خوب پیٹ بھر بھر کے کھایا اور پیالوں میں کھانا بچ رہا۔

معجزہ ۱۱۴:۔ مسلم ابن ابی شیبہ اور طبرانی میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بھیجا کہ صفہ والوں کو بلا لاؤ۔ ان سب کی جو تعداد میں ایک سو سے زائد تھے بلا لائے۔ آنحضور ﷺ نے ایک پیالہ رکھا۔ تمام لوگ نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پیالہ بھرا کا بھرا رہ گیا۔ صرف اتنا فرق ہوا تھا کہ اس میں انگلیوں کے نشان معلوم ہوتے تھے۔ اصحاب صفہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو مسجد نبوی کے پاس ایک چبوترے پر رات دن علم وتقویٰ حاصل کرنے میں لگے رہتے تھے۔ ان کا کوئی گھر بار نہ تھا۔ ابو نعیم محدث کا بیان ہے کہ ایک سو سے کچھ زیادہ آدمی تھے۔ مگر عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ یہ چار سو سے کچھ کم ہی تھے۔

معجزہ ۱۱۵:۔ امام احمد بیہقی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالمطلب کے خاندان میں چالیس آدمی تھے۔ ان میں کچھ لوگ اتنے مضبوط تھے کہ اکیلا آدمی پوری بکری کھا جاتا تھا اور آٹھ سیر دودھ پی جاتا تھا۔ آنحضور ﷺ نے آٹھ سیر آٹا پکھوایا۔ اسی میں سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور روٹی بچ رہی۔ پھر آپ ﷺ نے تین چار آدمیوں کے پینے کے لائق ایک پیالے میں دودھ منگوایا۔

ان تمام لوگوں نے دودھ سیر ہو کر پیا اور دودھ پورا بچ گیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے پیا ہی نہیں۔ آدھ سیر آٹے کی روٹی اور تین چار آدمیوں کے پینے کے لائق دودھ اور چالیس آدمیوں کا شکم سیر ہونا، سبحان اللہ حضور ﷺ کا کیا اعجاز تھا۔

معجزہ ۱۱۶:۔ ابن سعد نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہؓ نے دوپہر کا کھانا ایک ہانڈی میں پکایا اور حضرت علیؓ کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانے کے لیے بلوایا۔ آنحضور ﷺ تشریف لائے اور ایک ایک پیالہ ہانڈی سے نکال کر تمام بیویوں کو بھجوایا۔ پھر ایک پیالہ اپنے لیے، علیؓ اور فاطمہؓ کے لیے نکلوایا۔ اس کے بعد ہانڈی کو اٹھایا تو بالکل بھری ہوئی تھی۔ حضرت فاطمہؓ کہتی ہیں کہ اس دن ہمارے گھر بھر نے اتنا کھایا جتنا خدا نے چاہا۔ یعنی خوب سیر ہو کر تمام گھر والوں نے کھایا۔

معجزہ ۱۱۷:۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی۔ ابو قتادہؓ کے حق میں نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ۔

اَفْلَحَ وَجْهُكَ

تیرہ چہرہ کامیاب اور فلاح مند ہو۔

یا اللہ! ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے بالوں اور بدن میں برکت عطا فرما۔

آپ ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ابو قتادہ ستر برس کے ہو کر مرے لیکن ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔ اور اس عمر میں چہرے کی رونق کا یہ حال تھا کہ پندرہ برس کے معلوم ہوتے تھے۔

معجزہ ۱۱۸:۔ ترمذی اور بیہقی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! سعد کی دعائیں قبول ہوں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت سعد کی کوئی دعا رد نہ ہوئی۔ سب قبول ہوتیں یعنی جو دعا فرماتے تھے وہ قبول ہوتی تھی۔

معجزہ ۱۱۹:۔ صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ابن عباس کو دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم دے۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ ابن عباسؓ نے علم کی زیادتی کی وجہ سے حبر کا خطاب پایا اور تفسیر میں وہ مرتبہ ملا کہ ترجمان القرآن کا نام پایا۔ (حبر یعنی بڑا علم والا)

معجزہ ۱۲۰:۔ ابونعیم نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مقدادؓ کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ بہت جلد مالدار ہوگئے اور روپوں کے گون ان کے گھر جمع ہوگئے۔ مقداد کی بیوی ضباعہ بنت زبیر واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن مقداد پائخانے کے لیے میدان میں گئے۔ آپ کے پاس ایک چوہا سوراخ میں سے ایک اشرفی لاکر ڈال گیا اور پھر دوسری اشرفی بھی یہاں تک کہ سترہ اشرفیاں لاکر ڈال گیا۔ مقدادؓ یہ سب اشرفیاں لے کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی تفصیل سنائی۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ مقدادؓ! تم نے سوراخ میں تو ہاتھ نہیں ڈالا؟ انہوں نے قسم کھا کر کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پس لے جاؤ۔ یہ اللہ کی جانب سے صدقہ ہے۔ تمہارے لیے خدا برکت دے۔ ضباعہ کہتی ہے کہ ان اشرفیوں میں سے آخری اشرفی ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مقدادؓ کے گھر میں چاندی سے بھرے گون میں نے دیکھے۔ غرارہ کا ترجمہ گون کیا گیا ہے۔

معجزہ ۱۲۲:۔ بخاری، دارقطنی اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عروہ ابن ابی الجعد بارقی کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ عروہ اس دعا کا اثر بتاتے ہیں کہ خدا کی قسم میں کوفہ کے بازار کناسہ میں جا کر کھڑا ہوتا تھا اور جب واپس ہوتا تو چالیس ہزار کا نفع اٹھا کر آتا۔ بخاری میں یہ بھی ہے کہ عروہ مٹی بھی خریدتے تو نبی کریم ﷺ کی دعا کے اثر سے فائدہ اٹھاتے۔

معجزہ ۱۲۳:۔ بیہقی اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ

کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان کو سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچا۔ دعا کی برکت سے یہ حالت ہوا کہ گرمیوں میں گرم اور جاڑوں میں ٹھنڈے کپڑے پہنچتے تھے۔ لیکن ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تھی۔

معجزہ ۱۲۴:۔ بیہقی نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھا۔ اتنے میں آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آئیں آپ ﷺ نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے ان کا چہرہ پیلا پڑ رہا تھا۔ آنحضور ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی کہ اے بھوکوں کے پیٹ بھرنے والے اور گرے ہوؤں کو اٹھانے والے خدا! محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ کو بلندی عطا فرما۔ یعنی ان کی تکلیف دور فرما۔ عمران کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا فاطمہؓ کا چہرہ سرخ روشن ہوگیا۔ زردی جاتی رہی پھر دن میں حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ جس دن اللہ کے نبی نے دعا فرمائی اس دن سے پھر کبھی مجھے بھوک نے تکلیف نہ پہنچائی۔ بیہقی نے اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت اترنے سے پہلے کا ہے۔ جبھی تو حضرت فاطمہؓ اور عمرانؓ کا آمنا سامنا ہوا تھا۔

معجزہ ۱۲۵:۔ بیہقی اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ طفیل بن عمرو نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی کرامت یا نشانی عطا فرمایئے جس کو دیکھ کر میری قوم میری صداقت کی قائل ہو جائے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے خدا طفیلؓ کو ایک نور عطا کر جو برابر اس کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ کی دعا کے اثر سے طفیل کی پیشانی پر بالکل سامنے ایک نور ظاہر ہوگیا۔ طفیل نے کہا کہ یا اللہ میری قوم طعنہ دے گی کہ اس کے چہرے پر سفید داغ (برص) ہے چنانچہ وہ نور طفیل کے کوڑنے کے ایک کنارے پر ظاہر ہوگیا اور یہ نور ایسا تھا کہ رات کو چراغ کی طرح روشن رہتا۔ اسی وجہ سے طفیل کو ذوالنور کہا جاتا تھا۔ ابن عبد البر نے ابن

عباسؓ کو روایت سے حضرت طفیلؓ کا قصہ یوں بیان کیا ہے کہ طفیل اپنی قوم کے سردار تھے اور بہترین شاعر بھی تھے۔ جب یہ مکہ میں آئے تو قریش نے جا کر کہا کہ تم اپنی قوم کے سردار ہو ذرا بچ کر رہنا یہ شخص (محمد ﷺ) تمہیں بہکا نہ لے۔ اس کے بہکاوے کا تو یہ عالم ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان اور باپ بیٹے کے درمیان جدائی پیدا کر دیتا ہے۔ طفیل کا بیان ہے کہ مجھے اتنا انہوں نے ڈرایا کہ میں اپنے کانوں میں روائی ٹھونس کر کعبہ میں گیا کہ کہیں ان کی آواز سنائی نہ دے۔ میں کعبہ میں داخل ہوا کہ اچانک میرے قریب نبی کریم ﷺ آ کھڑے ہوئے۔ خدا کو منظور ہوا کہ آپ ﷺ کی بات سنوں۔ چنانچہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ ان کی بات نہ سننا نادانی ہے۔ میں خود سمجھدار ہوں۔ بھلے برے کی تمیز رکھتا ہوں۔ اچھی بات کہیں گے تو مانوں گا ورنہ رد کر دوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کلام سنانا شروع کر دیا۔ یہ ایسا کلام تھا کہ ایسا اچھا اور شیریں کلام اس سے پہلے نہیں سنا تھا۔ کلام سن میں انتظار میں تھا کہ آپ ﷺ جہاں جائیں میں بھی جاؤں۔ چنانچہ اپنے گھر پر گئے اور میں بھی ساتھ ہو لیا۔ میں نے کہا کہ میری قوم نے آپ ﷺ سے بہت ڈرایا۔ لیکن جب آپ ﷺ کا کلام سنا تو دل نے کہا کہ آپ ﷺ کا کلام حق ہے۔ آپ ﷺ سے بہت ڈرایا۔ لیکن جب آپ ﷺ کا کلام سنا تو دل نے کہا کہ آپ ﷺ کا کلام حق ہے۔ آپ ﷺ اپنے دین کی باتیں تیز کرنے اور نہ کرنے کے کلام بتایئے۔ آنحضور ﷺ نے اسلام مجھے سمجھایا اور میں مسلمان ہو گیا۔ اس وقت میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں قوم دوس کا سردار ہوں اور وہ میری فرمانبرداری کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کوئی نشانی دیجئے کہ وہ لوگ ایمان لائیں۔ چنانچہ ایک نور میری دونوں آنکھوں کے درمیان ظاہر ہو گیا جو ستارے کی طرح چمکتا تھا۔ جب میں اپنے قبیلہ میں پہنچا تو مجھ کو اندیشہ ہوا کہ میری قوم اس کو برص کا داغ نہ کہے۔ چنانچہ میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دعا کی کہ اور وہ

نور میرے کوڑے کے کنارے میں ظاہر ہو گیا۔ طفیل رضی اللہ عنہ جب چلتے تو قندیل کی طرح روشنی پڑتی تھی۔ طفیل کے باپ اور اس کی بیوی مسلمان ہو گئے۔ لیکن قوم نے انکی بات نہ مانی تو آنحضور ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قوم دوس مسلمان نہ ہوئی۔ ان میں زنا اور سود کا بہت زور ہے ان پر بددعا کیجئے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے خدا دوس کو ہدایت نصیب فرما۔ طفیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں وہاں جا کر دوسیوں کو اسلام کی طرف بلاتا رہا۔ جس کی قسمت میں خدا نے اسلام کی دولت لکھ دی تھی وہ مسلمان ہوا اور جب احد و خندق کی لڑائی کے بعد مدینہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ساتھ میری قوم اور کنبے کے ستر اسی آدمی تھے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو مسیلمہ کذاب سے لڑی گئی تھی۔

معجزہ ۱۲۶:۔ خطیب نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حجۃ الوداع کے موقع پر یمامہ کا ایک شخص اپنے ساتھ ایک بچے کو لایا یہ بچہ اسی دن پیدا ہوا تھا۔ آنحضور ﷺ نے اس ایک دن کے بچے سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے۔ خدا تجھ کو بابرکت بنائیے۔ یہ بچہ اس کے بعد اس وقت تک کبھی نہ بولا جب تک اس کی عمر بولنے کے لائق نہ ہو گی۔ اس بچے کو لوگ مبارک ''الیمامہ'' یعنی یمامہ کا بابرکت شخص کہا کرتے تھے۔

معجزہ ۱۲۷:۔ بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں نبی کریم ﷺ کے سر کے چند بال تھے۔ اس کا اثر یہ تھا کہ خالد جس لڑائی مین وہ ٹوپی پہن کر گئے اس میں فتح نصیب ہوئی۔

معجزہ ۱۲۸:۔ مسلم میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں

نے ایک جبہ نکالا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے۔ اب اس کا اثر یہ ہے کہ اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور بیماروں کے بدن میں اس کو لگاتے ہیں تو شفا ہو جاتی ہے۔

معجزہ ۱۲۹:۔ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ عنہ سخت پیاس کی وجہ سے رو رہے تھے۔ آنحضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی، پیاس بجھ گئی اور رونا بند کر دیا۔

معجزہ ۱۳۰:۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ دودھ پیتے بچوں کو اپنا لعاب دہن لگا دیتے جس سے بچے دن بھر آسودہ رہتے تھے۔ دودھ پینے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی۔

معجزہ ۱۳۱:۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عبد البر نے استیعاب میں عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی بیوی ام عاصم رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ام عاصم کا بیان ہے کہ عتبہؓ کے نکاح میں ہم تین بیبیاں تھیں اور ہم بہترین خوشبو لگاتی تھیں۔ لیکن عتبہؓ کے بدن سے ایک خوشبو کی حقیقت پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ بیمار ہو گیا۔ آنحضور ﷺ نے میرے کپڑے اتروا کر اپنا لعاب مبارک ہتھیلی پر مل کر میرے پیٹ اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ یہ وہی خوشبو تھی جو زندگی بھر تمام عود و عنبر عطریات کی خوشبوؤں کو مات کرتی تھی اور ہر بہتر سے بہتر خوشبو پر غالب آتی تھی۔

دوسری فصل

بیماریوں کی شفا اور آفت رسیدوں کی آفت سے نجات کے معجزے

معجزہ ۱۳۲:۔ صحیح بخاری میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کو ابورافع پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ عبداللہ بن عتیک رات کے وقت سوتے میں ابورافع کے گھر گئے اور اپنی تلوار ابورافع کے شکم میں پوری دھنسا دی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ یہ یقین ہو گیا کہ ابورافع کو مار ڈالا تو میں دروازہ کھول کر نکلا۔ نکلتے وقت میرے پاؤں نے خطا کی اور غلط جگہ پاؤں پڑ جانے کی وجہ سے میں گر گیا۔ جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی باندھ لی اور وہاں سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب حال بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا پیر ذرا پھیلاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے میرے پیر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے میرا پاؤں ایسا تندرست ہو گیا جیسے اس میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ ابورافع کو قتل کرنے کا مفصل قصہ یہ ہے کہ یہ شخص حجاز میں رہتا تھا۔ تاجر شخص تھا وہ نبی کریم ﷺ کو بہت تنگ کرتا تھا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے عبداللہ بن عتیکؓ کی سرکردگی میں چند انصاری نوجوانوں کو اس کی قید کرنے یا قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ ابورافع کا مکان جس وادی میں تھا وہاں یہ لوگ پہنچے ہی تھے کہ شام ہو گئی۔ عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں کو ایک جگہ روک دیا اور خود کسی بہانے سے ابورافع کے گھر میں گھسنے

کی غرض سے آگے بڑھے۔ اتفاق سے اس دن ابورافع کا گدھا گم ہو گیا تھا۔ لوگ اس کی تلاش میں چراغ لے کر نکلے تھے۔ عبداللہ کو ڈر ہوا کہ کہیں یہ لوگ پہچان نہ لیں۔ چنانچہ سر ڈھانک کر ایک جگہ قضائے حاجت کے بہانے بیٹھ گئے۔ گدھا تلاش کر کے لوگ گھر میں چلے گئے تو دربان نے عبداللہ کو بیٹھا دیکھ کر اپنا ہی آدمی سمجھا اور پکار کر کہا اگر تجھے آنا ہے تو آ ورنہ میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ چنانچہ عبداللہ بھی مکان میں گھس گئے اور گدھے باندھنے کی جگہ میں دبک کر بیٹھ گئے۔ دربان نے دروازہ بند کر کے کنجی کھونٹی پر لٹکا دی۔ ابورافع اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر بات کر کے خواب گاہ میں لیٹ گیا اور دوسرے لوگ بھی اپنی اپنی خوابگاہ میں چلے گئے۔ اس وقت عبداللہ نے کنجی لے کر صدر دروازہ کھولا اور تمام لوگوں کے دروازے باہر سے بند کر دیے تاکہ شور سن کر باہر نہ نکل سکیں۔ پھر ایک ایک دروازہ کھولتے ہوئے ابورافع کی خوابگاہ تک پہنچے۔ ابورافع اپنے بال بچوں کے درمیان سویا ہوا تھا اور رات کی تاریکی کے باعث اس کا پہچاننا مشکل تھا۔ چنانچہ عبداللہ نے ابورافع کو پکارا۔ ابورافع نے جواب دیا کون ہے؟ آواز کی جانب بڑھ کر عبداللہ نے تلوار چلائی مگر وار خالی ہو گیا۔ ابورافع چلایا، پھر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد عبداللہ نے آواز بدل کر ہمدردی کے لہجے میں پوچھا کہ کیا ہے اے ابورافع! اسے اپنا آدمی جان کر کہا تو کہاں تھا، ابھی میرے اوپر کسی نے تلوار سے حملہ کیا تھا۔ ابورافع کی آواز سے اندازہ لگ گیا۔ کہ وہ کس جگہ سو رہا ہے۔ چنانچہ قریب جا کر عبداللہ نے ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر زور سے دبا دیا اور اس کے پیٹ سے پار کر دیا۔ اس کو مار کر عبداللہ باہر آئے۔ چاندنی رات میں زینہ سے اتر رہے تھے۔ ابھی ایک زینہ باقی تھا اور انہیں معلوم ہوا کہ زمین تک پہنچ گیا۔ چنانچہ ایک زینے کے اوپر سے گر گئے۔ پنڈلی ٹوٹ گئی اور پھر وہ واقعہ پیش آیا جس سے آنحضور ﷺ کے

مبارک ہاتھ کا معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ نے ہاتھ پھیر دیا اور پنڈلی پر مسح کیا اور عبداللہ کی پنڈلی درست ہو گئی۔

معجزہ ۱۳۴:۔ بخار میں یزید بن ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ زخم خیبر کی لڑائی میں آیا تھا اور اتنا سخت زخم تھا کہ لوگوں نے مشہود کر دیا کہ سلمہؓ شہید ہو گئے۔ کیونکہ اس کاری زخم سے بچنے کی امید ہی نہ تھی سلمہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے اس زخم پر تین بار دم کیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ زخم بالکل اچھا ہو گیا۔

معجزہ ۱۳۵:۔ طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے کہ شرحبیل جعفی کی ہتھیلی میں ایک بڑا سا غدود تھا جس کی وجہ سے وہ تلوار نہیں پکڑ سکتے تھے اور نہ گھوڑے کی لگام ہی تھام سکتے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے اس کا حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے غدود پر اپنا ہاتھ زور سے مسلا۔ چنانچہ اس کی برکت کا اثر یہ ہوا کہ وہ غدود بالکل ختم ہو گیا۔

معجزہ ۱۳۶:۔ ترمذی، نسائی، حاکم اور بیہقی نے عثمانؓ بن حنیف سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک اندھا آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیں کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھ اور پھر یوں دعا کر۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلیٰ رَبِّکَ اَنْ تَکْشَفُ عَنْ بَصْرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیِّ

یعنی اے اللہ تیرے رحمت والے نبی کے واسطے سے دعا کرتا ہوں اور اے محمدؐ! تیرے وسیلے سے تیرے رب کی طرف یہ درخواست لے جاتا ہوں کہ میری آنکھ کا مرض دور ہو جائے اور میری بینائی کھل جائے اور میری آنکھوں سے

پردہ ہٹ جائے۔

اس اندھے نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کیا۔ وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر الفاظ مذکورہ کے ساتھ دعا کی۔ چنانچہ اس نابینا کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اکثر محدثین نے اس دعا کو تمام حاجتوں کے لیے اکسیر بتایا ہے اور اَنْ یَّکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ کی جگہ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِیُقْضٰی آیا ہے، اس طرح یہ دعا صرف آنکھ ہی کے لیے نہیں، بلکہ تمام حاجتوں میں موثر ہو گئی ہے۔ چنانچہ عثمان بن حنیف اور ان کی اولاد تمام ضروریات میں اس دعا کو بتایا کرتے تھے اور اس دعا کے اثر میں بہت سے واقعات کتابوں میں ملتے ہیں۔

معجزہ ۱۳۷:۔ ابو نعیم اور واقدی نے عروہؓ سے روایت کی ہے کہ ابن ملاعب الاسنہ کو استقاء کی بیماری ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ آپ ﷺ دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ایک مٹھی مٹی لے کر اپنا لعاب دہن مٹی میں لگا دیا اور قاصد کو مٹی دے دی۔ قاصد نے مٹی لیتے وقت یہ سمجھا شاید حضور ﷺ مزاح (ہنسی) فرما رہے ہیں، مگر جب مٹی لے کر ابن ملاعب کے پاس گیا تو اس وقت مریض مرنے کے قریب تھا۔ یہ مٹی گھول کر ابن ملاعب کو پلایا گیا تو اسی وقت اچھا ہو گیا۔

معجزہ ۱۳۸:۔ بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ حبیب بن حذیف کے باپ کی آنکھوں میں پھلی پڑ گئی جس سے وہ بالکل اندھے ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں پر دم کیا۔ اسی وقت آنکھیں روشن ہو گئیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کی بینائی اتنی تیز اور پائیدار ہو گئی کہ اسی برس کی عمر میں سوئی میں دھاگہ پرو لیا کرتے تھے۔

معجزہ ۱۳۹:۔ طبرانی کی روایت ہے کہ عبداللہ بن انیس کے سر میں چوٹ آئی۔ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن رواحہ اور چند دوسرے اصحاب کو

بشیر بن سلام کے پاس بھیجا تھا۔ یہ شخص قبیلہ عطفان سے تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے لڑنے کے لیے ایک لشکر جمع کر رکھا تھا۔ ابن انیس اور دوسرے صحابہؓ کے ساتھ ہولیا اور ابن انیس نے اپنے اونٹ پر بٹھا لیا۔ جاتے جاتے خیبر کے قریب پہنچے تو بشیر پچھتایا کہ میں ان کے ساتھ نہ آتا تو اچھا تھا۔ ابن انیسؓ ان کی بے اطمینانی سمجھ گئے۔ چنانچہ ایک تلوار ماری۔ جس سے ابن انیس کے سر میں چوٹ آئی۔ چنانچہ اسی چوٹ پر آنحضرت ﷺ نے لعاب مبارک لگایا تھا وہ اچھا ہو گیا تھا۔

معجزہ ۱۴۰:۔ صحیحین کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے لعاب مبارک لگایا تو بالکل اچھی ہو گئیں۔ یہ معجزہ غزوہ خیبر کے موقعہ پر ظاہر ہوا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو بخار آ گیا۔ اس لیے آپ لڑائی میں شریک نہ ہوئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر پر ابوبکر صدیقؓ کو جھنڈا دے کر لڑائی کے لیے بھیجا۔ وہ خوب لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ دوسرے دن حضرت عمرؓ کو جھنڈا دیا وہ بھی خوب لڑے۔ مگر قلعہ آج بھی فتح نہ ہوا۔ تب آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ و رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اس شخص کے ہاتھ سے کل قلعہ فتح ہو گا۔ تیسرے روز صبح کو لوگ جمع ہو گئے اور منتظر تھے کہ دیکھئے کس کی قسمت میں یہ سعادت آتی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا۔ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ لوگ علی رضی اللہ عنہ کو لائے۔ آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو قریب بلا کر اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ اسی وقت آنکھیں کھل گئیں اور درد جاتا رہا۔ حضرت علیؓ جھنڈا لے کر گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

معجزہ ۱۴۱:۔ رزین نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر چھڑ گیا۔ حضرت عمرؓ نے رو کر کہا کہ کاش میری زندگی

کے سارے اعمال ابوبکرؓ کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہو جائے۔ رات سے ابوبکرؓ کی وہ رات مراد ہے جس رات ہجرت کر کے راستے میں ایک غار میں رات بسر کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جب اس غار کے پاس پہنچے تو ابوبکرؓ نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ غار کے باہر رہیں۔ میں اندر جا کر صاف کرلوں تا کہ جو کچھ غار میں تکلیف دینے والی چیز ہو اس کے صدمے سے آپ ﷺ محفوظ رہیں اور جو صدمہ پہنچے مجھ کو پہنچے اور آپ ﷺ ہر قسم کے گزند سے محفوظ و مامون رہیں۔ چنانچہ ابوبکر غار میں اتر گئے اور جھاڑو دی۔ تمام سوراخوں کو اپنا تہبند پھاڑ کر بند کر دیا۔ آخر میں دو سوراخ باقی رہ گئے تھے۔ ان کو اپنے دونوں پیروں کے انگوٹھوں سے بند کر دیا اور پھر آنحضور ﷺ کو غار میں بلایا۔ آپ ﷺ غار میں داخل ہوئے اور ابوبکرؓ کے زانو پر سو گئے۔ اچانک ایک سوراخ سے سانپ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں کاٹ لیا۔ اس کے باوجود اس ڈر سے کہ میری حرکت سے آنحضور ﷺ کی نیند میں خلل نہ پڑے بالکل نہ ہلے۔ لیکن زہر کی تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ آنسو جاری ہو گئے۔ ابوبکرؓ کے آنسو آنحضور ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ٹپکے تو آپ ﷺ جاگ گئے۔ پوچھنے پر حال معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک زخم پر لگا دیا۔ جس سے زہر کا اثر فوراً جاتا رہا۔ لیکن ابوبکر کی موت سے پہلے زہر پھر ظاہر ہوا اور اسی زہر کے اثر سے ابوبکرؓ کی وفات ہوئی اور دن سے مراد وہ دن ہے جس دن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تھا اور عرب کے لوگ اسلام سے پھر گئے تھے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس دن ابوبکرؓ نے کہا تھا اگر اونٹ باندھنے کی رسی جو حضور ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے آج اسی رسی کو بھی دینے سے کسی نے انکار کیا تو میں اسے جہاد کروں گا۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ کے جانشین ذرا نرمی کیجئے۔ ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ تم جاہلیت میں اتنے سخت تھے لیکن اسلام

میں نرم ہوتے ہو، وحی کا اترنا بند ہو گیا اور دین مکمل ہو گیا کیا میرے جیتے جی دین کی کمی پیدا کی جائے گی۔

اس واقعہ میں سانپ کے زہر سے شفا پانا آنحضور ﷺ کا معجزہ ہے۔ مگر آخر زندگی میں زہر کے ظاہر ہونے میں یہ مصلحت خداوندی تھی کہ ابوبکرؓ کو شہادت کا مرتبہ نصیب ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات بھی اسی زہر کے اثر سے ہوئی تھی جو خیبر میں آپ ﷺ کو دیا گیا تھا۔

معجزہ ۱۴۲:۔ ابوالقاسم بغوی نے معاویہ بن حکم سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم نے اپنا گھوڑا خندق میں اتارا۔ خندق کی دیوار سے ٹکرا کر میرا پاؤں سخت زخمی ہو گیا۔ جب میرے بھائی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابھی گھوڑے پر سوار ہی تھے کہ آنحضور ﷺ نے ان کے زخمی پیر پر ہاتھ پھیر کر بسم اللہ کہا۔ فوراً وہ چوٹ اچھی ہو گئی اور ذرا سی تکلیف بھی باقی نہ رہی۔

معجزہ ۱۴۳:۔ بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر کے دن حبیبؓ بن یساف کے دونوں کاندھوں کے بیچ میں دشمن کی تلوار اس زور سے لگی کہ ایک طرف کا حصہ کٹ کر لٹک گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسی وقت ان کے لٹکے ہوئے حصے ملا کر دم کر دیا تو وہ اتنا اچھا ہو گیا کہ حبیبؓ نے اسی لڑائی میں اپنے اوپر حملہ کرنے والے دشمن کو مار ڈالا۔

معجزہ ۱۴۴:۔ بیہقی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میں اتنا سخت بیمار تھا کہ دعا کرتا تھا یااللہ اگر میری موت آ گئی ہے تو جلدی آ جائے تاکہ بیماری کی تکلیف سے نجات مل جائے اور اگر زندگی باقی ہے تو اس مرض سے شفا دے۔ اور اگر یہ بیماری میری جانچ کے لیے تو مجھے صبر ہے۔ آنحضور ﷺ نے یہ دعا سن کر علیؓ

کو پاؤں سے مارا اور فرمایا کیا کہتے تھے ذرا پھر کہنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اسی دن اچھا ہو گیا اور اسی دن سے وہ درد پھر کبھی نہیں ابھرا۔

معجزہ ۱۴۵:۔ ابن ابی شیبہ نے ام جندبؓ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک لڑکے کو لے کر آئی۔ وہ لڑکا بات کرنے سے معذور تھا۔ آنحضور ﷺ نے اس لڑکے کے منہ پر کلی کی اور اپنے دونوں ہاتھ دھو کر وہ پانی یہ کہہ کر عورت کو دیا کہ یہ پانی لڑکے کو پلا دے اور اس کی دونوں آنکھوں میں بھی لگا دے۔ عورت نے جب اس پر عمل کیا تو وہ لڑکا فوراً باتیں کرنے لگا اور عقلمند ہو گیا کہ دوسرے لوگوں کی عقل پر اس کی عقل فائق تھی۔

معجزہ ۱۴۶:۔ بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا جس سے آنکھ بہہ کر رخسار پر آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے قتادہ سے فرمایا کہ اگر چاہو کہ یہ آنکھ اچھی ہو جائے تو میں اس کی جگہ پر رکھ دوں، اچھی ہو جائے گی اور اگر چاہتے ہو کہ جنت ملے تو صبر کرو، قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جنت تو بڑا اچھا انعام ہے۔ لیکن مجھے کانا ہونا برا معلوم ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھ کا ڈھیلا اٹھا کر اس کے حلقے میں رکھ دیا اور وہ اتنی روشن ہو گئی کہ دوسری آنکھ سے بھی روشنی تیز ہو گئی اور ان کے لیے جنت میں بھی دعا فرمائی۔ آنحضور ﷺ کا یہ معجزہ بہت مشہور ہے اور قتادہؓ کی اولاد کو فخر تھا کہ ان کے بزرگ قتادہؓ کی آنکھ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے اچھی ہوئی تھی۔ چنانچہ قتادہ کے پوتے عاصم بن عمرؓ بن عبدالعزیز کے پاس ان کے زمانہ خلافت میں آئے تو عربی کے اشعار پڑھتے تھے۔

اَنَا اِبْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عِنُہٗ

فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَیَّمَارَدِّ

فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ لِاَوَّلِ اَمْرِهَا

فَیَا حُسْنَ مَاعَیْنَ وَیَا حُسْنَ مَارَدِ

ترجمہ:۔ میں ان کا ہی پوتا ہوں جن کی آنکھ لڑائی میں رخسار پر بہہ کر آ گئی تھی اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے دست مبارک سے دوبارہ اتنی اچھی ہوگئی تھی کہ پہلے سے زیادہ روشن تھی۔ مبارک ہے وہ آنکھ اور مبارک ہے وہ ہاتھ جس نے دوبارہ آنکھ لوٹا دی۔

معجزہ ۱۴۷:۔ ترمذی اور بیہقی کی روایت ہے کہ غزوہ ذی قرد میں ابوقتادہؓ تیر سے زخمی ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن مل دیا۔ جس سے زخم بالکل جاتا رہا۔

معجزہ ۱۴۸:۔ بیہقی نے سمی بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک جوان لڑکا لایا گیا۔ یہ لڑکا پیدائشی گونگا تھا۔ اس نے بات نہ کی تھی۔ آنحضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

معجزہ ۱۴۹:۔ احمد بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت اپنے پاگل لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے لڑکے کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ اس نے زور سے قے کی کہ اس کے پیٹ میں سے کتے کے کالے پلے کی طرح کی ایک چیز نکلی اس کے بعد وہ لڑکا اچھا ہو گیا اور اس کا جنون دور ہو گیا۔

تیسری فصل

مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات

معجزہ ۱۵۰:۔ بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک نوجوان انصاری کی وفات ہوئی۔ اس کی ماں اندھی اور بوڑھی تھی۔ ہم نے اس انصاری کی میت کو کپڑا اڑھا دیا اور اس کی ماں سے تسلی کی باتیں کرنے لگے۔ اس نے کہا کہ کیا میرا لڑکا فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہاں کہ ہاں! ان نے دعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مصیبت پر میری مدد فرمائے گا۔ اے اللہ! یہ مصیبت دور فرما۔ انسؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ وہاں موجود تھے کہ اس نوجوان انصاری نے کپڑے سے منہ کھولا اور اچھا ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے ہمارے ساتھ کھانا بھی کھایا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کے نام کی برکت سے ایک بڑھیا کی دعا سے مردہ زندہ ہو گیا اور وہ بڑھیا آپ ﷺ کی امت میں سے تھی اس لیے یہ آپ ﷺ ہی کا معجزہ ہوا۔

معجزہ ۱۵۱:۔ بیہقی نے عبد اللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جنگ یمامہ میں ثابتؓ بن قیس شہید ہوئے۔ میں ان کو دفن کرتے وقت موجود تھا۔ جب وہ قبر میں رکھ دیئے گئے تو ہم نے ان کو یہ کلمہ کہتے ہوئے سنا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم آواز سن کر ہم نے انہیں دیکھا تو اسی طرح مردہ پایا جس طرح یہ کلمات کہنے سے پہلے تھے۔ یہ بھی آنحضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ مردہ نے زندہ ہو کر آپ ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کے خلفاء کی خلافت کی گواہی دی۔

معجزہ۱۵۲:۔ طبرانی اور ابونعیم اور ابن مندہ نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ زید بن خارجہؓ کی نعش مرنے کے بعد گھر میں رکھی تھی۔ نعش پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی۔ آس پاس عورتیں رو رہی تھیں۔ یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا۔ اچانک زید بن خارجہؓ نے کہا کہ نوحہ مت کرو، چپ رہو۔ یہ سن کر ان کے منہ سے کپڑا ہٹایا گیا تو انہوں نے کہا **محمد رسول اللہ الامین و خاتم النبین فی الکتاب الاول** پھر زید نے کہا **صَدَقَ صَدَقَ** اس کے بعد زید نے ابوبکرؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کی تعریف کی اور پھر یہ کلمہ کہا **السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** یہ کلمہ کہتے ہیں پھر جیسے لیٹے تھے اسی طرح لیٹ گئے۔ آپ ﷺ کی امت کے ایک شخص نے مرنے کے بعد آپ ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کے خلفاء کی خلافت کی گواہی دی۔ اس لیے یہ بالواسطہ آپ ﷺ ہی کا معجزہ ہوا۔

(تنبیہ) نبی کریم ﷺ کی امت میں سے بہت بزرگوں سے مردوں کے زندہ کرنے کا واقعہ موجود ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنی کتاب مرأۃ الثقلان میں حضرت غوث الثقلینؒ کی کرامات کی شہرت کے بعد ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بڑھیا کے بیٹے کو حضرت غوث الثقلینؒ سے بڑی محبت تھی۔ آپ کی محبت میں دنیا کا کاروبار سب چھوڑ دیا تھا۔ ایک دن بڑھیا نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو آپ کی نذر کر دیا اور اس کے لیے اور اللہ کے لیے میں نے اپنا حق معاف کر دیا۔ اب اس کو آپ باطنی علوم سکھایئے۔ چنانچہ وہ لڑکا اس خانقاہ میں رہنے لگا اور ریاضت و باطنی علوم میں مشغول ہو گیا۔ کبھی کبھی بڑھیا اپنے بیٹے کو دیکھنے وہاں آ جایا کرتی تھی۔ ایک دن آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا چنے چبا رہا ہے اور نہایت دبلا و لاغر ہو گیا ہے۔ پھر غوث الثقلین کے پاس گئی تو دیکھا کہ آپ مرغی کا گوشت کھا رہے ہیں۔ بڑھیا نے عرض کیا کہ حضرت آپ مرغی کا گوشت

کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں؟ آپ نے یہ سن کر مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اس خدا کے حکم سے اٹھ اور زندہ ہو جا جس کے حکم سے گلی ہوئی ہڈیاں زندہ ہوں گی۔ چنانچہ مرغی زندہ ہوگئی اور بولنے لگی۔ اس پر آپ نے بڑھیا سے کہا کہ جب تیرا بیٹا اس مرتبہ کو پہنچ جائے گا تو جو جی میں آئے کھائے۔

عیسائیوں نے مردوں کو زندہ کرنے پر فخر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مردے جلایا کرتے تھے بلکہ اس معجزہ کی بدولت نعوذ باللہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدائی کا درجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح کے واقعات و کرامات ہمارے پیغمبر ﷺ کی امت کے بزرگوں سے بھی ثابت ہیں اور جس پیغمبرؑ کے امتیوں سے اس قسم کی کرامات کا ظہور ہو اس پیغمبر کے مرتبہ کی بلندی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

چوتھی فصل

وہ معجزات جو گستاخوں کے سزا پانے اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے ہیں

معجزہ ۱۵۳:۔ مسلم نے ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی جناب میں ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ حالانکہ اس کے سیدھے ہاتھ میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ یہ بات اسنے بے باکی اور بے ہودگی سے کہی تھی۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔ آپ ﷺ کی بات کے اثر سے یہ حال ہوا کہ اس کا سیدھا ہاتھ بے کار ہو گیا۔ منہ تک اٹھانے سے نہیں اٹھ سکتا تھا۔

معجزہ ۱۵۴:۔ صحیحین میں ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فارس کے بادشاہ کسریٰ پرویز کے پاس اسلام کی طرف بلانے کا خط بھیجا۔ کسریٰ نے آپ ﷺ کے خط کو پھاڑ ڈالا۔ آپ ﷺ نے اس پر دعا فرمائی کہ اللہ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی بددعا کے اثر سے فارس کی حکومت مٹ گئی اور اس وقت سے اب تک مجوسیوں کی کوئی حکومت دنیا میں کہیں قائم نہ ہو سکی۔

مختصر واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد آنحضور ﷺ نے بہت سے بادشاہوں کو خطوط ارسال فرمائے تھے۔ نوشیرواں عادل کے پوتے کسریٰ پرویز کو

بھی ایک خط بھیجا۔ جس میں بسم اللہ کے بعد یوں لکھا تھا کہ محمد رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس یہ خط بھیجا جا رہا ہے۔ **من محمد رسول اللّٰہ الی کسریٰ و عظیم فارس** کسریٰ نے تکبر سے کہا کہ ''میرا نام اپنے نام کے پیچھے کیوں لکھا ہے'' اور مکتوب مبارک کو چاک کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی بددعا سے یہ حکومت صدیوں سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ چلی آ رہی تھی بالکل پامال ہوگئی۔ اسی زمانے میں نصاریٰ کی حکومت کے بادشاہ ہرقل کو بھی آپ ﷺ نے ایک خط لکھا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے مکتوب مبارک کی عزت کی، جس کا نتیجہ ہے کہ اس کی قوم کی سلطنت برابر باقی رہی۔

معجزہ ۱۵۵:۔ صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قوم مضر پر بددعا فرمائی کہ اے اللہ! اس قوم پر ایسا قحط نازل فرما جیسا یوسف علیہ السلام کے وقت پڑا تھا۔ آپ ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان پر بڑا سخت قحط پڑا۔ قریب تھا کہ پوری قوم اور ان کے تمام مویشی تباہ ہو جائیں۔ پریشان ہو کر لوگ ہڈی اور خون کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ناچار ابوسفیان یا کعب بن مرہ نے آنحضور ﷺ کی جناب میں عرض کیا کہ آپ ﷺ رشتہ داروں سے سلوک کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ خدا سے دعا فرمایئے کہ بارش ہو جائے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ جلد ایسی نفع بخش بارش برسا کہ چراگاہ شاداب ہو جائے۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر ہی زور کی بارش ہوگئی۔

معجزہ ۱۵۶:۔ بیہقی، حاکم اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابولہب کے بیٹے عتبہ کے لیے بددعا فرمائی کہ اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرما دے۔ چنانچہ عتبہ کو شیر نے ہلاک کر دیا۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں واقعہ کی تفصیل یہ لکھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی ام کلثومؓ عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ جب قرآن کی سورۃ تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ نازل ہوئی تو ابولہب نے اور

اس کی بیوی **حمالۃ الحطب** نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو ورنہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔

چنانچہ عتبہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور آنحضور ﷺ کے سامنے جا کر اس نے طلاق کی خبر دی اور بہت بے ادبی کی باتیں کہیں۔ تب آپ ﷺ نے بددعا فرمائی کہ **اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک.**

چنانچہ بددعا کا جو اثر ہوا اس کا قصہ حاکم نے ابونوفل کے روایت سے بیان کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ ملک شام کے سفر پر گئے تھے۔ راستہ میں مقام زرقاء پر ایک راہب کے تھان کے پاس دونوں ٹھہرے۔ راہب نے کہا کہ یہاں درندے بہت رہتے ہیں تم اپنے بچاؤ کا سامان کر لینا۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد ﷺ نے عتبہ پر بددعا کی ہے اس لیے اس کو بڑی حفاظت سے رکھنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ سارا سامان اکھٹا کر کے خوب اونچائی پر عتبہ کو سلایا اور سب اس کے آس پاس نگرانی کے لیے سوئے۔ رات میں ایک شیر آیا۔ اس نے ہر ایک کا منہ سونگھ کر چھوڑ دیا اور کود کر عتبہ کا سر چبا ڈالا۔ یہ شیر آنحضور ﷺ کی بددعا پر خدا کی طرف سے آیا تھا۔ اس لیے آس پاس والوں کو چھوڑ کر عتبہ کو ہلاک کر گیا اور چونکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے عتبہ کا گوشت خباثت سے بھرا ہوا تھا۔ اس لیے اس کے گوشت کو شیر نے بھی نہ کھایا۔ ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ اور معتب فتح مکہ کے موقع پر اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ شیر کے گوشت نہ کھانے سے معلوم ہوا کہ شیر کا تقرر صرف دشمن رسول ﷺ سے انتقام تھا اور بس۔

معجزہ ۱۵۷:۔ صحیحین میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے چند ساتھی وہاں بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ کوئی تم میں سے ایسا ہے جو

فلاں جگہ سے اونٹ کی اوجھڑی لاکر سجدہ کی حالت میں محمد ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دے۔ یہ سن کر بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اونٹ کی اوجھڑی لا کر آنحضور ﷺ کی پیٹھ پر سجدہ کی حالت میں رکھ دی اور آپس میں ہنسنے لگے۔ آپ ﷺ سجدہ میں پڑے رہے۔ آپکی بیٹی حضرت فاطمہؓ نے دیکھا تو یہ گندگی آپ ﷺ کے کاندھوں سے اتار پھینکی۔ آنحضور ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ تمام قریش پر بالعموم اور خاص کر ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابی بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کی تباہی کے لیے بددعا فرمائی۔ آپ ﷺ کی بددعا کارگر ہوئی اور یہ سب ہلاک ہو کر رہے اور اکثر ان میں سے بدر میں مارے گئے اور قتل ہوئے۔

معجزہ ۱۵۸:۔ بیہقی کی روایت ہے کہ حکم بن ابی العاص نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا تھا اور جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو اپنا منہ بنا کر اور بھنے پھلا کر اور منہ کو پھڑکا کر منافقوں سے آنکھ کا اشارہ کرتا۔ جس کا مطلب آنحضور ﷺ کے کلام کا مذاق اڑانا یا اس کو جھوٹا ثابت کرنا ہوتا۔ آپ ﷺ نے اس کی یہ حرکت دیکھ کر فرمایا کہ تو ایسا ہی ہو جا۔ آپ ﷺ کی بددعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ مرتے دم تک ایسا ہی رہا کہ منہ پھڑکایا کرتا تھا۔

معجزہ ۱۵۹:۔ بیہقی نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کی ہے کہ ابولہب کی بیوی حمالۃ الحطب کو جب سورۃ تبت ید ابی لھب کا مضمون معلوم ہوا تو ایک پتھر لے کر نبی کریم ﷺ کو مارنے کی غرض سے آئی۔ حضور ﷺ اس وقت ابوبکرؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ابولہب کی بیوی قریب پہنچی تو اس کو سوائے ابوبکرؓ کے اور کوئی نظر نہ آیا۔ صرف ابوبکرؓ ہی اس کو نظر آئے۔ حالانکہ وہیں آنحضور ﷺ بھی تشریف رکھتے تھے۔ مگر خدا نے حضور ﷺ کی طرف سے اس کو اندھا کر دیا۔ ابوبکرؓ سے کہنے لگی کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔ میں نے سنا ہے

کہ وہ میری برائی بیان کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں ان کو پاتی تو ان کے منہ پر پتھر مارتی۔ یہ کہہ کر ناکام واپس چلی گئی۔

معجزہ ۱۶۰:۔ ابونعیم اور طبرانی نے حکم بن ابی العاص سے روایت کی ہے ہم چند کافروں نے آپس میں نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا عہد کیا۔ ترکیب یہ سوچی کہ آپ ﷺ رات کو نکلیں تو بیک وقت حملہ کر دیں۔ چنانچہ ہم ایک دن آپ ﷺ کے انتظار میں تھے کہ آپ سامنے سے گزرے۔ ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے ایک بڑی زور کی چیخ سنی۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس چیخ سے مکہ میں کوئی آدمی زندہ نہ بچا ہوگا۔ اور ہم بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آنحضور ﷺ مسجد حرام گئے اور نماز پڑھ کر اپنے گھر واپس آ گئے تب تک ہم بے ہوش ہو رہے۔ دوسری رات کو بھی ہم نے یہی ارادہ کیا۔ چنانچہ اس رات بھی جب آپ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان آڑے آ گئی ہیں۔ اور ہم ان دونوں پہاڑوں کی وجہ سے آپ ﷺ تک نہیں پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اعجاز سے کافروں کے شر سے محفوظ رکھا۔

چوتھا باب

پہلی فصل
جنّات سے متعلق معجزات

معجزہ ۱۶۱:۔ بخاری میں حضرت عمرؓ روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بتوں کے پاس موجود تھا۔ ایک بت پرست اور بتوں کے پجاری نے ایک بچھڑا بتوں پر چڑھا کر ذبح کیا۔ اسی دوران اچانک ایک بت کے پیٹ سے الفاظ کے ساتھ یہ آواز نکلی۔

یَاجَلِیْح اَمْرِ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اے قوی انسان ایک کام کی بات یہ ہے کہ ایک فصیح شخص کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ لوگ یہ چیخ سن کر ڈر سے بھاگ گئے۔ لیکن میں آواز کی حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے رکا۔ دوسری مرتبہ بھی یہی آواز نکلی۔ چنانچہ تھوڑی مدت کے بعد محمد ﷺ کی بابت یہ خبر سنی کہ یہ نبی ہیں اور لا الہ الا اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ بت کے پیٹ میں سے جن نے آواز دے کر آنحضرت ﷺ کی تعلیم کی تلقین کی تھی۔ اس لیے یہ معجزہ جنات سے تعلق رکھتا ہے۔

معجزہ ۱۶۲:۔ بیہقی اور نسائی کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے حضرت خالد بن الولید نے جب عزیٰ کے بت کدے کو ڈھایا تو اندر سے ننگے سر بکھرے ہوئے بالوں والی ایک کالی عورت نکلی اور سر پر ہاتھ رکھا کر چیخنے لگی۔

حضرت خالدؓ نے تلوار سے اس عورت کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آنحضور ﷺ سے جب یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی عورت عزیٰ تھی اب کبھی اس کی پوجا نہ ہو گی۔

عزیٰ ایک درخت تھا اس پر مشرکین نے ایک تھان بنا کر پوجنا شروع کیا۔ اس درخت میں سے آوازیں آتی تھیں۔ اسی لیے اس کی پوجا ہونے لگی تھی۔ یہ آواز اس درخت کی ایک جنیہ خبیثہ (بھوتنی) کی تھی۔ آنحضور ﷺ کے اثر سے وہ خبیثہ مجسم عورت کی شکل میں ظاہر ہو کر مار ڈالی گئی۔ چنانچہ اس کے قتل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت کی پوجا اسی بھوتنی کی وجہ سے ہوا کرتی تھی۔ اب وہ ماری گئی تو کبھی عزیٰ کی پوجا نہ ہو گی۔

معجزہ ۱۶۳:۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے مکہ میں فرمایا کہ تم میں سے جو بھی جنوں کو دیکھنا چاہے وہ آج رات کو آ جائے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ سوائے میرے اور کوئی نہ آ سکا۔ آنحضور ﷺ مجھے اپنے ساتھ لے کر مکہ کی اونچی پہاڑی پر پہنچے۔ آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے میرے لیے ایک دائرہ کھینچ کر فرمایا کہ تم اسی کے اندر بیٹھے رہنا۔ ابن مسعودؓ کو اس دائرے میں بٹھا کر آگے تشریف لے گئے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر قرآن پاک کی تلاوت شروع فرما دی۔ اچانک ایک بڑی جماعت نے آپ ﷺ کو گھیر لیا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان وہ جماعت حائل ہو گئی۔ میں نے جنوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "تمہارے پیغمبر ہونے کی کون گواہی دیتا ہے۔" قریب ہی ایک درخت تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت گواہی دے تو تم مان لو گے؟ جنوں نے کہا، ہاں مان لیں گے۔ اس پر آپ ﷺ نے درخت کو بلایا، درخت نے آ کر گواہی دی اور وہ سارے جن آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لے آئے۔

معجزہ ۱۶۴:۔ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ ابن مسعودؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ جس رات آنحضور ﷺ کی خدمت میں جن حاضر ہوئے کیا تم آپ ﷺ کے ساتھ تھے؟ ابن مسعودؓ نے کہا ہاں واقعہ یہ ہے کہ مدینے کا ایک شخص تمام صفہ والوں میں سے ایک ایک آدمی کو کھانا کھلانے لے گیا۔ صرف میں باقی رہ گیا۔ مجھے کوئی نہ لے گیا۔ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ تمہیں کوئی کھانا کھلانے نہیں لے گیا؟ مس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ چلو، شاید رات کا کھانا تمہیں مل جائے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ ام سلمہؓ کے مکان تک گیا۔ آنحضور ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ ایک بچی نے آ کر کہا کہ کھانا اس وقت نہیں ہے۔ یہ سن کر میں واپس ہوا اور مسجد میں کپڑا لپیٹ کر سو گیا۔ پھر بچی آئی۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ تم کو یاد فرما رہے ہیں۔ میں کھانے کی امید لیے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک سوکھی لکڑی تھی۔ اسے میرے سینے سے لگا کر فرمایا کہ جہاں میں جا رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو اور کچھ کلمات بتائے جن کو تین بار میں نے پڑھ لیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ میں ہولیا اور مدینہ کے قبرستان بقیع الغرقد تک جب ہم پہنچے تو لکڑی سے آپ ﷺ نے ایک دائرہ کھینچ کر اس کے اندر مجھ کو بٹھا دیا اور فرمایا جب تک میں نہ آؤں تم یہاں سے نہ ہٹنا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے کھجور کے درختوں کی ایک کالی گھٹا اٹھی۔ میں ڈر گیا کہ کہیں حضور ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ مگر چونکہ آپ ﷺ کا حکم تھا کہ بغیر اجازت کے یہاں سے نہ ہٹنا اس لیے میں بیٹھا رہا۔ میں نے سنا کہ آنحضور ﷺ فرما رہے تھے۔ ''بیٹھ جاؤ'' یہ سن کر تمام جنات بیٹھ گئے اور صبح کے قریب ہونے تک وہیں بیٹھے رہے۔ پھر جب چلے گئے تو آنحضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے اپنے خوف کا قصہ بیان کیا تو

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ نصیبین شہر کے جن تھے جو مجھ سے ملنے آئے تھے۔ ان جنوں کی یاد ابن مسعود اس وقت بھی رہی جب کوفہ میں رہنے لگے تھے۔ کوفے میں کالے کالے خبیثوں کو دیکھ کر ابن مسعودؓ نے کہا کہ یہ ان جنوں کے بالکل مشابہ ہیں جو آنحضور ﷺ کی خدمت میں نظر آئے تھے۔ ابوالبقا شبلی حنفی نے اپنی کتاب ''اکام المرجان فی احکام الجان'' میں لکھا ہے کہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں جنوں کے حاضر ہونے کے چھ واقعات احادیث سے ثابت ہیں۔ پہلی مرتبہ مکہ میں یہ واقعہ ہوا کہ آپ ﷺ اچانک ہم سے کہیں گم ہو گئے۔ صحابہؓ نے ہر چار طرف میدانوں اور پہاڑوں میں آپ ﷺ کو تلاش کیا۔ مگر آپ ﷺ کو کہیں نہ پایا۔ صبح کو آپ ﷺ ملے حرا پہاڑ کی جانب سے تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا قاصد دعوت نامہ لے کر آیا تھا۔ یہ واقعہ ابن مسعودؓ کی روایت سے ابوداؤد میں موجود ہے۔

دوسری مرتبہ مکہ کی پہاڑی حجون پر آپ ﷺ کی ملاقات جنوں سے ہوئی۔ تیسری مرتبہ مکہ کے پہاڑوں میں جنوں سے ملاقات ہوئی۔ چوتھی مرتبہ بقیع الغرقد میں، ان دونوں موقعوں پر ابن مسعودؓ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ پانچویں مرتبہ مدینے سے باہر جن ملے۔ اس دفعہ ابن زبیرؓ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ چھٹی مرتبہ ایک سفر میں ملے جب کہ بلالؓ آپ ﷺ کے ہم سفر تھے۔

معجزہ ۱۶۵:۔ بیہقی کی روایت میں سواد بن اقارب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک جن سے میری دوستی تھی وہ آنے والی باتوں کی خبریں مجھے بتاتا تھا اور میں لوگوں کو بتا دیا کرتا۔ لوگ بکثرت میرے معتقد ہو گئے اور مجھے نذرانے دینے لگے۔ چونکہ اس کی بتائی ہوئی خبریں سچی ثابت ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ اس جن نے آ کر جگایا اور کہنے لگا ''کہ اٹھ ہوش میں آ اور تجھ میں کچھ مادہ ہے تو سمجھ لے کہ لوی بن غالب کی اولاد میں سے ایک نبی پیدا ہوئے

ہیں۔ پھر اس جن نے اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ "مجھے ان جنوں پر تعجب آتا ہے کہ جو بے قرار ہو کر اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے مکہ جاتے ہیں جو جن اسلام لائے وہ ناپاک جنوں سے افضل ہیں۔" سو تجھے بھی اس سردار عرب کی طرف آنکھیں اٹھانی چاہئیں او بنو ہاشم کے اس سردار کی طرف سفر کرنا چاہیے۔"

سواد بن اقارب کہتے ہیں کہ میں وہ اشعار سن کر رات بھر بے قرار و بے چین رہا۔ دوسری رات کو بھی اس جن نے مجھے آ کر جگایا اور اسی طرح کے اشعار پڑھے۔ تیسری رات بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ مسلسل تین راتوں کا یہ واقعہ دیکھ کر اسلام کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں مکہ پہنچا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔

"مرحبا اے سواد ابن اقارب! ہمیں معلوم ہے کہ تم کس لیے یہاں آئے ہو۔"

میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کی تعریف میں چند اشعار میں نے عرض کیے ہیں۔ پہلے آپ ﷺ وہ اشعار سن لیں۔ آنحضور ﷺ کا حکم پا کر سواد نے اپنا قصیدہ نعتیہ پڑھ کر سنایا۔ اس قصیدے کے آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ! اس دن کے لیے آپ ﷺ میری شفاعت کرنے والے ہو جایئے جس دن کسی کا کوئی شفیع اور نفع پہنچانے والا نہ ہوگا۔ سواد بن اقارب کے قصیدے کا عربی شعر:

ولکن لی شفیعا یوم لاذوشفاعة

سواک بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسول ﷺ جس دن سواد کے لیے کوئی سفارشی نہ ہو گا آپ ﷺ اس دن کے لیے میرے سفارشی ہو جایئے۔

معجزہ ۱۶۶:۔ امام احمد نے جابر بن عبداللہؓ سے ابونعیم نے ضمرہؓ سے اور بیہقی نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی خبر مدینہ میں اس طرح پہنچی کہ مدینے کی ایک عورت سے ایک جن کو عشق تھا۔ جن پرند کی شکل میں عورت کی دیوار پر آ کر بیٹھا تھا۔ اتفاقاً چند روز اس کا آنا بند ہو گیا۔ پھر ایک دن آ کر دیوار پر بیٹھا تو عورت نے پوچھا کہ تم اتنی مدت سے کہاں غائب تھے؟ اس نے کہا کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ تم اب مجھ سے ملنے کی امید نہ رکھنا۔ مکہ میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں انہوں نے زنا کرنے کو ہم پر حرام کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ ہم ملک شام کے سفر میں تھے۔ وہاں ایک مشہور کاہنہ عورت تھی۔ ہم نے اس سے مل کر اپنے سفر کے غائبانہ حالات دریافت کیے۔ اس نے کہا کہ اب مجھے اس طرح کا کوئی علم نہیں رہا۔ کیونکہ جو جن مجھے آ کر خبریں بتایا کرتا تھا اور میں لوگوں کو بتا دیا کرتی تھی۔ اس نے ایک دن میرے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ میرے آنے کی امید نہ رکھنا۔ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ احمد ﷺ ظاہر ہوئے ہیں اور اب ایسی چیز پیدا ہو گئی ہے کہ میں بے بس ہوں۔

معجزہ ۱۶۷:۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص مازن ملک شام کے ایک شہر عمان میں بتوں کی نگرانی و خدمت پر مقرر تھا۔ مازن کا بیان ہے کہ وہاں کے بتوں میں ایک بت کا نام تاجر تھا۔ ایک دن اس بت پر چڑھانے کے لیے ایک جانور میں نے ذبح کیا۔ اس وقت اس بت کے شکم سے اس طرح کے اشعار کی آواز آئی جن کا مطلب یہ تھا "اے مازن! میرے پاس آ میں تجھے ضروری بات بتاؤں۔ یہ خدا کے پیغمبر ہیں۔ یہ خدا کا بھیجا ہوا پیغام برحق لائے ہیں۔ تو ان پر ایمان لا! تاکہ اس آگ کی گرمی سے تجھے نجات ملے جو سخت شعلوں والی ہے۔ اس آگ

میں لکڑیوں کی بجائے پتھر جلائے جاتے ہیں۔" مازن کا بیان ہے کہ یہ آواز سن کر مجھے حیرت ہوئی۔ پھر دوسرے دن بھی ایک جانور ذبح کر کے چڑھایا تو اس بت کے پیٹ میں سے پھر آواز آئی۔ یہ اشعار ان اشعار سے زیادہ واضح تھے جو پہلے دن سنائے تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا۔

"اے مازن سن اور خوش ہو جا کہ نیکی ظاہر ہوگئی۔ برائی چھپ گئی۔ قوم مضر سے اللہ کا دین لے کر ایک نبی ﷺ پیدا ہوا ہے تو پتھر کی مورتیوں کو پوجنا ترک کر دے دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔"

مازن کا بیان ہے کہ اسی وقت سے میں اس ہی کی تلاش میں بے چین تھا۔ اچانک ایک قافلہ حجاز سے آیا۔ میں نے وہاں کے حالات پوچھے تو قافلے والوں نے بتایا کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا نام احمد ﷺ ہے وہ اپنے کو خدا کا بھیجا ہوا نبی بتاتے ہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ بت کے شکم سے ان ہی کے متعلق آواز آئی تھی اور اشعار سنائی دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے سواری کا انتظام کیا اور سامان سفر تیار کر کے روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضور ﷺ کی صورت مبارک دیکھتے ہی میرا دل مائل ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ آنحضور ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا اور بھی کوئی مقصد ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے تین مقصد اور بھی ہیں۔

اول یہ کہ مجھے گانے بجانے اور زنا کاری کا شوق ہے۔ دوم یہ کہ ہمارے ملک میں زبردست قحط ہے۔ سوم یہ کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے۔ مجھے اولاد کی تمنا ہے۔ آپ ﷺ ان تینوں سے نجات کے لیے دعا فرمائیے۔ آنحضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ گانے بجانے کے بجائے اس کو قرآن کی تلاوت کا شوق اور قرآن پڑھنے کی توفیق دے، بازاری اور حرام کار عورتوں کے بجائے اس کو حلال عورتیں اور اس کو شرم و حیا عطا کر اور اس کو اولاد بھی عطا فرما۔ مازن کا بیان

ہے کہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے ہمارا ملک سرسبز و شاداب ہوا۔ میرے عیب دور ہو گئے اور چار حسین عورتیں میرے نکاح میں آئیں اور حبان جیسا نیک اور لائق لڑکا خدا نے مجھے دیا۔

معجزہ ۱۶۸:۔ بزار، ابونعیم اور ابن سعدؒ نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم موضع بوانہ میں ایک بت کے پاس بیٹھے تھے۔ ہم نے بت پر ایک اونٹ ذبح کر کے چڑھایا۔ اچانک بت کے شکم سے اس طرح کی آواز آئی کہ خبردار! ہوشیار ہو جاؤ، بڑی تعجب خیز اور حیرت ناک بات ہے۔ پہلے آسمانی خبروں کو جن چرالایا کرتے تھے لیکن اب ان کی یہ چوری ختم ہو گئی، کیونکہ خدا کی وحی اترنے لگی۔ اب چرانے والے جنوں پر انگاروں کی مار پڑتی ہے کیونکہ مکہ میں احمد ﷺ کے نام سے ایک نبی برحق پیدا ہوئے ہیں وہ مدینہ (یثرب) کی طرف ہجرت کریں گے۔ جبیر کہتے ہیں کہ سخت تعجب کرتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور اس واقعہ کے چند ہی روز بعد محمد ﷺ کی نبوت کا چرچا ہو گیا۔

معجزہ ۱۶۹:۔ ابن شاہین وغیرہ محدثین کی روایت ہے کہ ذباب بن حارث کہتے ہیں کہ ایک جن سے میری آشنائی تھی۔ وہ غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا۔ ایک دن وہ جن میرے پاس آیا اور میں نے اس سے سوال کیا۔ اس نے حسرت سے میری طرف دیکھ کر کہا اے ذباب! تعجب خیز بات سن لے کہ محمد ﷺ اللہ کی کتاب لے کر مکہ میں بھیجے گئے ہیں۔ لوگوں کو اچھی باتوں کی طرف بلاتے ہیں، لیکن لوگ ان کی بات نہیں مانتے۔ میں نے کہا کہ کہ میرا سوال کچھ اور ہے اور تمہارا جواب کچھ اور۔ یہ سن کر جن نے کہا۔ اچھا تم جلد ہی میری بات سمجھ لو گے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ چند ہی روز کے بعد نبی کریم ﷺ ۔ کی نبوت کی خبر ہم کو پہنچی۔ اسی طرح کا واقعہ ابن شیبہ نے بھی جموعک بن عثمان غفاری سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ غفار میں

ایک کاہن تھا اسے بھی اس کے ایک جن ساتھی نے آنحضور ﷺ کی نبوت کی خبر دی اور رخصت ہو گیا۔

معجزہ ۱۷۰:۔ ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمرؓ محفل میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص آیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، تیرے چہرے اور بشرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو پہلے کاہن تھا اور جنوں سے تیرا تعلق رہا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ عمرؓ نے فرمایا کہ کیا اب بھی تمہاری دوستی جنوں سے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اب نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ دین اسلام کی شہرت سے پہلے ایک دن میرا ایک ہم صحبت میرے پاس آیا اور کہا۔

يَا سَالِمُ يَاسَالِمُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ وَالْخَيْرُ الدَّائِمُ غَيْرُ حُلْمِ النَّائِمِ اَللّٰه اَكْبَرُ

اے سالم ظاہر ہو گیا۔ دائمی بھلائی نمودار ہو گئی۔ یہ کسی سونے والے کا خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے اللہ سب بڑا ہے۔

ایک دوسرا شخص اسی مجلس میں موجود تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اسی طرح میرے سامنے بھی ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک دن میں چٹیل میدان میں جا رہا تھا جہاں آگے پیچھے کوئی انسان نظر نہ آیا۔ اچانک ایک اونٹ سوار میرے سامنے آیا اور بلند آواز سے کہا۔

يَا اَحْمَدُ يَا اَحْمَدُ اَللّٰهُ اَعْلىٰ وَاَمْجِدُ اَتَاكَ مَاوَعَدَكَ مِنَ الْخَيْرِ يَا اَحْمَدُ

اے احمد ﷺ! اللہ بڑی بزرگی والا ہے۔ اللہ نے تم سے جو نیکی کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا۔

یہ کہتے ہی وہ اونٹ سوار میری نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ ایک تیسرا انصاری شخص اس مجلس میں تھا اس نے بھی اسی طرح اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ میں

ملک شام کے ایک چٹیل میدان کا سفر کر رہا تھا۔ اچانک چند اشعار سننے میں آئے جن کا مطلب یہ تھا کہ ''ایک ستارہ چمکا جس نے مشرق کو منور کر دیا اور ایک رسول ﷺ ہیں جو شخص ان کی پیروی اور تصدیق کرے گا نجات پائے گا۔ اللہ نے ان کی نبوت کو اور امر حق کو ثابت کر دیا ہے۔''

معجزہ ۱۷۱:۔ فاکہی نے اخبار مکہ میں عامر بن ربیعہؓ سے ابونعیم نے ابن عباس سے اور دوسرے محدثین نے عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑ ابوقبیس سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی برائی میں سنے گئے یہ جن کی آواز تھی۔ اس میں یہ مضمون بھی تھا کہ مسلمانوں کو مار ڈالو، شہر سے نکال دو، بت پرستی مت چھوڑو، کفار بہت خوش ہوئے اور اتر کر کہنے لگے کہ غیب سے بھی تمہارے قتل کرنے اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو یہ آواز مسعر نامی جن کی تھی، بہت جلد اللہ اس کو سزا دے گا۔ تیسرے دن آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ آج ایک بہت بڑا جن سمح نامی میرے پاس آ کر مسلمان ہوا۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اس نے مجھ سے مسعر کو قتل کرنے کی اجازت چاہی اور میں نے اجازت دے دی۔ آج مسعر مارا جائے گا۔ مسلمان خوش ہو کر انتظار میں تھے۔ شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ سننے میں آئے جن کا مضمون یہ تھا کہ

''ہم نے مسعر کو اس وجہ سے قتل کر دیا کہ اس نے سرکشی کی، حق کی توہین کی اور برائیوں کا راستہ بنایا اور اور رسول پاک ﷺ کی شان میں بے ادبی کی۔ میں نے ایک چمکتی ہوئی تیز تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

معجزہ ۱۷۲:۔ ابونعیم اور ابن عساکر نے قبیلہ بنی خثعم کے ایک شخص سے روایت کی

ہے کہ عرب حرام و حلال کی پہچان نہیں رکھتے تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے اور جب آپس میں کوئی اختلاف ہوتا تو بتوں سے جا کر حال بیان کرتے اور بتوں کے پیٹ سے جو آواز آتی اس پر عمل کرتے۔ بنی خشعم کے اس آدمی نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ہم آپس میں ایک مرتبہ جھگڑا کر کے فیصلہ کے لیے بتوں کے پاس گئے اور جا کر چڑھاوا چڑھایا اور بت کے پاس بیٹھے رہے۔ اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آئی اور اس مضمون کے اشعار سننے میں آئے۔ ''ارے گوشت و پوست والے انسانو! تم پتھروں سے فیصلہ چاہتے ہو۔ کتنی بے وقوفی کی بات ہے۔ یہ پیغمبر تمام انسانوں کے سردار ہیں اور تمام حاکموں میں یہ سب سے زیادہ منصف اور انصاف والے ہیں۔ یہ نور اور اسلام کو نمایاں کر کے لوگوں کو گناہوں سے بچاتے ہیں، بنی خشعم کا وہ شخص کہتا ہے کہ یہ سن کر ہم ڈر سے بھاگے اور ہر مجلس میں اسی قصہ کا چرچا رہا۔ کچھ دنوں کے بعد ہم کو خبر ملی کہ آنحضور ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لیے ہجرت فرمائی۔ یہ خبر پاتے ہی ہم سب مسلمان ہو گئے۔

معجزہ ۱۷۳:۔ ابو نعیم کی روایت تمیم داریؓ کا بیان ہے کہ جن دنوں نبی کریم ﷺ کو نبوت ملی میں ان دنوں شام میں تھا۔ مجھے راستے میں رات ہو گئی۔ پرانے دستور کے مطابق میں نے جنگل میں رات بسر کرنے کے لیے باآواز بلند کہا کہ میں اس جنگل کے سردار کی پناہ میں ہوں۔ اس کے بعد اچانک آواز آئی۔ کہنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ اس آواز کا مطلب یہ ہے کہ ''اللہ کی پناہ طلب کر۔ جنات خدا کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔'' میں نے کہا یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے پھر کہا کہ ''عرب میں پیغمبر ظاہر ہو گئے ہیں۔ ہم نے ان کے پیچھے مکہ کی اطاعت کرنے کا عہد کیا۔ اب جنات کا مکر ختم ہو گیا۔ اب جنات کو انگاروں کی مار پڑتی ہے۔ تو جا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو جا۔''

تمیم داری کہتے ہیں کہ صبح ہوئی تو میں نے سفر شروع کر دیا۔ ایک شہر میں پہنچ کر ایک راہب سے یہ قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جنوں نے سچ کہا۔ ایک پیغمبر حرم میں ظاہر ہو کر دوسرے حرم کی طرف ہجرت کریں گے۔ وہ پیغمبر تمام پیغمبروں میں افضل ہیں جا بہت جلد تو ان کی خدمت میں حاضر ہو جا۔

معجزہ ۱۷۴:۔ ابونعیم نے خویلد ضمری سے روایت کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس کے پیٹ سے یہ آواز آئی۔ ''اب آسمانی خبروں کی چوری جو جن کیا کرتے تھے وہ ختم ہو گئی۔ اب جنوں کو ستاروں سے مار بھگایا جاتا ہے۔ یہ اس لیے ہوا کہ مکہ میں ایک احمد ﷺ نام کے ایک نبی پیدا ہوئے ہیں اور وہ یثرب (مدینہ) کی جانب ہجرت کریں گے۔ وہ نبی نماز، روزے، نیکوکاری اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے ہیں۔'' خویلد کہتے ہیں کہ ہم یہ آواز سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نبی کی تلاش کی تو لوگوں نے خبر دی کہ سچ ہے۔ مکہ میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں جن کا نام احمد ﷺ ہے۔

معجزہ ۱۷۵:۔ ابونعیم ابن جریر اور طبرانی وغیرہ نے بہت سی سندوں سے عربوں کے ایک بڑے سردار عباس بن مرداس سے روایت کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ جب تمہیں کوئی سخت مصیبت پہنچے تو ضمار نامی بت کی پوجا کر کے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک دن میں اپنے رفقاء کے ساتھ ایک جنگل میں شکار کو گیا۔ دوپہر کے وقت آرام کے لیے میں اور میرے سب ساتھی ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ اچانک یہ منظر میں نے دیکھا کہ سفید روئی کے گالے کی طرح ایک شترمرغ ہوا پر سے اترا۔ اس شترمرغ پر ایک بوڑھا آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے نظر آیا۔ اس مرد پیر نے مجھ سے کہا کہ ''عبداللہ بن مرداس! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ آسمان کو اب چوکیداروں کی حفاظت حاصل ہے۔ زمین پر لڑائی چل گئی۔ گھوڑے لڑائی کے لیے

تیار ہو چکے۔ یہ نیکی کا راستہ کو لایا ہے وہ پیر کے دن پیدا ہوا ہے۔ اس کے پاس قصوا نامی ایک اونٹنی ہے۔"

عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا کہ پریشانی کے عالم میں باپ کے بتائے ہوئے بت ضمار کے پاس گیا۔ اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا تا کہ میری پریشانی دور ہو، اچانک اس بت کے پیٹ سے چند اشعار کی آواز آئی۔ ان کا مطلب یہ تھا۔ "سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو کہ بت خانہ والے تباہ ہو گئے۔ مسجدوں والے زندہ ہو گئے۔ ضمار بت بھی ہلاک ہوا۔ اس کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ لیکن محمد ﷺ کے نبی ہونے اور ان پر کتاب نازل ہونے کے بعد بتوں کی پوجا ختم ہو گئی یہ نبی عیسیٰ ابن مریم کے بعد نبوت کے وارث ہوئے۔ یہ خاندان قریش سے تعلق رکھتے ہیں اور صحیح راہ پر گامزن ہیں۔"

عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے یہ قصہ لوگوں سے چھپایا اور کسی سے ذکر نہ کیا ان ہی دنوں جب کفار مکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جنگ احزاب لڑ کر واپس ہو رہے تھے میں مقام عقیق کی طرف اونٹ خریدنے گیا تھا۔ اچانک سخت آواز آسمان سے آئی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہی پہلا بوڑھا سفید کپڑے پہنے ہوئے شتر مرغ پر سوار نظر آیا۔ وہ کہہ رہا تھا وہ نور جو روز دوشنبہ اور شب سہ شنبہ دنیا میں ظاہر ہوا ہے بہت جلد اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر ملک نجد پہنچے گا۔ عباسؓ کا بیان ہے کہ اسی وقت سے میرے دل میں اسلام کی عقیدت و محبت جم گئی۔

معجزہ ۱۷۶:۔ ابن سعد اور ابونعیم کی روایت میں سعید بن عمرو ہذلی بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے ایک بت پر ایک بکری ذبح کر کے چڑھائی۔ اچانک اس بت کے پیٹ میں سے چند اشعار کی آواز آئی۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ "تعجب خیز بات یہ ہوئی ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد سے ایک ایسے نبی پیدا ہوئے ہیں جو زنا کاری اور بتوں کے نام پر نذر و نیاز کو حرام کہتے ہیں۔ ان کے آنے کے بعد

آسمانوں کی حفاظت ہونے لگی۔ اب ہم ستاروں سے مار بھگائے جاتے ہیں۔"
حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرا باپ آواز سن کر مکہ آ گیا۔ کسی نے پیغمبر کا پتہ نہ دیا۔ جب ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہاں محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہمارے یہاں اللہ کے پیغمبر بھیجے گئے ہیں۔ تم ان پر ایمان لے آؤ۔

معجزہ ۱۷۷:۔ ابن سعد کی روایت میں جسعد بن قیس مرادی کا بیان ہے کہ ایک حج کے لیے ہم چار آدمی جا رہے تھے۔ راستے میں یمن کے ایک جنگل میں جاتے جاتے چند اشعار کی آواز سنی گئی۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اے مسافرو! جب تم زمزم اور حطیم (کعبہ کے ایک گوشہ) پر پہنچو تو اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارا پیغام کہہ دینا کہ ہم تمہارے دین کے پابند ہیں۔ ہم کو عیسیٰ ابن مریم نے اس بات کی وصیت کی تھی۔ یعنی جب احمد نبی آئیں تو سب ان پر ایمان لانا۔

معجزہ ۱۷۸:۔ امام احمد، بزار، ابویعلیٰ اور بیہقی وغیرہم نے بلالؓ بن حارث سے روایت کی ہے کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ مقام عروج میں جب ہمارا پڑاؤ ہوا تو میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں ملنے گیا دیکھتا ہوں کہ آنحضور ﷺ لشکر کے خیمے سے دور جنگل میں اکیلے بیٹھے ہیں۔ میں آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو بڑا شوروشغب میں نے سنا۔ ایسا معلوم ہوا کہ بہت سے آدم آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں وہیں ٹھہر گیا۔ میں نے سمجھا کہ غیب سے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اچانک آپ ﷺ خود ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ میں نے شوروہنگامہ کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جنات اور کافروں جنات کے درمیان جائے قیام کے بارے میں جھگڑا تھا۔ میں نے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جنت حبش میں اوز کافر جنات غور میں قیام کریں اور ایک دوسرے سے نہ

ملیں۔ اس واقعہ کے راوی کثیر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہمارے تجربہ میں بات آئی ہے کہ جبش میں اگر کسی کا اثر ہوتا ہے تو شفا ہو جاتی ہے۔ لیکن غور میں جسے آسیب ہوتا وہ اکثر ہلاک ہو جاتا ہے۔

معجزہ ۱۷۹:۔ خطیب نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ آرام کی غرض سے آنحضور ﷺ ایک کھجور کے درخت کے سائے میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک کالا سانپ آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر اپنا منہ آنحضور ﷺ کے کان کے سوراخ میں لے گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد آنحضور ﷺ نے اس کے کان کے پاس اپنا منہ لے جا کر کچھ فرمایا۔ اس کے بعد وہ سانپ ایسا غائب ہو گیا کہ گویا اسے زمین نگل گئی۔ ہم نے عرض کیا کہ حضور آپ ﷺ نے سانپ کا منہ اپنے کانوں تک پہنچنے دیا تو ہمیں بڑا ڈر معلوم ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جانور جن تھا، فلاں سورت کی چند آیتیں بھول گیا تھا۔ ان ہی آیتوں کی تحقیق کے لیے جنوں نے اسے بھیجا تھا۔ تم لوگ موجود تھے اس لیے وہ سانپ کی صورت بدل کر آیا اور آیتیں پوچھ گیا جابر کہتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضور ﷺ روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں کے آدمی آپ ﷺ کی آمد کی خبر پا کر آپ ﷺ کے منتظر تھے۔ آپ ﷺ پہنچے تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس گاؤں کی ایک نوجوان عورت پر ایک جن عاشق ہو گیا ہے۔ اسے اتنا پریشان کر رکھا ہے کہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔ مرنے کے قریب ہے جابرؓ کہتے ہیں کہ اس عورت کو میں نے دیکھا۔ ایسی خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا۔ آنحضور ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا اے جن! تجھے معلوم ہے کہ میں محمد ﷺ! اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں، اس عورت کو تو چھوڑ دے اور یہاں سے تو چلا جا۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ عورت اچھی ہوشیار ہو گئی۔ فوراً ہوش آیا۔ اس نے منہ چھپا لیا اور مردوں سے حجاب کرنے لگی۔

پانچواں باب

آسمان اور ستاروں سے متعلق معجزات کا بیان

معجزہ ۱۸۰:۔ صحیحین اور دوسری معتبر کتب احادیث میں مشہور اور متواتر روایتوں سے یہ واقعہ ثابت ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں ابوجہل، ولید بن مغیرہؓ اور عاص بن قاتل وغیرہ کفار نے جمع ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ سوال اٹھایا کہ اگر تم سچے ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر دکھاؤ۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لاؤ گے؟ سب نے کہا ہاں! چنانچہ آنحضور ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی یہ چاند دو ٹکڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہر کافر کو نام لے کر پکارا اور کہاں گواہ رہنا، اے فلاں گواہ رہنا۔ سب لوگوں نے چاند کے ٹکڑے اچھی طرح سے دیکھ لیے۔ دو ٹکڑے ایک دوسرے سے اتنی دوری پر ہو گئے تھے کہ بیچ میں ہرا پہاڑ نظر آ رہا تھا۔ کافروں نے اس پر کہا کہ یہ تو جادو ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم اس معاملہ کی مزید تحقیق کریں گے۔ اگر یہ جادو ہوگا تو صرف ہم لوگوں پر ہی ہو سکتا ہے۔ جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں دوسرے شہروں اور ملکوں میں ہیں ان پر تو جادو نہیں ہو سکتا۔ اس لیے باہر سے جو لوگ آویں ان سے اس معاملہ کی تحقیق کرنی چاہیے۔ چنانچہ دور دراز کے لوگ آیا کرتے تھے اور ان سے جب چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا حال پوچھا جاتا تو وہ سب اقرار کرتے کہ ہاں ہم نے بھی چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔ یہ معجزہ آنحضور ﷺ کا اتنا بڑا ہے کہ اس کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ٥ وَاِنْ يَّرَو وَاٰيَةً يُّعْرِضُوْا

وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ○

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور اگر یہ لوگ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو روگردانی کرتے ہیں کہ یہ تو چلتا ہوا جادو ہے۔

اب یہ چیز ممکن ہی نہیں بلکہ واقع بھی ہو گئی کہ آسمان اور سارے عالم کی حالت بدل سکتی ہے۔ لیکن کفار کا عجیب حال ہے کہ بت پرستی وغیرہ جو عقل کے بالکل خلاف ہے اس کو تو مانتے ہیں لیکن کو سچا معجزہ اور نشانی ظاہر ہو تو اس کو جادو وغیرہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا یہ معجزہ صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں دیکھا گیا۔ تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ایک راجہ نے مسلمانوں سے جب قصہ سنا تو اپنے مذہب کے عالموں سے اس زمانے کے حالات کی تحقیق کی جس زمانے میں رسول ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ برہموں اور عالموں نے اس زمانے کے حالات کی تحقیق کی جس زمانے میں رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔ انہوں نے ان کتابوں میں تلاش کیا تو چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی تصدیق کر دی۔ یہ معلوم کر کے وہ راجہ مسلمان ہو گیا۔

سوانح الحرمین میں لکھا ہے کہ صوبہ مالوہ (تاریخ فرشتہ میں لفظ مکیبار ہے) میں دریائے چنبل کے پاس ایک شہر دبار ہے وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا ہوا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد چاند پھر جڑ گیا۔ اس نے اپنے یہاں کے پنڈتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عرب میں ایک نبی پیدا ہوں گے۔ ان کے ہاتھ سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ظاہر ہو گا۔ یہ معلوم کر کے اس راجہ نے اپنا قاصد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا۔ اس راجہ کا نام آنحضور ﷺ نے عبداللہ رکھا۔ اس راجہ کی قبر شہر دبار کے

باہر اب بھی موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اس واقعے کو مولانا رفیع الدین صاحب نے بھی اپنے رسالہ ''شق القمر'' میں تاریخ فضلی سے نقل کر رکھا ہے جس میں مالوہ کے اس راجہ کا نام بھوج بتایا ہے۔ چاند کے دو ٹکڑے ہونے پر بے دینوں نے بہت سے اعتراضات کیے ہیں۔ ان سب کا جواب مولانا رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ ''دفع اعتراضات معجزہ شق القمر'' میں خوب تفصیل سے دیا ہے اور بتایا ہے کہ حکمائے یورپ کو بھی یہ مسئلہ ماننا پڑا۔ اور فلاسفہ کا بہت بڑا طبقہ فلکیات میں خرق والتیام کا قائل ہے۔ سوائے مشائین کے زدہ خرق والتیام کے منکر ہیں۔ اگرچہ ان کے دلائل بہت کمزور ہیں اور علماء کلام نے ان کا جواب دیا ہے۔

معجزہ ۱۸۱:۔ امام طحاوی اور طبرانی نے اسماء بنت عمیسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ خیبر کے قریب مقام صہبا میں تشریف فرما تھے۔ اسی دوران آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ آپ ﷺ سر مبارک حضرت علیؓ کے زانو پر رکھ کر سو گئے۔ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ آنحضور ﷺ کی نیند کی وجہ سے حرکت نہ کی۔ جب آفتاب غروب ہونے لگا تب آنحضور ﷺ بیدار ہوئے اور علیؓ سے پوچھا کہ تم نے عصر کی نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ اے الٰہی یہ علیؓ تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں مشغول تھے، تو سورج کو واپس لوٹا دے۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد پھر نکل آیا، اور اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی۔ اس حدیث کی صحت میں محدثین نے کلام کیا ہے۔ چنانچہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن بہت سے محققین محدثین نے صحیح کہا ہے۔ امام سیوطی نے اس حدیث کی تشریح میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ جس کا نام کشف اللبس فی حدیث رد الشمس رکھا ہے اور

اس حدیث کو بہت سی سندوں سے روایت کر کے صحیح ثابت کیا ہے اور اس حدیث کی صحت کو بہ دلائل قدیہ ثابت کیا ہے۔

معجزہ ۱۸۲:۔ بیہقی نے عثمان بن ابی العاص کی ماں فاطمہ بنت عبداللہ سے روایت کی ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت میں وہاں موجود تھی۔ آپ ﷺ جس وقت پیدا ہوئے میں نے دیکھا سارا گھر نور سے بھر گیا اور ستارے اس قدر قریب آ گئے تھے کہ اس امر کا گمان ہوا کہ یہ تارے اب گر پڑیں گے۔

معجزہ ۱۸۳:۔ بیہقی، صابونی، خطیب اور ابن عساکر نے عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے۔ عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میرے اسلام لانے کا سبب آپ ﷺ کی نبوت کی ایک علامت ہوئی ہے۔ وہ علامت یہ ہے کہ جس وقت آپ ﷺ اپنی ابتدائی عمر میں اپنے نیگورے میں آرام فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کرتے تھے تو جس طرح آپ ﷺ اشارہ کرتے اسی طرف جھک جاتا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں چاند سے باتیں کرتا تھا۔ چاند مجھے رونے سے باز رکھتا اور جب چاند عرش کے نیچے سجدہ کے لیے گرتا تھا تو میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا۔ صابونی کا بیان ہے کہ یہ روایت معجزات میں حسن ہے۔

چھٹا باب

وہ معجزات جن کا تعلق آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے ہے

اس باب میں چار فصلیں ہیں۔
پہلی فصل ان معجزات کے متعلق ہے جن کا تعلق مٹی سے ہے۔
دوسری فصل ان معجزات سے متعلق ہے جن کا تعلق پانی سے ہے۔
تیسری فصل ان معجزات کے بیان میں ہے جن کا تعلق آگ سے ہے۔
چوتھی فصل ان معجزات کے بیان میں ہے جن کا تعلق ہوا سے ہے۔

پہلی فصل

مٹی سے متعلق معجزات

معجزہ ۱۸۴:۔ صحیحین میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ ہجرت کے موقعہ پر سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا۔ میں نے اسے قریب آتا ہوا دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم کو تو اب ایک شخص نے پکڑ ہی لیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا غمگین نہ ہو اور کوئی فکر نہ کر۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے سراقہ کے لیے بددعا فرمائی جس کا اثر یہ ہوا کہ اس گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں ساتھیوں نے میرے اوپر بددعا کی ہے۔ اب دعا کر دو میں اس مصیبت سے نجات پا جاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری تلاش میں جو کوئی نکلا ہوگا اس کو واپس کر دوں گا۔ آنحضور ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی تو اس کو نجات ملی۔ اس کے بعد سراقہ سے جو کوئی ملتا تو اس سے یہ کہتا کہ اس طرف محمد ﷺ اور اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ آنحضور ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے ملتا جلتا ہے جس سے قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا تھا۔ بیضاوی وغیرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا واقعہ یوں مذکور ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت تکلیف دیا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ قارون آپ کا چچازاد بھائی تھا اس لیے آپ درگزر فرما دیا کرتے تھے۔ جب مال پر زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے مطالبہ کیا کہ ہزار درہم میں سے ایک ہی درہم زکوٰۃ ادا کر دیا کر۔ اس نے حساب لگایا کہ اس حساب سے بھی بہت سارا مال

نکلتا تھا جو زکوۃ میں ادا کرنا پڑتا۔ پس قارون نے ترکیب سوچی اور موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں تہمت لگا کر مجرم ثابت کرے تاکہ لوگوں کا عقیدہ ان سے ہٹ جائے۔ چنانچہ اس نے بہت سارا مال دے کر ایک فاحشہ عورت کو بدکاری کی تہمت کے لیے تیار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عید کے دن خطبہ میں وعظ فرما رہے تھے جس میں چوری پر ہاتھ کاٹنے اور زنا پر کوڑے مارنے اور سنگسار کرنے کی تلقین فرمار ہے تھے۔ قارون نے کہا اگر تم نے ایسا جرم کیا ہو تب؟

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھ کو بھی یہی سزا ملنی چاہیے۔ تب قارون نے کہا کہ بنی اسرائیل کی فلاں عورت کے ساتھ تمہاری بدکاری کا چرچا ہے۔ آپ نے اس عورت کو بلوایا اور اس کو خدا کی قسم دے کر پوچھا تو عورت نے صاف صاف کہہ دی کہ یا نبی اللہ! مجھ کو قارون نے مال دے کر تہمت لگانے پر آمادہ کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نے درگاہ خداوندی میں سجدہ کر کے قارون کے حق میں بددعا فرمائی۔ وحی نازل ہوئی کہ موسیٰ! ہم نے زمین کو تمہارا تابع بنا دیا جو چاہو حکم کرو، زمین تعمیل کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

يَاأَرْضُ خُذِيْهِ.

اے زمین قارون کو پکڑ لے۔

چنانچہ زمین نے گھٹنوں تک قارون کو اپنے اندر لے لیا اور دھنسا دیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے زمین! قارون کو پکڑ لے۔ اس پر زمین اس کو کمر تک نگل گئی۔ پھر آپ نے فرمایا، اے زمین! اس کو پکڑ لے۔ اب زمین اس کو گردن تک نگل گئی۔ پھر آپ نے فرمایا، اے زمین اس کو پکڑ لے۔ چنانچہ اس وقت زمین نے قارون کو پورے طور پر دھنسا لیا۔ جس وقت زمین کو دھنسانا شروع کیا تھا وہ برابر عاجزی وزاری حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کرتا رہا۔ مگر آپ نے اس پر کچھ رحم نہ کیا۔ اس پر خدا نے بذریعہ وحی فرمایا کہ اے موسیٰ! قارون نے تم سے اتنی عاجزی

وزاری کی، اگر میرے حضور میں ایک بار بھی دعا کرتا تو میں قبول کر لیتا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے کہنا شروع کیا کہ موسیٰ نے قارون کو اس لیے دھنسایا ہے تا کہ اس کے مال پر قبضہ کر لیں تب موسیٰ علیہ السلام نے پھر بددعا کی تو قارون کا مکان اور سب مال و اسباب زمین میں دھنسا دیا گیا۔

سراقہ بن مالک کے حق میں نبی کریم ﷺ کا معجزہ اس سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن اس میں آپ ﷺ کی رحمت کی شان نمایاں ہے۔ سراقہ نے جب آنحضور ﷺ سے عاجزی کی تو آپ ﷺ نے اس پر رحم فرمایا۔ بلکہ یہاں تک ہوا کہ ہمیشہ کے لیے سراقہ کے حق میں امن و امان کا پروانہ لکھ دیا گیا اور یہ بشارت بھی دی کہ کسریٰ کے کنگن ایک دن تیرے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا؟ چنانچہ یہ پیشن گوئی بھی پوری ہوئی اور فارس کے فتح کے بعد کسریٰ کے ہاتھوں کے کنگن سراقہ کو پہنائے گئے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کی عاجزی و زار پر کوئی التفات نہ کیا۔ رحمت للعالمین کے معجزے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک طرح کی افضلیت واضح ہوتی ہے۔

معجزہ ۱۸۵۔ بیہقی، ابن جریر اور ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکَ ھٰذِہِ الْعَصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ لَنْ تُعْبَدَ اَبَدًا

اے خدا اگر مسلمانوں کی اس جماعت کو تو ہلاک کر دے گا تو پھر دنیا میں کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

اس دعا کے بعد حضرات جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ

مٹھی بھر مٹی یا کنکریاں لے کر کافروں پر ماریئے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مٹھی بھر کنکریوں اور مٹی سے تمام کافروں کی آنکھیں اور نتھنے بھر گئے۔ وہ سب شکست کھا کر بھاگے۔ آنحضور ﷺ کے حکم سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کفار پر سخت حملہ کیا، بہت ائمۃ الکفر یعنی کفار کے سردار مارے گئے اور بہت سے قید ہوئے اور کافروں کا بقیہ لشکر بھاگ گیا۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے لیے یہ آیت اتری۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَارَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

تم نے نہیں اللہ نے ان کو قتل کیا اور تم نے مٹی اور کنکریاں نہیں ماریں بلکہ اللہ نے ان کو مارا۔

مسلم میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہی معجزہ غزوۂ حنین میں بھی ظاہر ہوا کہ جب خوب گھمسان کی لڑائی گرم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں لے کر کافروں کی جانب پھینکیں۔ کنکریاں پھینکتے ہی کفار ٹھنڈے پڑ گئے اور شکست کا اثر نمایاں ہو گیا۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے کنکریاں پھینکتے ہوئے فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ پست اور رسوا ہوئے کفار کے چہرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار کی آنکھوں میں دھول اور کنکریاں بھر گئیں اور وہ سب آنکھیں ملتے ہوئے ہزیمت خوردہ ہو کر بھاگے۔

معجزہ ۱۸۶:۔ صحیحین میں انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں منشی محرر تھا۔ اچانک وہ اسلام سے پھر گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ آنحضور ﷺ نے اس پر بددعا فرمائی کہ ہرگز زمین اس کو نہیں سمائے گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے وہ مرتد شخص جہاں دفن ہوا تھا وہاں میں گیا تو دیکھا کہ اس کی لاش باہر پڑی ہوئی ہے۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کئی بار لوگوں نے اسے قبر میں رکھا لیکن

زمین نے ہر بار اس کو باہر پھینک دیا۔

معجزہ ۱۸۷:۔ بیہقی نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹی بات بنا کر میری طرف منسوب کرے گا اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہو گا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے ایک شخص کو کہیں بھیجا تھا۔ اس نے جا کر جھوٹی باتیں گھڑ کر آنحضور ﷺ کی طرف ان کی نسبت کر دی اور ان جھوٹی باتوں کو نبی کریم ﷺ سے منسوب کیا۔ آپ ﷺ نے اس پر بددعا کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرنے کے بعد اس شخص کا پیٹ پھٹ گیا اور زمین میں دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔

معجزہ ۱۸۸:۔ بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے محلم بن جثامہ پر بددعا فرمائی۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہوا اور وہ زمین میں دفن کیا گیا تو زمین نے باہر پھینک دیا۔ کئی بار اس طرح ہوا۔ مجبوراً اس کو ایک پہاڑی درے میں ڈال کر اوپر سے پتھر چن دیئے گئے۔ محلم کو ایک لشکر کے ساتھ آنحضور ﷺ نے مقام اضم کی طرف بھیجا تھا۔ اضم کی طرف عامر بن اضبط نے محلم کے لشکر سے آ کر سلام کیا۔ محلم نے بڑھ کر عامر بن اضبط کو قتل کر دیا اور اس کا سارا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا۔ آنحضور ﷺ کو جب اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اے اللہ تو محلم کو نہ بخشیو! چنانچہ محلم مر گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا آنحضور ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین نے تو اس سے بھی بدتر اور برے لوگوں کو قبول کر لیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ تمہیں عبرت دلانا چاہتا ہے اس لیے ایسا ہوا۔

دوسری فصل

پانی سے متعلق معجزات

معجزہ ۱۸۹:۔ صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ مقام حدیبیہ میں صحابہ کرامؓ کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک لوٹا تھا جس سے آپ ﷺ نے وضو فرمایا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں پینے اور وضو کے لیے پانی بالکل نہیں ہے بس وہی تھوڑا سا پانی ہے جو آپ ﷺ کے لوٹے میں وضو کے بعد بچ گیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ لوٹے میں ڈال دیا تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی ابلنے لگا۔ تمام صحابہؓ نے وضو کیا اور خوب پانی پیا۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ اس لشکر میں کتنے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو آدمی تھے۔ اگر ایک لاکھ ہوتے تب بھی یہ پانی کافی ہو جاتا۔ اس طرح معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ظاہر ہوا تھا کہ چھڑی مارتے ہی پتھر سے پانی کے چشمے نکل پڑے تھے۔ لیکن آنحضور ﷺ کا یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے افضل ہے، کیونکہ عام طور پر عادتاً پتھروں سے پانی نکلا ہی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ

بے شک بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان میں سے پانی کے چشمے نکلتے ہیں۔
بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی بہہ نکلتا ہے۔
لیکن گوشت پوست سے پانی نکلنا کبھی نہیں ہوتا۔ اس لیے

آنحضور ﷺ کا یہ معجزہ بہت عجیب ہے۔ پھر وہاں عصا پتھر پر مارنے سے پانی نکلتا تھا اور یہاں دست مقدس کی انگلیاں چشموں کا کام دے رہی تھیں۔ یہ حضور ﷺ کے معجزے کی امتیازی شان ہے۔

معجزہ ۱۹۰:۔ بخاری شریف میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہم اس چودہ سو افراد حدیبیہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا۔ اس کا پانی ہم نے سب کھینچ کر استعمال کرلیا۔ ایک قطرہ بھی اس میں پانی نہ بچا۔ آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور اس کے کنارے بیٹھ گئے اور ایک برتن میں پانی منگوا کر وضو کیا پھر کلی کی اور دعا کی اور بچے ہوئے پانی کو کنوئیں میں ڈال کر فرمایا کہ تھوڑی دیر کنوئیں کو چھوڑ دو۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اتنا پانی ہو گیا کہ ہمارے لشکر اور لشکر والوں کے مویشی خوب سیر ہو گئے۔ بیس دن تک یہاں قیام رہا۔ برابر اسی کنوئیں سے پانی لیتے رہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت میں تعداد پندرہ سو تھی اور براء بن عازب کی روایت میں چودہ سو آدمی بیان کیے گئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ چودہ سو سے زیادہ پندرہ سو سے کم تھے۔ جس راوی نے کسر کو شمار کر کے بیان کیا اس نے پندرہ سو سے بتائے اور جس نے کسر کو چھوڑ کر بتایا اس نے حدیبیہ میں مسلمانوں کی تعداد چودہ سو بتائی۔ دونوں بیان تخمینی ہیں۔ حدیبیہ میں آنحضور ﷺ کا قیام بیس دن رہا۔

معجزہ ۱۹۱:۔ صحیحین میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ نے ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی۔ آنحضور ﷺ نے سواری سے اتر کر حضرت علیؓ اور ایک دوسرے شخص کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ پانی تلاش کرو۔ چنانچہ یہ گئے۔ ان سے ایک عورت ملی جس کے پاس پانی کے دو مشکیزے تھے۔ اس عورت کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے ایک برتن منگوا کر ان مشکیزوں سے پانی انڈیلا اور صحابہ سے فرمایا کہ پیو۔ عمرانؓ

کا بیان ہے کہ ہم چالیس آدمی پیاسوں نے خوب سیراب ہو کر پیا اور ہمارے پاس جتنی مشکیں اور برتن تھے سب اس پانی سے بھر لیے۔ اس کے بعد بھی خدا کی قسم اس عورت کی مشکیں پہلے سے زیادہ بھری ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

معجزہ ۱۹۲:۔ صحیحین میں انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے قریب مقام زورا پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں پانی کا ایک برتن لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ برتن میں رکھ دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ ابلنے لگا۔ تین سو کے قریب آدمی تھے سب نے اس پانی سے وضو کیا۔

معجزہ ۱۹۳:۔ بخاری شریف میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضور ﷺ کے معجزات کو برکت و خوشحالی کی علامت سمجھتے تھے اور تم لوگ سمجھتے ہو کہ معجزات ڈرانے کے لیے ہیں۔ پھر ابن مسعودؓ نے واقعہ بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ پانی تھوڑا سا رہ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے بچا ہوا پانی منگوایا اور اپنا مبارک ہاتھ اس میں ڈال دیا کہ "پاک کرنے والی پانی اور اللہ تعالیٰ کی برکت حاصل کرو اور لو یہ پاک اور اللہ کی برکت ہے۔" ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے پانی جوش مار کر نکلتے ہوئے میں نے خود دیکھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح کی آواز سنی۔ بخاری شریف کی اس روایت میں آنحضور ﷺ کے دو معجزے مذکور ہے۔ ایک انگشت ہائے مبارک سے پانی کا نکلنا، دوسرے کھانے کی تسبیح کا سننا۔

معجزہ ۱۹۴:۔ مسلم شریف میں ابوقتادہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سفر میں صحابہؓ سے فرمایا کہ تم آج دن ڈھلنے کے بعد سے رات بھر سفر جاری رکھنا، کل اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں پانی ملے گا۔ لوگ تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہے اور نبی کریم ﷺ آدھی رات تک چل کر راستے سے ایک کنارے پر ساتھیوں کے

ساتھ رات گزارنے کے لیے اتر پڑے۔ آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرما دی کہ تم تمام لوگ نہ سو جانا، نماز کا خیال رکھنا۔ فجر کی نماز فوت نہ ہو جائے۔ اتفاق کی بات کہ شب میں تمام لوگوں کی آنکھ لگ گئی اور سب سوتے رہ گئے۔ یہاں تک کہ سب سے پہلے آنحضور ﷺ اس وقت بیدار ہوئے جب کہ دھوپ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پڑنے لگی۔ آپ ﷺ نے ساتھیوں کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ وہاں سے چل کر جب سورج ذرا اونچا ہوا تو آپ ﷺ سواری سے اترے۔ ایک بڑا لوٹا میرے پاس تھا۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ یہ آپ ﷺ نے منگوا کر اس پانی سے درمیانی اور معمولی وضو فرمایا اور تھوڑا سا پانی لوٹے میں بچا دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس پانی کو حفاظت سے رکھنا۔ اس پانی کا ایک حال اور شان ہے۔ اس کے بعد بلالؓ نے اذان دی اور سنتوں کے بعد آنحضور ﷺ نے قضاء نماز باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد سفر شروع ہوا۔ جب دھوپ زیادہ تیز ہوگئی تو لوگوں نے کہا کہ پیاس کے مارے مسافر جاں بلب ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا گھبراؤ نہیں۔ آپ ﷺ نے وہ لوٹا منگوایا اور لوٹے سے پانی ڈالنا شروع کیا اور ابوقتادہ نے لوگوں کو پلانا شروع کیا۔ پانی دیکھ کر قافلے کے سب لوگ ٹوٹ پڑے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مت گھبراؤ۔ تم سب آسودہ ہو جاؤ گے۔ چنانچہ پلاتے پلاتے سب لوگوں کو سیراب کر دیا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ بعد میں آنحضور ﷺ اور میں دو آدمی بچ گئے۔ میں نے درخواست کی کہ پہلے آپ ﷺ نوش فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابوقتادہ پہلے تم پیو۔ پلانے والے کو اور ساقی کو پیچھے ہی پینا چاہیے۔ چنانچہ میں نے پیا اور آپ ﷺ نے سب کے بعد پانی نوش فرمایا۔

معجزہ ۱۹۵:۔ بیہقی اور حاکم نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑائی کے موقع پر مجاہدین کو پیاس کی سخت تکلیف ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے آنحضور ﷺ سے

درخواست کی کہ پانی کے لیے خدا سے دعا فرمایئے۔ آنحضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ اسی وقت ایک گھٹا اٹھی اور اتنی بارش ہوئی کہ لوگ خوب سیر ہو گئے۔ بعض شارحین نے لکھا ہے کہ یہ معجزہ جنگ بدر میں ظاہر ہوا تھا اور اسی معجزہ کی طرف سورۂ انفال کی اس آیت میں اشارہ ہے۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم

اور اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر آسمان سے پانی نازل کرے گا تا کہ تم کو پاک کر دے۔

معجزہ ۱۹۶:۔ بیہقی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کا پانی قبا کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ قبا ایک مقام کا نام ہے جو مدینے سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ تو اس میں اتنا پانی ہو گیا کہ کبھی اس میں کمی نہ پیدا ہوئی۔

معجزہ ۱۹۷:۔ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ

انس بن مالکؓ کے مکان میں ایک کنواں تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا میٹھا ہو گیا کہ مدینے میں اس کے مقابل کسی کنوئیں کا پانی نہ رہا۔

معجزہ ۱۹۸:۔ ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ڈول زم زم کا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں کلی کر دی۔ اسی وقت اس پانی میں مشک سے زیادہ خوشبو پیدا ہو گئی۔

معجزہ ۱۹۹:۔ ابن سعد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو سامان سفر کے طور پر پانی سے بھری ہوئی ایک مشک منہ بند کر کے دی اور دعا بھی فرمائی۔ جب نماز کے وقت صحابہؓ نے مشک کا منہ کھولا تو اس میں دودھ بھرا ہوا ملا اور اس کے منہ پر مکھن جما ہوا موجود تھا۔

معجزہ ۲۰۰:۔ امام مستغفری نے روایت کی ہے کہ عمرؓ کے زمانے میں جب مصر فتح

ہوا تو مصر کے لوگوں نے وہاں کے گورنر عمرو بن العاص سے کہا کہ دریائے نیل کا یہ دستور ہے کہ جب اس مہینہ کی بارہویں تاریخ کو ایک کنواری حسین لڑکی کو اس کے ماں باپ کی اجازت لے کر اپنے کپڑے اور زیور پہنا کر نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اس میں پانی جاری ہو جاتا ہے۔ بغیر اس رسم کے نیل میں پانی نہیں آتا۔ اس لیے آپ بھی ایسا ہی کریں۔ عمرو بن عاص نے کہا کہ یہ رسم اسلام میں نہیں چلے گی۔ اسلام نے سابقہ تمام بری رسوم کو مٹا دیا ہے۔ چنانچہ تین مہینہ تک دریائے نیل خشک رہا اور چونکہ مصر کی کھیتی کا دارومدار نیل کے پانی پر ہی تھا اس لیے تمام آبادی نے پریشان ہو کر مجبوراً شہر چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ عمرو بن العاصؓ نے سارا حال لکھ کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا کہ مصر کی پرانی رسم پر عمل نہ کیا۔ اسلام تو اس قسم کی رسموں کو مٹانے کے لیے آیا نہ کہ اس قسم کی مشرکانہ رسوم کی سرپرستی کرنے کو۔

اس خط میں حضرت عمرؓ نے ایک ملفوف رقعہ رکھ کر حکم دیا کہ تم اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب خط وعمرو بن العاصؓ کے پاس پہنچا اور وہ رقعہ پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ''اللہ کے بندے عمر امیرالمسلمین کی طرف سے یہ رقعہ نیل کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اے نیل! اگر تیرا جاری ہونا خود تیرے اختیار میں ہے اور تو جاری ہوتا ہے تو تو مت جاری ہو اور اگر خدائے واحد کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو اس ذات سے دعا کرتے ہیں کہ جاری کر دے۔'' عمرو بن العاصؓ نے رقعہ کو نیل میں ڈال دیا۔ اسی رات نیل کا پانی جاری ہو گیا۔ سولہ گز پانی ایک رات میں بھر گیا۔ اس وقت سے وہ رسم بد ختم ہو گئی۔ آنحضور ﷺ کی امت کے ایک فرد کی یہ کرامت ہے۔ جس نبی ﷺ کی پیروی میں یہ کرامت پیدا ہو اس کا یہ معجزہ کہا جائے تو بے جا نہیں۔

تیسری فصل

آگ سے متعلق معجزات کا بیان

معجزہ ۲۰۱:۔ صحیحین میں جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر اس میں آنکلا جو کسی طرح ہم لوگوں سے نہ ٹوٹ سکا۔ آنحضور ﷺ کو جب خبر ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور خندق میں اترے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور روٹی بھی پکوانی نہ شروع کرنا۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور لعاب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے اور ہانڈی میں ڈال کر دعا فرمائی اس کے بعد آپ ﷺ نے روٹی پکانے والی کو بلوایا اور ہدایت فرمائی کہ ہانڈی کو چولھے سے نہ اتارنا اور پیالے بھر بھر کر کھلاتے رہنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خندق کھودنے والے ہزار آدمی تھے۔ خدا کی قسم سب نے خوب آسودہ ہو کر کھایا اور پھر بھی ہانڈی بھری ہوئی اسی طرح جوش مار رہی تھی اور آٹے میں سے بھی کچھ کم نہ ہوا تھا۔ اس واقعہ میں آنحضور ﷺ کا یہ بھی معجزہ تھا کہ پتھر آپ ﷺ کی ضرب سے ریت ریت ہو گیا۔ نیز کھانے میں بڑی برکت ہوئی اور آگ کے اثر سے نہ پتیلی کا سالن خشک ہوا اور نہ جلا۔ اگرچہ آگ کی خاصیت خشک کر دینے اور جلا دینے کی ہے۔ لیکن یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ اور آپ ﷺ کے مبارک لعاب دہن کی برکت تھی کہ جابرؓ کی ہنڈیا بالکل محفوظ رہی۔ حضور ﷺ کے اس معجزے کا تعلق آگ سے تھا۔

معجزہ ۲۰۲:۔ قطب الدین قسطلانی نے اپنی کتاب ''اجمل الایماز فی الاعجاز

نباز الحجاز'' میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق جو آگ حجاز میں ظاہر ہوئی تھی وہ پتھروں تک کو گلا دیتی تھی۔ وہ آگ حرم کے پتھروں تک پہنچی۔ جس کا آدھا حصہ حرم سے باہر تھا اور آدھا حصہ حرم میں داخل تھا۔ باہر والے حصے کو اس نے جلا کر خاک کر دیا اور جب آگ دوسرے حصہ پر جو حرم میں داخل تھا پہنچی تو خود بخود بجھ گئی۔ قرطبی نے لکھا ہے کہ وہ آگ مدینہ سے ایک منزل کی دوری پر ظاہر ہوئی تھی۔ دریا کی طرح اس کی موجیں اٹھتی تھیں اور اس کا اثر اتنی دور تک پہنچا کہ یمن کے گاؤں تک کو بھی جلا ڈالا۔ لیکن باوجود اس کے مدینہ کی جانب اس آگ سے ٹھنڈی ہوا نکلا کرتی تھی۔

نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ عدیم ابن ظاہر علوی کے پاس آنحضور ﷺ کے موئے مبارک تھے۔ جن کی تعداد چودہ تھی۔ انہوں نے حلب کے ایک امیر کے پاس جو علویوں سے محبت رکھتا تھا ان بالوں کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ امیر حلب نے ان بالوں کو بڑی عزت و تکریم سے قبول کیا اور علوی کی بھی معقول خدمت کی۔ ایک مدت کے بعد وہ علوی جب اس امیر کے پاس گیا تو امیر حلب نے اس علوی سے رخ دے کر بات نہ کی اور چیں بہ چیں ہوا۔ علوی نے غصہ کا سبب پوچھا کہ امیر نے بتایا کہ میں نے سنا ہے جو بال تم لائے وہ آنحضور ﷺ کی جانب غلط طور پر منسوب کیے گئے ہیں۔ علوی نے کہا ان کو منگوائیے۔ چنانچہ وہ بال لائے گئے اور آگ جلائی گئی۔ آگ میں بال ڈال دیئے گئے لیکن وہ بجائے جلنے کے اور بھی اچھے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر امیر نے اپنی رائے بدلی اور علوی کی پہلے سے زیادہ تعظیم کی اور نذر پیش کی۔ یہ آنحضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ آگ نے بال پر اثر نہ کیا۔

ایک تیسرا معجزہ آگ کے بارے میں مثنوی مولانا رومی میں مذکور ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انس بن مالکؓ کے یہاں ایک شخص مہمان ہوا۔ اس مہمان نے یہ واقعہ بیان کیا کہ کھانے کے بعد انسؓ نے دیکھا کہ دستر خوان پر شوربے اور

چکنائی وغیرہ کے داغ دھبے لگے ہوئے ہیں۔ حضرت انسؓ نے خادمہ کو بلا کر کہا کہ اس دستر خوان کو تھوڑی دیر کے لیے دہکتے ہوئے تنور میں ڈال دو۔ خادمہ نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت تمام مہمان اس دستر خوان کے جلنے اور چکنائی کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ یہ کپڑا جلنے کی بجائے بالکل بے داغ ہو گیا اور خادمہ نے صاف ستھرا اجلا دستر خوان تنور میں سے نکال لیا۔ جیسے بھٹی چڑھا ہوا کپڑا۔ لوگوں نے حیران ہو کر انسؓ سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ کپڑا آگ میں نہ جل سکا۔ انسؓ نے حقیقت حال بتائی اور لوگوں کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے کھانا تناول فرما کر اسی دستر خوان سے اپنا روئے مبارک پونچھا کرتے تھے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ یہ کپڑا آگ کی گزند اور جلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ مولانا کی مثنوی کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

از فرزند ماک آمدہ است
کہ بمہانی او شخصے شدہ است
اور حکایت کرد کز بعد طعام
دید انس دستار خواں راز ردخام
چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ
در تنورش افگن اور ایک دمہ
در تنور پرز آتش درفگند
آں زمان دستارؔ خواں راہو شمند
جملہ مہماں دران حیران شدند
انتظارد دوکاند روئے بدند
بعد یک ساعت برآور داز تنور

پاک اسفید دازاں اوساخ دور
قوم گفتند اے صحابی عزیز
چون نسو زید و منقی گشت نیز
گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہان
بس بمالید اندریں دستار خواں
اے دل ترسندہ از نار عذاب
باچناں دستار لب کن اقتراب
چوں جمادے راچنیں تشریف داد
جان عاشق راچہا خواہد کشاد

چوتھی فصل

ہوا سے متعلق معجزات

معجزہ۲۰۳:۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا اور بارش نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے۔ اسی دوران ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری دولت ہلاک ہو گئی اور ہمارے اہل وعیال بھوکے مر رہے ہیں۔ آپ ﷺ بارش کی دعا فرمائیں۔ آنحضور ﷺ نے اسی وقت اپنے دونوں ہاتھوں اٹھا کر دعا فرمائی۔ اس وقت آسمان پر کہیں ابر کا نام ونشان نہیں تھا۔ خدا کی قسم آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ دعا سے ہٹائے نہ تھے کہ چاروں طرف سے پہاڑوں کی طرح گھٹاؤں کے ٹکڑے آنے لگے اور آپ ﷺ منبر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کی وجہ سے آپ ﷺ کی مبارک داڑھی سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس جمعہ کے بعد دوسرے جمعہ تک برابر بارش ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو وہی دیہاتی یا اور کوئی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ بارش کی شدت سے مکانات گر گئے اور مال مویشی ڈوب گئے۔ یارسول اللہ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ بارش رک جائے۔ آنحضور ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ اے اللہ! ہمارے اوپر نہیں، ہمارے آس پاس بارش برسا، جنگلوں اور پہاڑوں پر برسا۔ دعا میں آپ ﷺ اپنی انگلی سے چاروں طرف اشارہ کرتے جاتے تھے او جس طرح اشارہ فرماتے تھے ابر وہاں کھلتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب لوگ مسجد سے نماز پڑھ کر نکلے تو مدینے میں دھوپ نکلی تھی اور چاروں طرف بادل تھے۔ آس پاس بارش ہوتی رہی اور باہر سے جو لوگ آتے تھے وہ

بارش کی زیادتی کا واقعہ بیان کرتے تھے۔ اس روایت میں ایک معجزہ تو پانی سے متعلق ہے کہ آپ ﷺ کی دعا سے بارش ہوئی۔ دوسرا معجزہ ہوا اور فضا سے تعلق رکھتا ہے کہ آپ ﷺ نے جس طرف اشارہ کیا فضا صاف ہوتی چلی گئی۔

معجزہ ۲۰۴:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ اے ایمان والو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم پر کفار کے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر سخت ہوا مسلط کر دی اور ایسے لشکر سے تمہاری مدد کی جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے (فرشتوں سے) اس آیت میں جس واقعہ کا تذکرہ ہے وہ احزاب (جس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں) میں کفار وقریش مع عظفان اور بنو قریظہ کے یہود وغیرہ بارہ ہزار کا لشکر مدینہ پر چڑھ آیا اور اہل کتاب کفار نے اجتماعی حملے کا ارادہ کیا۔ آنحضور ﷺ نے سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ کے اردگرد خندق کھود دی۔ ایک مہینہ تک کفار کا محاصرہ رہا۔ تیروں اور پتھروں سے مقابلہ ہوتا رہا۔ اللہ نے مسلمانوں کی پروا ہوا سے مدد کی اور ایسی سخت ہوا بھیجی کہ کفار کے تمام چولہے اور کھانے کی ہنڈیاں الٹ گئیں اور تمام خیمے اکھڑ گئے۔ گھوڑے ادھر ادھر چھوٹ کر بھاگنے لگے اور اتنا سخت جاڑا پڑا کہ ان کے ہاتھ پیر بے کار ہو گئے۔ کفار پریشان ہو گئے۔ طلیحہ بن خویلدارسدی نے کہا کہ محمد ﷺ نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ کفار سب بھاگ گئے۔

بخاری شریف میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

نصرت بالصبار و اهلكت عاد بالدبور

پروا ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کی گئی۔

یعنی جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو معجزہ ملا کہ ہوا سے قوم کفار ہلاک ہوئی اسی طرح آنحضرت ﷺ کو بھی ہوا کا معجزہ ملا کہ کفار شکست کھا گئے۔ فرق اتنا ہے کہ یہاں پر ہوا پروا تھی اور ہود علیہ السلام کی قوم پر ہوا پچھوا تھی۔ پروا

اور پچھوا میں جو فرق ہے اس کو اہل ذوق اور ہوا کے پہچاننے والے سمجھتے ہیں۔ وہی فرق رحمت للعالمین اور حضرت ہود علیہ السلام کے معجزے میں ہے۔

معجزہ ۲۰۵:۔ بیہقی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ساریہ کی قیادت میں لشکر روانہ کیا تھا۔ ایک مرتبہؓ خطبہ میں باآواز بلند پکارنے لگے یاسارية الجبل الجبل یعنی کہ ''اے ساریہؓ پہاڑ کی طرف بڑھو۔'' اس کے بعد اس لشکر کا ایک آدمی آیا اور اس نے سارا حال بیان کیا کہ اے امیر المومنین دشمن سے ہم نے مقابلہ کیا اور دشمن نے ہمیں بھگا دیا۔ اچانک ایک بلند آواز ہم نے سنی کہ ''اے ساریہؓ! پہاڑ کو لے۔'' ہم سب نے پہاڑ کی طرف پشت کر کے لڑائی لڑی۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ یہ کرامت حضرت عمرؓ کی ہوئی کہ لشکر کا حال ان پر ظاہر ہوا۔ باوجود لشکر بہت دور تھا اور ان کی کرامت ہوا پر ظاہر ہوئی کہ اس نے آپ کی آواز ساریہؓ تک پہنچا دی۔ امت میں سے کسی فرد کی کرامت نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ ان ہی کی پیروی سے یہ کرامت حاصل ہوئی۔

ساتواں باب

جمادات سے متعلق معجزات کا بیان

معجزہ ۲۰۶:۔ ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں موجود تھا۔ ایک دن مکہ کے اردگرد آپ ﷺ تفریح کو نکلے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے سنا کہ جو پہاڑ یا درخت سامنے پڑتا وہ کہتا اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔ اس واقعہ میں ایک معجزہ نباتات سے متعلق ہے کہ درختوں نے سلام کیا۔ دوسرا معجزہ جمادات سے تعلق رکھتا ہے کہ پہاڑوں نے حضور ﷺ کو سلام کیا۔

معجزہ ۲۰۷:۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوذرؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوذرؓ کا بیان ہے کہ میں آنحضور ﷺ کے پاس تنہائی کے وقتوں میں جایا کرتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ کو اکیلا پا کر گیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ آئے اور سلام کر کے آنحضور ﷺ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور سلام کر کے ابوبکرؓ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے اور سلام کر کے حضرت عمرؓ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ آنحضور کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے مٹھی میں دو کنکریاں رکھ لیں تو وہ خدا کی تسبیح کرنے لگیں۔ کنکریوں کی تسبیح کی آواز جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے سبھوں نے سنی۔ پھر ان کنکریوں کو آپ ﷺ نے جب رکھ دیا تو خاموش ہوگئیں۔ اس کے بعد کنکریاں اٹھا کر ابوبکرؓ کے ہاتھ میں دیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں اور شہد کی مکھی کی طرح آواز آنے لگی۔ ابوبکرؓ نے رکھ دیں تو چپ ہوگئیں۔ پھر عمرؓ

آٹھواں باب

نباتات سے متعلق معجزات

اس باب میں تین فصلیں ہیں۔
پہلی فصل ان معجزات میں جن کا تعلق درختوں سے ہے۔
دوسری فصل ان معجزات میں جن کا تعلق کٹی ہوئی شاخوں اور خشک لکڑیوں سے ہے۔
تیسری فصل ان معجزات کے بیان میں جن کا تعلق پھلوں اور پکے ہوئے کھانوں سے ہے۔

پہلی فصل

درختوں سے متعلق معجزات

معجزہ ۲۱۱:۔ مسلم شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم ایک منزل میں پہنچے اور ایک چوڑے میدان میں اترے اور حضور ﷺ قضا کی حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں کوئی آڑ اور پردہ کرنے کی چیز نہ تھی۔ البتہ وادی کے دونوں کناروں پر دو درخت تھے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ تو خدا کے حکم سے میری اطاعت کر۔ یہ سنتے ہی وہ درخت آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا۔ جیسے مہار پکڑنے والے کے ساتھ اونٹ ہو لیا کرتا ہے۔ پھر دوسرے درخت کے پاس آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے میری اطاعت کر۔ چنانچہ وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا۔ جب دونوں بالکل بیچ میں آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں خدا کے حکم سے مل جاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں مل گئے۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ میں کسی گہری سوچ میں تھا اس لیے اس طرف سے میری نگاہ ہٹ گئی تھی۔ لیکن اتنا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔

معجزہ ۲۱۲:۔ دارمی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک دیہاتی آنحضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی اس کا شریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟ اس دیہاتی

نے کہا تمہارے اس دعوے پر کوئی گواہ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ سامنے والا سلم کا درخت میرا گواہ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا۔ وہ میدان کے کنارے پر تھا۔ زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے تین بار اس سے گواہی چاہی۔ اس نے تین بار گواہی دی کہ آپ ﷺ سچے ہیں سلم ایک خاردار درخت کو کہتے ہیں۔ عرب کے جنگلوں میں عام طور سے یہ درخت پایا جاتا ہے۔

معجزہ ۲۱۳:۔ ترمذی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی نے آ کر کہا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر میں اس خوشے کو جو درخت خرما میں لگا ہوا ہے بلاؤں اور یہ آ کر میری رسالت کی گواہی دے؟ چنانچہ اس خوشے کو بلایا۔ وہ درخت سے جھک گیا اور آپ ﷺ کے پاس گر کر اس نے آپ ﷺ کے رسول ہونے پر گواہی دی۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنی جگہ واپس چلا جا۔ وہ اپنی جگہ درخت پر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

معجزہ ۲۱۴:۔ بزار نے بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے نبوت کا معجزہ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس درخت سے جا کر کہو کہ تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ اس دیہاتی نے جا کر کہا تو درخت نے پہلے چاروں طرف حرکت کی۔ پھر زمین چیرتا ہوا آپ ﷺ کے پاس جلدی سے پہنچ گیا اور سامنے کھڑے ہو کر کہا **السلام علیک یارسول اللّٰہ.** دیہاتی نے کہا اب اس درخت کو واپس جانے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے اجازت دی تو وہ اپنی جگہ پر آ پہنچا۔ اس کی جڑیں زمین میں پھر گھس گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ دیہاتی یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ مجھ کو سجدہ کرنے کی اجازت دیجئے کہ میں آپ ﷺ کو سجدہ

کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی انسان کو کسی ان کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ دیہاتی نے پھر کہا کہ اچھا اپنے ہاتھ اور پاؤں کو چومنے اور بوسہ دینے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور اس نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چومے۔ امام نوویؒ نے اپنی کتاب الاذکار میں اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کسی دیندار بزرگ کے ہاتھ پاؤں محبت سے چوم سکتے ہیں۔

معجزہ ۲۱۵:۔ بیہقی اور ابو یعلی نے اسامہ بن یزیدؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جہاد کے ایک سفر میں مجھ سے فرمایا کہ دیکھو قضائے حاجت کے لیے کہیں جگہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں اتنے آدمی ہیں کہ کہیں پردہ کی جگہ نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں کچھ درخت پاس پاس نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جا کر ان درختوں سے کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ تم اکٹھے ہو جاؤ اور پتھروں سے بھی اکٹھا ہونے کو کہہ دو۔ میں نے درختوں اور پتھروں سے یہ بات جا کر کہی تو خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ درخت اکٹھے ہو کر آپس میں مل گئے اور پتھر باہم مل کر دیوار بن گئے اور نبی کریم ﷺ نے ان ہی کی آڑ میں بیٹھ کر قضائے حاجت کی۔ جب آپ ﷺ فارغ ہو گئے تو مجھ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہہ دیا تو خدا کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے ان درختوں اور پتھروں کو علیحدہ ہو کر اپنی جگہ جاتے ہوئے دیکھا۔

معجزہ ۲۱۶:۔ امام احمد بیہقی اور طبرانی نے یعلیٰ بن سبابہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ میں ایک سفر میں شریک تھا۔ آپ ﷺ کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ کھجور کے دو چھوٹے چھوٹے درختوں کو آپ ﷺ نے حکم دیا تو دونوں آپس میں قریب آ کر مل گئے اور اس کی آڑ میں

آپ ﷺ نے اپنی ضرورت پوری کر لی۔

معجزہ ۲۱۷:۔ صحیحین میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جنات نے حاضر ہو کر سوال کیا کہ آپ ﷺ کی نبوت پر کون گواہی دے سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ درخت۔ چنانچہ آپ ﷺ نے درخت کو بلایا تو وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا آیا اور گواہی دی۔

معجزہ ۲۱۸:۔ بیہقی اور ابونعیم نے ابوامامہؓ سے روایت کی ہے کہ رکانہ پہلوان نے جب نبی کریم ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے ببول (کیکر) کے ایک درخت کو یہ کہہ کر بلایا کہ خدا کے حکم سے قریب آ جا۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو واپس جانے کو فرمایا تو اپنی جگہ پر چلا گیا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ رکانہ قریش کا ایک قوی ہیکل پہلوان تھا۔ یہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ اس جنگل کی طرف تشریف لے گئے تو رکانہ سے ملاقات ہو گئی۔ وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔ رکانہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اور اپنے مفروضہ معبود کی پوجا کرتے ہو۔ اگر میری تم سے رشتہ داری نہ ہوتی تو آج میں تم کو مار ڈالتا۔ آج تم اپنے خدا سے دعا کر کے مجھ سے نجات حاصل کرو کہ تم مجھ سے کشتی لڑو اور تم اپنے خدا سے دعا کرو اور میں اپنے لات اور عزیٰ سے دعا کروں۔ اگر تم نے مجھے پچھاڑ دیا تو ان بکریوں میں سے دس بکریاں جو تم پسند کرو گے تم کو دے دوں گا۔

چنانچہ رکانہ کشتی ہوئی۔ اور آنحضور ﷺ نے رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ بولا کہ تم نے نہیں پچھاڑا بلکہ تمہارا خدا غالب آ گیا اور لات و عزیٰ نے میری مدد نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا پہلو کسی نے آج تک زمین سے نہیں لگایا تھا مگر تم نے لگا دیا۔ اچھا ایک اور کشتی لڑو۔ اگر اب کی بار غالب آؤ گے تو دس بکریاں اور تم اپنی

پسند سے لے لینا۔ چنانچہ دوسری دفعہ بھی آپ ﷺ نے رکانہ کو پچھاڑ دیا اور پھر رکانہ نے وہی بات کہی کہ آپ ﷺ کا خدالات وعزیٰ پر غالب آ گیا۔ پھر تیسری بار رکانہ سے کشتی ہوئی تو آپ ﷺ نے رکانہ کو پھر پچھاڑ دیا۔ رکانہ کہ تیس بکریاں میرے ریوڑ میں سے چن لو اور پسند کرلو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں بکریاں نہیں لوں گا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تو اسلام قبول کر لے۔ اسلام قبول کر کے تو دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کر لے گا۔ اس پر اس نے معجزہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے اس ببول کے درخت کو بلایا۔ چنانچہ وہ پھٹ کو دوٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا آنحضور ﷺ اور رکانہ کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا۔ رکانہ نے کہا واقعی یہ بڑا معجزہ ہے۔ اچھا اس کو اپنی جگہ واپس لوٹا کر دکھایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں واپس لوٹا دوں تو مسلمان ہو جائے؟ اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ درخت واپس ہو گیا اور دونوں ٹکڑے مل کر ایک ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اب مسلمان ہو جا۔ رکانہ نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں گا تو مجھے عورتیں عار دلائیں گی کہ رکانہ مرعوب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ بہرحال اس وقت تو یہ مسلمان نہ ہوا مگر فتح مکہ کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔

دوسری فصل

کٹی ہوئی شاخوں اور لکڑیوں سے متعلق معجزات کا بیان

معجزہ ۲۱۹:۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر میں عکاشہؓ کو ایک سوکھی لکڑی دی۔ اس کا معجزہ یہ ظاہر ہوا کہ لکڑی ان کے ہاتھ میں لمبی چمکدار تلوار ہوگئی۔ جس سے جنگ بدر میں جہاد کیا۔ وہ لکڑی تلوار بن کر بہت دنوں عکاشہؓ کے پاس رہی۔ اس سے لڑائیاں لڑتے تھے۔ یہاں تک کہ ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں مرتد ہونے والوں سے لڑتے عکاشہؓ شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام ملون رکھا گیا تھا۔

معجزہ ۲۲۰:۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ غزوہ احد میں عبداللہ بن جحش کی تلوار جب ٹوٹ گئی تو نبی کریم ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ ان کو دے دی۔ وہ تلوار کا کام کرنے لگی۔

ابن سید الناس نے لکھا ہے تلوار ان کے پاس برابر رہی اور انکی موت کے بعد ان کے وارثوں نے دوسو اشرفیوں کے عوض فروخت کی۔

معجزہ ۲۲۱:۔ احمد نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ قتادہؓ بن نعمان نے عشاء کی نماز پڑھی۔ رات اندھیری تھی اور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔

آنحضور ﷺ نے قتادہؓ کو کھجور کی ایک شاخ دے کر فرمایا کہ یہ شاخ

اتنی روشنی دے گی کہ تمہارے آگے پیچھے دس دس آدمی اس کی روشنی میں راستہ چل سکیں گے اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز تمہیں نظر آئے گی۔ اس کو مار کر باہر نکال دینا۔ قتادہؓ روانہ ہوئے تو شاخ روشن ہو گئی۔ جب گھر پہنچے اور کالی چیز کو دیکھا تو مار کر نکال دیا۔ وہ کالی چیز شیطان تھا جو حضور ﷺ کے حکم سے مار کر نکال دیا گیا۔

معجزہ ۲۲۲:۔ صحیح بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک سوکھے ہوئے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ جمعہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ نے اس خشک تنے کے ستون کو چھوڑ کر منبر پر خطبہ دینا شروع کیا تو ستون چیخ کر اس زور سے رونے لگا جیسے قریب ہے کہ پھٹ جائے گا۔

آنحضور ﷺ نے منبر سے اتر کر اس ستون کو چمٹا لیا تو وہ سسکیاں اس طرح لینے لگا جیسے بچہ رونے سے چپ ہوتے ہوئے سسکیاں بھرا کرتا ہے اور وہ ہچکیاں لیا کرتا ہے۔ پھر اس کا رونا بند ہو گیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ ہمیشہ وعظ سنا کرتا تھا۔ اب جدائی کے صدمہ کو برداشت نہ کر سکا اور رونے لگا۔

یہ واقعہ احادیث میں کثرت سے موجود ہے کہ تاج الدین سبکی نے متواتر کہا ہے۔ حسن بصریؒ جب اس حدیث کو بیان فرماتے تو رو رو کر کہا کرتے تھے اے لوگو! کھجور کی سوکھی ہوئی لکڑی آنحضور ﷺ کے شوق و محبت میں روتی تھی تو تم اس سے زیادہ آپ ﷺ کی محبت میں بے قرار رہنا چاہئے۔

معجزہ ۲۲۳:۔ مسلم، نسائی اور امام احمد نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سوکھی لکڑ کے منبر پر چڑھ کر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَا قَدَرُ اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

کافروں نے اللہ کی اتنی قدر نہ پہچانی جتنا کہ حق ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جبار اپنی بڑائی بیان فرماتا ہے۔

اَنَا الْجَبَّارُ اَنَاالْجَبَّارُ اَنَاالْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ

میں جبار ہوں، جبار ہوں، اور میں بڑی بلندی والا ہوں۔

اس کلام کے سنتے ہی لکڑی کا منبر اس زور سے تھرتھرانے لگا کہ ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں خدانخواستہ آپ ﷺ منبر سے نہ گر پڑیں۔ منبر لکڑی کا تھا اور وہ حضور ﷺ کا کلام سن کر تھرتھرانے لگا تو یہ معجزہ حضور ﷺ کا نباتات سے متعلق تھا۔

معجزہ ۲۲۴:۔ بخاری شریف میں انسؓ سے روایت ہے کہ عباد بن بشر اور اسیدؓ بن حضیر ایک رات آپ ﷺ کی خدمت سے اٹھ کر اپنے اپنے گھر کو چلے۔ رات سخت تاریک تھی۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک چھوٹی سی لکڑی تھی۔ ان میں سے ایک روشن ہو گئی اور دونوں اسی کی روشنی میں چلتے رہے۔ جس کی برکت سے یہ لکڑیوں کی روشنی میں گھر پہنچے۔

تیسری فصل

پھلوں اور پکے ہوئے کھانوں سے متعلق معجزات کا بیان

معجزہ ۲۲۵:۔ بخاری میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میرے والد اپنے ذمہ بہت سا قرض چھوڑ کر مر گئے۔ قرض خواہوں سے میں نے کہا کہ میرے کھجور کے باغ میں جتنا پھل ہے قرض میں مان جائیں۔ انہوں نے انکار کیا۔ چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ ''آپ ﷺ جانتے ہیں میرے والد اپنے ذمہ بہت قرض چھوڑ کر جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ میری خواہش ہے کہ آپ ﷺ تشریف لے چلیں تا کہ قرض خواہ آپ ﷺ کی وجہ سے کچھ رعایت کریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا۔ اچھا چلو۔ ہر قسم کے چھوہاروں کا الگ الگ ڈھیر لگاؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ تمام اقسام کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگا کر آپ ﷺ کو تشریف آوری کی تکلیف دی۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر قرض خواہوں نے اور زیادہ سختی سے تقاضا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے جب یہ صورت دیکھی تو ایک بڑی ڈھیری کے آس پاس تین مرتبہ چکر لگا کر آپ ﷺ اس ڈھیری پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ چنانچہ اسی ڈھیری سے ناپ کر قرض خواہوں کو دینا شروع کیا۔ عجیب معجزہ ظاہر ہوا کہ میرے والد کا ذمہ جتنا قرض تھا سب اسی ڈھیر سے ادا ہو گیا۔ حالانکہ میری تمنا تھی کہ اگر میرے باغ کی ایک کھجور بھی نہ بچے سب قرض میں پوری ہو جائے تو بہتر ہے۔ اللہ نے دوسری تمام

ڈھیریاں بچادی اور جس ڈھیری پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے میرا قرض چکایا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سے ایک چھوہارا بھی کم نہ ہوا۔

معجزہ ۲۲۶:۔ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں، میں تھوڑے سے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ ان کے لیے دعا برکت فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے ان چھوہاروں کو اکٹھا کر کے دعا فرمائی اور مجھ سے فرمایا کہ اپنے توشہ دان میں ان کو رکھ لو۔ جب خواہش ہو نکال کر کھالیا کرنا۔ ہاں اس برتن میں سے تمام چھوہارے نہ نکالنا اور برتن کو کبھی خالی نہ کر لینا۔ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ان میں برکت کا یہ عالم ہوا کہ کتنے ہی من چھوہارے میں نے ان میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے اور ہمیشہ خود اور دوسروں کو کھلاتا رہا۔ وہ توشہ دان برابر میری کمر میں لٹکا رہتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جس روز شہید کیے گئے اس دن یہ توشہ دان میری کمر سے کٹ کر کہیں گر گیا اور گم ہو گیا۔ یہ معجزہ تھا کہ چند چھوہاروں میں آپ ﷺ کی دعا سے اتنی برکت ہوئی کہ منوں چھوہارے صدقے کیے اور تیس سال تک کھاتے اور کھلاتے رہے مگر حضور ﷺ کی برکت سے کوئی کمی ظاہر نہیں ہوئی۔ علماء کا بیان ہے کہ عام انسانوں کے برے اعمال، خواص کی برکتوں کو بھی ختم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت عثمانؓ کا قتل بڑا گناہ تھا کہ ابو ہریرہؓ کی جو دائمی برکت تھی وہ جاتی رہی۔ اس توشہ دان کے گم ہوتے ہی ابو ہریرہؓ کا ایک شعر منقول ہے۔

لناس هم ولی فی الیوم همان

فقد الجراب وقتل الشيخ عثمان

(یعنی) لوگوں کو آج صرف ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہے۔ ایک غم توشہ دان گم ہونے کا اور دوسرا حضرت عثمانؓ کی شہادت کا۔

معجزہ ۲۲۷:۔ ابوداؤد نے دکین سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت

عمرؓ سے فرمایا کہ قبیلہ احمس کے چار سو آدمیوں کو سفر کا توشہ دو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جن چھوہاروں میں سے آپ ﷺ چار سو آدمیوں کو توشہ دینے کا حکم دیتے ہیں، وہ چھوہارے تو صرف چار صاع ہیں۔ اتنے کم چھوہاروں میں کیسے اتنے آدمیوں کا توشہ دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم جاؤ تو سہی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ گئے اور ان سب سواروں کو بقدر ضرورت توشہ دیا۔ پھر بھی چھوہارے سب کے سب باقی بچ گئے۔ اللہ اللہ۔ یہ اعجاز کہ تقریباً چودہ سیر چھوہاروں میں چار سو آدمیوں کو توشہ دینے کے بعد چھوہاروں میں کوئی کمی نہ آئی۔

معجزہ ۲۲۸:۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں صحابیوں کو بھوک کی تکلیف پہنچی۔ یعنی توشہ کم تھا۔ لوگ بھوکے رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کی جناب میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ تھوڑا بہت توشہ جو لوگوں کے پاس بچا ہوا ہے آپ ﷺ جمع کر کے برکت کی دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے کھال کا ایک دسترخوان بچھوا کر بچا ہوا توشہ منگوایا۔ کوئی مٹھی بھر جوار، کوئی مٹھی بھر چھوہارے اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لے کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ایک جگہ اس تھوڑے سے سامان کو رکھ کر برکت کی دعا کی اور فرمایا۔ اپنے اپنے برتن اس سے بھر لو۔ چنانچہ سارے لشکر نے برتن بھر لیے۔ اور خوب آسودہ ہو کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ رہا۔ اس وقت آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور جو کوئی یقین کے ساتھ یہ کلمہ کہے گا وہ جنت میں جائے گا۔

معجزہ ۲۲۹:۔ صحیحین میں انسؓ سے روایت ہے کہ ابوطلحہؓ نے ام سلیمؓ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی آواز پر بھوک کا اثر اور بھوک کی وجہ سے ضعف معلوم ہو رہا ہے۔ اگر تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ۔ ام سلیمؓ نے کچھ جو کی روٹیاں نکالیں اور

ابوطلحہؓ نے ایک دوپٹے میں لپیٹ کر انسؓ کے ہاتھ مسجد میں بھجوائیں۔ اس وقت حضور ﷺ کے پاس بہت سے لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم کو ابوطلحہؓ نے کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے حاضرین سے کہا کہ چلو ابوطلحہؓ کے گھر چلو۔ آپ ﷺ کے ساتھ سب لوگ ابوطلحہؓ کے گھر چلے۔ میں نے آگے بڑھ کر ابوطلحہؓ کو خبر دی کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ بہت سے صحابہ تشریف لا رہے ہیں۔ ابوطلحہؓ نے ام سلیمؓ سے کہا کہ کھانا تو بہت ہی تھوڑا ہے اور رسول اللہ ﷺ بہت سے لوگوں کو ساتھ لا رہے ہیں۔ ام سلیمؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابوطلحہؓ نے آنحضرت ﷺ کا استقبال کیا۔ آپ ﷺ گھر میں تشریف لاتے۔ اور ام سلیمؓ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ۔ انہوں نے وہی جو کی روٹیاں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان جو چورا کر دو۔ ام سلیمؓ نے چور کر کے گھی کے برتن سے گھی نچوڑ کر روٹیوں کا مالیدہ بنا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر کچھ پڑھ کر دس آدمیوں کو آنے دو۔ چنانچہ دس آدمی آئے اور پیٹ بھر کر کھا گئے۔ اسی طرح دس دس کر کے سب لوگ آسودہ ہو گئے۔ ستر یا اسی آدمی تھے۔ سب نے اس کھانے سے پیٹ بھر کر کھایا۔ چند جو کی روٹیوں کے مالیدہ سے ستر آدمیوں کا سیر ہو کر کھا لینا حضور ﷺ کا معجزہ ہوا۔

نواں باب

حیوانات سے متعلق معجزات کا بیان

اس بات میں تین فصلیں ہیں۔
پہلی فصل ان معجزات کے بیان میں جو حلال جانوروں سے متعلق ہیں۔
دوسری فصل ان معجزات کے بیان میں ہے جو درندوں وغیرہ غیر ماکول اورحرام جانوروں سے متعلق ہے۔
تیسری فصل ان معجزات کے بیان میں جن کا تعلق اجزائے حیوانیہ کے ساتھ ہے۔

پہلی فصل

حلال جانوروں سے متعلق معجزات کا بیان

معجزہ ۲۳۰:۔ صحیحین میں جابرؓ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد کے سفر میں آنحضور ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میرا اونٹ تھک کر چلنے سے ہار گیا۔ آنحضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ تھک گیا ہے۔ آپ ﷺ نے پلٹ کر اس اونٹ کو ہانکا اور دعا فرمائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ میرا اونٹ سب سے آگے رہا کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے چالیس درہم کے عوض وہ اونٹ مجھ سے خرید لیا۔

معجزہ ۲۳۱:۔ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک رات مدینہ والوں کو دشمن کا اندیشہ ہوا۔ نبی کریم ﷺ ابو طلحہؓ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ میں نے تو گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رفتار پایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی برکت سے وہ اتنا تیز ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا اور مدینہ تک اس پر سوار ہو کر چلنے کی اجازت بھی مجھ کو دے دی۔ جب میں مدینہ پہنچ کر اونٹ دینے کے لیے حاضر ہوا تو وہ اونٹ مجھ کو واپس کر دیا اور اس کی قیمت کے چالیس درہم مجھ کو ہی دے دیئے۔

معجزہ ۲۳۲:۔ شرح السنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کی تین چیزیں دیکھیں اور آپ کے تین معجزے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کا گزر ایک پانی کھینچنے والے اونٹ پر ہوا۔ اونٹ آپ ﷺ کو دیکھ کر

کچھ بولا۔ پھر گردن زمین پر رکھ دی۔ آپ ﷺ وہیں ٹھہر گئے اور اونٹ کے مالک کو بلایا۔ آپ ﷺ نے مالک سے فرمایا کہ اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے کہا کہ ہم بلا قیمت آپ ﷺ کی نذر کرتے ہیں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اونٹ جن لوگوں کا ہے ان کے گھر کی پوری روزی اسی سے حاصل کی جاتی ہے اور اسی کی کمائی پر ان کا دارومدار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں خریدوں گا۔ ہاں یہ بات یاد رکھوں کہ اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے۔ کہ اس سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور کھانے کو کم دیا جاتا ہے۔ تم اس کو اچھی طرح رکھو۔ یہ معجزہ آپ ﷺ کا جانور سے متعلق ہوا۔ یعلی کہتے ہیں کہ ہم آگے بڑھے۔ ایک جگہ اتر کر آرام کرنے لگے۔ آنحضور ﷺ سو گئے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو ڈھانک لیا۔ پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ آنحضور ﷺ بیدار ہوئے اور میں نے اس درخت کا حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ درخت اللہ سے اجازت لے کر مجھے کو سلام کرنے آیا تھا۔ یہ معجزہ نباتات سے متعلق ہے۔

یعلی کا بیان ہے کہ ہم آگے بڑھے اور ایک دریا کے پاس پہنچے۔ وہاں ایک عورت اپنے پاگل لڑکے کو لائی۔ آنحضور ﷺ نے اس کی ناک پکڑ کر فرمایا۔ نکل جا میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ ہم لوگ وہاں سے آگے چلے گئے۔ واپسی پر اس ندی کے پاس پھر عورت ملی، اس سے پاگل لڑکے کا حال آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا تو اس نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا۔ اس دن سے میرا لڑکا بالکل اچھا ہے۔ کوئی مرض نہیں رہا۔ یہ تیسرا معجزہ ہوا جو انسانوں کے متعلق تھا۔

معجزہ ۲۳۳۔ شرح السنہ میں جیش بن خالد ام معبد کے بھائی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ سے مدینے کو ہجرت کر کے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ

کے ساتھ ابو بکر تھے اور ابو بکر کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی راستہ بتانے کے لیے ساتھ تھے۔ جب آپ ام معبد کے خیمے کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے اس سے گوشت اور چھوہارے خریدنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس کے پاس یہ چیزیں نہ ملیں کیونکہ ان دنوں وہاں قحط تھا۔ ام معبد کے خیمہ میں ایک بکری آنحضور ﷺ نے دیکھی اور پوچھا یہ کیسی بکری ہے؟ اس نے کہا یہ اتنی کمزور ہے کہ ریوڑ کے ساتھ چراگاہ تک بھی نہیں جاسکتی۔ اس لیے یہاں بندھی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کچھ دودھ بھی دیتی ہے۔ اس نے کہا یہ کمزوری اور لاغری کے باعث اس قابل نہیں رہی کہ دودھ دے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اجازت دو تو اس کا دودھ دوہ لوں۔ اس نے کہا اگر اس کے دودھ ہو تو دوہ لیجئے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے دعا کی اور پھر بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ پڑھ کر اس بکری کے بارے میں دعا کی تو اس بکری نے اپنے پاؤں دوہنے کے لیے پھیلا دیئے۔ دودھ اس کے تھنوں میں بھر گیا۔ اس نے جگالی شروع کر دی۔ آنحضور ﷺ نے بڑا برتن منگوایا۔ آٹھ نو آدمیوں کے سیراب ہونے کے لائق برتن لایا گیا۔ آپ نے دودھ دوہ کر برتن دودھ سے بھر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے سب سے پہلے ام معبد کو خوب سیر ہو کر پلایا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو خوب پلایا۔ سب سے بعد میں آپ ﷺ نے پیا۔ اس کے بعد وہ برتن دوبارہ دودھ دوہ کر بھر دیا اور ام معبد کو دے دیا۔ اسی وقت ام معبد مسلمان ہو گئی اور آپ ﷺ روانہ ہو گئے۔

معجزہ ۲۲۴:۔ بیہقی نے خالد بن عبدالعزیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ خالد کا خاندان اتنا بڑا تھا کہ اگر ایک بکری کبھی ذبح کرتے تو ایک آدمی کو ایک ہڈی ایک ایک بوٹی سے زیادہ گوشت نہ ملتا تھا۔ اس بکری میں سے نبی کریم ﷺ نے کھایا اور باقی ماندہ گوشت خالد کو ڈول میں رکھ دیا اور دعائے برکت فرمائی۔ جب خالد اس ڈول کے گوشت کو اپنے

خاندان والوں میں آ کر نکالا تو پورے خاندان نے خوب آسودہ ہو کر کھایا۔ پھر بھی گوشت بچ گیا۔

معجزہ۲۳۵:۔ بیہقی نے دلائل النبوہ میں روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کر کے گھیرے میں لے لیا تو لڑائی کے دوران ایک کافر آ کر مسلمان ہو گیا۔ یہ شخص خیبر والوں کی بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ بکریاں اب کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے منہ پر کنکریاں مار کر چھوڑ دے۔ یہ اپنے اپنے مالکوں کے پاس پہنچ جائیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ بکریاں پہنچ گئیں۔ اور امانت ادا ہو گئی۔

معجزہ۲۳۶:۔ احمد اور بزار نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم اور ایک انصاری ساتھ تھے۔ یہ چاروں ایک انصاری کے باغ میں گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں۔ انہوں نے آنحضور ﷺ کو سجدہ کیا۔ ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم پر آپ کی تعظیم زیادہ فرض ہے اس لیے ہم بھی آپ ﷺ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔

معجزہ۲۳۷:۔ مسلم اور ابوداؤد نے عبد اللہ بن جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ اتنا شریر تھا کہ جو باغ میں جاتا اسے کاٹ لیتا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے بلایا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حاضر ہو کر آپ ﷺ کو سجدہ کیا اور پھر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی ناک میں نکیل ڈال کر فرمایا کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں سوائے نافرمان جن اور انس کے جانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ حدیث طریق متعددہ سے مروی ہے۔ ابونعیم، بیہقی، حاکم، امام احمد، دارمی اور بزار نے بھی روایت کی۔

معجزہ ۲۳۸:۔ طبرانی، بیہقی، ابونعیم، بزار اور ابن سعد نے زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہجرت کے موقعہ پر جس رات ابوبکرؓ کے ساتھ غار ثور میں جا کر چھپے تھے اس رات اللہ کے حکم سے ایک درخت نے آ کر آنحضور ﷺ کو چھپا لیا اور اللہ کے حکم سے کبوتروں نے غار کے منہ پر گھونسلہ بنا لیا انڈے دے دیئے اور مکڑی نے جالا تن دیا۔ جب کفار قریش غار کے منہ پر پہنچے تو غار کے منہ پر کبوتروں کے گھونسلے اور مکڑی کے جالے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں محمد اور اس کے ساتھی ہوتے تو کبوتر اور کبوتروں کا گھونسلہ اس کے دروازے پر نہ ہوتا اور مکڑی کا جالا بھی ایسا نہ ہوتا۔ کفار اتنے قریب پہنچ گئے تھے کہ آنحضور ﷺ ان کی باتیں سنتے تھے اور اگر غور سے کفار دیکھتے تو آنحضور ﷺ کو دیکھ لیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو کبوتر اور مکڑی اور درخت کو بھیج کر دشمنوں کے شر سے بچا لیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ آج کل حرم میں جو کبوتر اسی جوڑی کی نسل سے ہیں جس نے غار ثور پر انڈے دیئے تھے۔

معجزہ ۲۳۹:۔ حاکم طبرانی ابونعیم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پانچ یا چھ یا سات اونٹ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کے لیے لائے گئے تو ان اونٹوں میں سے ہر ایک آپ ﷺ کی طرف پیش قدمی کرتا اور آواز دیتا تھا کہ پہلے مجھے ذبح کریں اور حضور ﷺ کے دست مبارک سے پہلے میں ذبح کیا جاؤں۔

معجزہ ۲۴۰:۔ طبرانی اور بیہقی نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنگل میں تھے۔ اچانک ایک ہرنی نے پکارا کہ ایک اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور اس کے قریب ہی ایک دیہاتی سویا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے ہرنی سے پوچھا۔ تو کیا کہنا چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ اس دیہاتی نے مجھے شکار کر لیا ہے اور پہاڑی کے اندر میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آپ ﷺ مجھے چھوڑ دیں میں ان کو دودھ پلا کر واپس

آ جاؤں گی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا واقعی تو واپس آ جائے گی؟ اس نے کہا ہاں! چنانچہ آپ ﷺ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے کھول دیا اور وہ بچوں کو دودھ پلا کر پھر آ گئی۔ آپ ﷺ نے اسے باندھ دیا۔ اس کے بعد دیہاتی بیدار ہوا تو آنحضور ﷺ کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ ﷺ کا کچھ ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اس نے چھوڑ دیا۔ ہرنی وہاں سے یہ کہتی ہوئی چلی۔

اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ روایت کئی سندوں سے مروی ہے۔ اس لیے ابن حجر نے اس کو صحیح کہا ہے۔

معجزہ ۲۴۱:۔ بیہقی اور ابن عدی نے ابو بکر کے آزاد کردہ غلام سعید اور چند دیگر صحابہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم چار سو آدمی سفر کر رہے تھے۔ ہم سب ایک ایسے مقام پر اترے جہاں پانی نہ تھا۔ لوگ گھبرا گئے۔ آنحضور ﷺ کو اس کی خبر دی گئی۔ اچانک ایک چھوٹے سے سینگوں والی بکری آپ ﷺ کے سامنے دودھ دہانے کے لیے آ کھڑی ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کا دودھ دوہ کر خود بھی سیر ہو کر پیا اور ہم کو بھی خوب سیر کر کے پلایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے رافعؓ سے فرمایا کہ اس بکری کو رات بھر روکے رکھو۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے روک سکو گے۔ چنانچہ رافع بکری کو باندھ کر سو رہے۔ آنکھ کھلی تو بکری غائب تھی۔ آنحضور ﷺ کو جب خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا! جو خدا اسے یہاں لایا تھا وہی اس کو لے گیا۔

معجزہ ۲۴۲:۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود بچپن میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ اور ابو بکر ابن مسعود

کے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ تمہارے پاس دودھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ دودھ تو ہے مگر میں ان کا امین ہوں۔ یہ بکریاں دوسرے شخص کی امانت ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا ایسی بکری لاؤ جو گابھن نہ ہوئی ہو اور نہ اس نے اب تک دودھ دیا ہو۔ یعنی کوئی پٹھ بکری لاؤ۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعود ایک بکری لائے۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ سے دعا کی۔ چنانچہ ابوبکرؓ ایک بڑا پیالہ لائے۔ آپ ﷺ نے اس میں دودھ دوہ کر ابوبکرؓ کو پلایا۔ پھر تھنوں سے کہا سمٹ جاؤ چنانچہ تھن جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔ حضور ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر ابن مسعود نے اسلام قبول کیا اور یہی معجزہ ان کے اسلام لانے کا سبب ہوا۔

معجزہ ۲۴۳:۔ ابویعلی اور طبرانی نے ایک سند سے جو حسن روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو حلیمہ سعدیہ دودھ پلانے کے لیے اپنے گاؤں میں لے گئیں تو ان دنوں وہاں قحط کی وجہ سے گھاس وغیرہ کی کمی تھی۔ لیکن آنحضور ﷺ کی برکت تھی کہ جب حلیمہ کی بکریاں چرنے جاتیں تو پیٹ بھر کر آتیں اور ان کے تھنوں پر دودھ بھرا ہوتا تھا۔ لیکن دوسرے لوگوں کی بکریاں کا یہ حال تھا کہ بھوک واپس آتیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بالکل نہ ہوتا تھا۔

معجزہ ۲۴۴:۔ بیہقی نے جعیل اشجعی سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کے ایک سفر میں جا رہا تھا اور میں ایک دبلی پتلی کمزور گھوڑی پر سوار تھا۔ کمزور گھوڑی کی وجہ سے سب سے پیچھے چل رہا تھا۔ آنحضور ﷺ نے میرا حال پوچھا تو گھوڑی کا حال بتایا کہ بڑی کمزور ہے۔ آپ ﷺ نے آہستہ سے اپنا کوڑا مار کر فرمایا کہ اللہ تجھے اس گھوڑی میں برکت دے۔ چنانچہ وہ اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ روکے نہ رکتی تھی اور اس کا ایک بچہ بارہ ہزار میں، میں نے فروخت کیا۔

دوسری فصل

درندوں اور حرام جانوروں سے متعلق معجزات

معجزہ ۲۴۵:۔ شرح السنہ میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیئے نے ایک چرواہے کی ریوڑ میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ چرواہے نے جھپٹ کر وہ بکری اس سے چھڑوالی۔ اس کے بعد بھیڑیئے نے ایک ٹیلہ پر بیٹھ کر چرواہے کو پکار کر کہا کہ اللہ نے مجھے جو روزی دی تھی تو نے اسے چھین لیا۔

چرواہے نے کہا کہ تعجب ہے ایک بھیڑیا آدمیوں کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ایسی بات تو کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ بھیڑیئے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان کھجوروں کے درخت کے پیچھے پتھریلی زمین یعنی عرب میں ایک ایسا شخص ہے جو اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے۔ اس سے مراد نبی کریم ﷺ تھے۔ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ اس نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کیا اور اسلام قبول کیا۔

معجزہ ۲۴۶:۔ طبرانی اور بیہقی نے عمران النوابؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ صحابہؓ کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا۔ اس کے ساتھ شکار کی ہوئی ایک بڑا گوہ بھی تھی۔ اس دیہاتی نے صحابہ سے آنحضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ صحابہ نے کہا یہ اللہ کے رسول ہیں۔

دیہاتی نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ جب تک یہ گوہ تمہارے اوپر ایمان نہیں لائے گی، اس وقت تک میں ایمان نہیں لاؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اس گوہ یعنی سوسمار کو آنحضور ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے اس

گوہ کو آواز دی کہ اے گوہ! گوہ نے صاف صاف بیان دیا کہ میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ کی تابعدار ہوں۔ ان لوگوں کی زینت جو قیامت کے دن جمع ہوں گے۔

سوسمار کی یہ بات سب سے سنی پھر آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ اس نے کہا اس اللہ کی جس کا عرش آسمان ہے اور اس کا حکم زمین پر ہے۔ جس نے دریا میں راستہ بنایا اور بہشت میں جس کی رحمت اور دوزخ میں جس کا عذاب ہے۔

پھر آپ ﷺ نے پوچھا۔ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ اس کے رسول ہیں اور سب سے آخری نبی ہیں۔ جو آپ ﷺ کی تصدیق کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو جھٹلائے گا وہ نامراد ہوگا۔ یہ سن کر وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کو نماز اور قرآن کی تلاوت اور سورہ اخلاص کی تعلیم فرمائی۔ اس دیہاتی نے جب یہ حال اپنی قوم میں جا کر بیان کیا تو وہ سب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

معجزہ ۲۴۷:۔ بیہقی نے سفینہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اب تک سمندر میں جہاز پر سفر کر رہا تھا۔ اچانک جہاز ٹوٹ گیا اور میں ایک تختے پر بہتا بہتا لیستان کی ایک جھاڑی میں پہنچا۔ وہاں ایک شیر ملا۔ وہ جب میری طرف بڑھا تو میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ یہ سنتے ہی شیر نے میری طرف بڑھ کر اپنا کندھا میرے بدن سے ملا دیا اور میرے ساتھ ہو گیا۔ جب چلتے چلتے ایک راستے پر پہنچ گئے تو شیر نے مجھے ٹھہرا دیا اور باریک آواز سے کچھ کہنے لگا اور پھر میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی۔ میں نے سمجھ لیا کہ راستے تک پہنچا کر مجھے رخصت کر رہا ہے۔ سفینہؓ آنحضور ﷺ کے غلام تھے۔ ان کا نام رومان یا مہران یا طہمان تھا۔ انہیں آنحضور ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔ ایک سفر میں آنحضور ﷺ نے ان کے سر پر بہت سا سامان لدا دیکھا تو فرمایا کہ تو تو سفینہ (کشتی) ہے۔ اسی دن سے ان کا لقب سفینہ پڑ گیا۔

تیسری فصل

اشیائے خوردنی اور اجزائے حیوانیہ سے متعلق معجزات

معجزہ ۲۴۸:۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر انس سے روایت ہے کہ ام مالک نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن میں گھی بھیجا کرتی تھیں۔ اب اس برتن میں اتنی برکت ہوئی کہ جب ان کے بیٹے روٹی کے ساتھ کھانے کے لیے کوئی چیز طلب کرتے تو وہ اسی برتن سے گھی دے دیا کرتی تھیں۔ گویا پورے گھر کا کھانا اور روٹی کے ساتھ کھانے کی اشیاء اسی برتن کے گھی سے پوری کر جایا کرتی تھی۔

ایک دن ام مالک نے برتن کو بالکل خالی کر دیا اور اس برتن کا تمام گھی صاف کر دیا۔ جب آنحضور ﷺ کو برتن کے صاف کرنے اور پونچھنے کا حال معلوم ہوا اور آپ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم برتن نہ نچوڑتیں تو ہمیشہ تمہیں اس برتن سے گھی ملا کرتا۔

معجزہ ۲۴۹:۔ صحیحین میں انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نکاح جب حضرت زینبؓ سے ہوا تو میری ماں ام سلمہؓ نے کچھ چھوہارے اور گھی اور پنیر جمع کر کے اس کا مالیدہ بنایا اور ایک پیالہ میں رکھا اور یہ کہہ کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ ﷺ سے عرض کرنا۔ میری ماں نے یہ تھوڑی سی چیز بھیجی ہے اور سلام کہا ہے۔ میں نے پیالہ جا کر ماں کے حکم کے مطابق آنحضور ﷺ کو دے دیا اور ان کا پیغام پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے پیالہ رکھ کر مجھے بھیجا کہ جاؤ فلاں فلاں اور

فلاں فلاں کو بلا لاؤ۔

پہلے چند آدمیوں کا نام لے کر متعین کر دیا اور پھر فرمایا کہ جو تمہیں ملے ان کے علاوہ اس کو بھی بلا لاؤ۔ میں گیا اور جو بھی ملا اس کو بلا لیا۔ مدعوئین سے تمام سرعان بھر گیا۔ تقریباً تین سو آدمی ہو گئے۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آنحضور ﷺ نے اپنا مابرک ہاتھ اس پیالہ میں رکھ کر کچھ دعا فرمائی۔ اس کے بعد دس دس آدمیوں کو بلا کر فرماتے کہ اللہ کا نام لیکر شروع کرو اور اپنے قریب اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ اسی طرح دس دس آدمیوں کا گروہ یکے بعد دیگرے آتا رہا اور کھاتا رہا۔ جب تمام لوگ آسودہ ہو چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انس! پیالو اٹھا لو۔ میں نے جب پیالہ اٹھایا تو نہیں بیان کر سکتا کہ پیالہ رکھتے وقت زیادہ وزنی تھا یا اٹھاتے وقت۔ یعنی آنحضور ﷺ کی برکت سے ایک پیالہ میں تین سو آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا اور پھر بھی پیالہ میں کھانا اتنا ہی بچ گیا جتنا شروع میں تھا۔

معجزہ ۲۵۰:۔ بخاری شریف میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک دن میں بھوکا تھا۔ نبی کریم ﷺ مجھے اپنے مکان پر ساتھ لے گئے۔ گھر پر ایک پیالہ کہیں سے دودھ کا ہدیتاً آیا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ صفہ والوں کو بلا لاؤ۔ میں نے جی میں کہا کہ ایک پیالہ دودھ میں اتنے آدمیوں کو کیا پتہ چلے گا۔ اگر صرف مجھ ہی کو دے دیتے تو میں آسودہ ہو جاتا اور بدن کی کمزوری دور ہو جاتی۔ بہرحال میں آپ ﷺ کے حکم سے صفہ والوں کو بلا لایا۔

سب آ گئے۔ تو مجھ سے فرمایا کہ اب تم ان لوگوں کو دودھ پلاؤ۔ میں نے اس طرح پلانا شروع کیا کہ ایک آدمی کو پیالہ دے دیتا۔ جب وہ پیٹ بھر کر پی لیتا تو دوسرے کو دے دیتا۔

باری باری سب لوگ سیراب ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے پیالہ ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اب صرف ہم اور تم رہ گئے ہیں۔ تم بیٹھ کر پیو۔ میں نے بیٹھ کر پیا اور خوب پیٹ بھر کر پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے کہا کہ اب پیٹ کی گنجائش نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لے کر خدا کی تعریف کی اور بسم اللہ پڑھ کر باقی دودھ پی لیا۔

خاتمہ کتاب

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ رسالہ انجام پذیر ہوا۔ میں نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معجزات کے سلسلے میں یہ رسالہ بہت جامع مرتب کیا ہے۔ اردو زبان میں اس رسالے کے علاوہ کوئی اور کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ بعض رسائل جو مصری علماء نے عربی علماء نے عربی زبان میں مرتب کیے تھے وہ میرے نزدیک مستند اور قابل اعتماد نہ تھے۔ اس لیے میں نے احتیاطاً ان سے کوئی معجزہ نقل نہیں کیا۔ صرف مفتی عنایت احمد صاحب قدس سرہ کی تحقیق پر اعتماد کیا اور حضرت مفتی صاحب کے رسالہ ''الکلام المبین فی آیات رحمۃ العالمین'' کی ترتیب کو اختیار کیا۔ البتہ زبان میں تھوڑی سی تبدیلی کر دی اور کہیں کہیں خصائص الکبریٰ کی بعض معجزات کی توضیح اور تشریح کو اختیار کر لیا اور اس مجموعہ کا نام سرور کائنات کے معجزات رکھا۔ آخر میں چند فوائد اور عرض کیے جاتے ہیں جن کا مطالعہ ناظرین کے لیے مفید ثابت ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ فوائد بھی حضرت مولانا مفتی عنایت احمد قدس سرہ کے رسالہ الکلام المبین کی اختتامی عبارت سے ماخوذ ہیں۔

فائدہ (۱):۔ اگرچہ بااعتبار اعداد و شمار معجزوں کی تعداد ۲۵۲ ہے لیکن درحقیقت اس رسالے میں تین سو کے قریب معجزات آ گئے ہیں کیونکہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک

معجزے کی حدیث میں دو یا تین معجزے مذکور ہوئے ہیں۔

فائدہ (۲):۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ نبوت ملنے سے پہلے جو خلاف عادت عجیب و نادر چیزیں ظاہر ہوئی ہیں ان کا متکلمین کی اصطلاح میں ''ارہاصات'' کہا جاتا ہے (ارہاص کہتے ہیں پتھر اور مٹی سے بنیاد مضبوط کرنا تو گویا نبوت سے پہلے کے یہ نوادر نبوت کی عمارت کو مستحکم کرنے والے پتھر ہیں اور جو نادر چیز نبوت ملنے کے بعد ظاہر ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ لیکن اس رسالہ میں اس فرق کو ختم کر دیا گیا ہے اور خارق عادت چیز کو چاہے وہ نبوت سے پہلے کی ہو یا بعد کی معجزے میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی سچائی کے لیے یہ دونوں یہ یکساں دلیل نبوت بنتی ہیں۔ ولی کی کرامت نبی ہی کا معجزہ ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے جو کرامت صحابہؓ کی ظاہر ہوئی اس کو معجزہ کے عنوان سے درج کیا گیا۔ چونکہ کرامات بھی اسی طرح کی درج کرنے کا اہم نے التزام کیا ہے جن کے لیے کتب احادیث میں سند موجود ہے۔ اس لیے کرامات کی فہرست لمبی نہیں ہوئی بلکہ چند کرامات جو صحابہ کرام سے متعلق حدیثوں میں مذکور ہیں درج کی گئی ہیں۔

فائدہ (۳):۔ کتاب تصنیف کرنے کے دنوں میں یہ بات معلوم ہوئی کہ تمام عالم کائنات کے معجزات کا ذکر قرآن میں مختصراً موجود ہیں۔ یہاں اس کی تھوڑی سی تشریح کی جاتی ہے۔ مقدمہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہوگی کہ نو عالم ہیں:

(۱) عالم معانی (۲) عالم ملائکہ (۳) عالم جن (۴) عالم انس (۵) عالم علوی (۶) عالم بساط (۷) عالم جمادات (۸) عالم نباتات (۹) عالم حیوانات

عالم معانی کا معجزہ خود قرآن مجید ہے کہ اس نے چیلنج بھی کیا ہے اور پیشن گوئی اس کی بجائے خود ایک معنوی معجزہ ہیں۔ اس کی تفصیل پہلے باب کی پہلی فصل میں موجود ہے۔ عالم ملائکہ کے معجزات کا ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے جن میں ملائکہ کے اترنے کا ذکر ہے۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ جنگ بدر میں اللہ نے

فرشتوں کو نازل فرمایا اور اس کا مشاہدہ بھی ہوا۔ عالم انسان کے معجزات کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے جس میں آنحضور ﷺ کو دشمنوں سے محفوظ کرنے کا ذکر ہے۔

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

اللہ تم کو بچائے گا کوئی دشمن تم پر قابو نہ پائے گا۔

عالم جنات کے معجزے کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے

وَاِذْا صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ

جنوں کی ایک جماعت کو تم سے قرآن سننے کے لیے لا کھڑا کیا۔

جنوں کی حاضری کے قصے ہوئے تھے۔ ان تمام کی طرف اس سے اشارہ ہو گیا۔

عالم علوی کے معجزہ شق القمر کا اس آیت میں ذکر ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ عالم بسائط (زمین) کے معجزے جو خاک سے متعلق ہیں ان کا ذکر وَمَارَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ میں ہے اور جو پانی سے متعلق ہیں ان کا ذکر وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَاءً لِّیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ میں اور ہوا سے متعلق معجزہ کا ذکر فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا میں ہے۔

اب جمادات، نباتات، حیوانات سے متعلق معجزے رہ گئے ہیں۔ ان کا ذکر ہمارے علم میں قرآن میں آ گئے تو وہ بھی ان تینوں میں سے ایک قسم حیوان سے متعلق ہے اور تینوں قسموں کے اوصاف اس میں پائے جاتے ہیں۔ اس لیے نباتات، جمادات، حیوانات کے ذکر کی حاجت ہی نہ رہی۔ اس توجیہہ کی بناء پر اب تمام کائنات کے معجزات کا ذکر قرآن میں ثابت ہو گیا۔ قرآن چونکہ تاریخ کی کتاب نہیں کہ معجزہ کا تفصیلی قصہ مذکور ہو بلکہ ہدایت کے لیے ایک نصیحت آموز کتاب ہے جن میں خدا کی نعمتوں کا ذکر ہے، اس لیے قرآن میں معجزات کا ذکر

صرف اللہ کی عظمت اور اس کی نعمت ظاہر کرنے کے لیے ہوا ہے۔ اس لیے صرف اشارہ اور اختصار پر بس کیا گیا اور تفصیل سے قصوں کو بیان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ کلام الٰہی کے وقار کے لیے یہی طریقہ مناسب تھا۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جملہ اقسام کے معجزات کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کی اختتامی تحریر کا خلاصہ ختم ہوا۔